یکم سے ۱۵، فروری ۱۹۸۳ء
۱۲، سے ۲۶، ماگھ ۱۹۰۴ شاکا

آواز

عت کا ۴۸ واں سال
ت ــــ 50 ــــ پیسے

آل انڈیا ریڈیو، دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات

اس بار
ہم طرح غزلیں
اردو سروس سے

شہباز ندیم ضیائی

وسعتیں فکر کی، احساس کی گہرائی دے
اے خداوند مجھے دولتِ دانائی دے
گنگ لوگوں کو عطا کر دے طلسمِ آواز
بے بصر ہیں جو ازل سے انھیں بینائی دے
مجھ کو جب زخم دیے ہیں تو یہ احسان بھی کر
کرب میں ڈوبی ہوئی درد کی پُروائی دے
برف کی زد میں ہے پھر شہرِ تخیّل ساقی
شعلۂ نغمہ سے احساس کو گرمائی دے
تنگدلِ لوگوں میں خاموش رہوں تو کب تک
ان کا ہر طرزِ عمل دعوتِ گویائی دے
میرے اپنے ہیں، تو دے جذبۂ ہمدردی انھیں
وہ تماشائی اگر ہیں انھیں بینائی دے
چھل نہ جائیں کہیں پُروائی کے نازک پورے
پھول جیسی، مرے ہر زخم کو زیبائی دے
تو! کہ اُس عہد کا فنکار ہے شہباز ندیم
اپنے الفاظ کو جذبات کی رعنائی دے

عارف منیر امروہوی

ظلم جو کرتے ہیں ان لوگوں کو دانائی دے
تو خدا ہے تو کہیں مجھکو بھی دکھلائی دے
زندگی میں میری یہ قحطِ وفا ہے کب سے
میری حسرت ہے کوئی میرا تمنائی دے
حادثوں سے نہیں گھبراتا کبھی میں لیکن
کوئی اپنا تو ہو جو حوصلہ افزائی دے
میں گھٹا بن کے رہوں دشتِ غزل میں یارب
میری کاوش کو وہ الفاظ کی رعنائی دے
جب کہ مٹ جاتے تھے انسان محبت کے لیے
اس نئے دور کو اس عہد کی زیبائی دے
تو بھی اب کر دے رسوماتِ محبت کو ادا
میں نے دی تجھ کو وفا تو مجھے رسوائی دے
کب سے اس شخص کو میں ڈھونڈ رہا ہوں عارف
کچھ نہ دے جو مجھے بس حرفِ شکیبائی دے

انور باری

جب کہ ہر لمحۂ غم تحفۂ تنہائی دے
تجھ کو آواز کہاں تک ترا سودائی دے
قہقہے اشکِ ندامت میں اگر ڈھل جائیں
تہمتِ بے جا نہ پھر کوئی تماشائی دے
یہ بھی ممکن ہے کہ اے دل کبھی مستقبل میں
حوصلہ جینے کا تجھکو یہی رسوائی دے
میرا ہر خواب تمنا نظر آئے یارب
دیکھنے والی نگاہوں کو وہ بینائی دے
رنج و غم درد و الم کربِ مسلسل کے سوا
اور کیا جانے مجھے تیری شناسائی دے
یاس کی گرد جن آنکھوں میں بھری ہو انور
شکلِ منزل کی انھیں کس طرح دکھلائی دے

اعظم عباس شکیل

ایک آئینہ کہ احساس شناسائی دے
ورنہ خود گھر مرا آوازۂ تنہائی دے
میں بھی ہنستا ہوا اس کرب و بلا سے گذروں
زندگی دی ہے تو اندازِ شکیبائی دے
زخم در زخم یہ دنیا نہیں دیکھی جاتی
پھر مرے عہد کو اعجازِ مسیحائی دے
یہ جو ہنگامِ شب و روز میں الجھا ہے بشر
خود سے اُکتا کے کہے گا مجھے تنہائی دے
آ مرے دیس سے آتے ہوئے بادل آ جا
مجھ سے روٹھا ہوا موسم، وہی پُروائی دے
میں کہ اک قطرۂ آوارہ پھروں بے منزل
مجھ کو آنکھوں میں بسا، جھیل کی گہرائی دے
سخت ہے مرحلۂ زیست مرا ساتھ نہ چھوڑ
تیری قربت مجھے احساسِ توانائی دے
شاعری قافیہ پیمائی نہ رہ جائے شکیل
اپنے اشعار کو تخئیل کی گہرائی دے

پروین زیدی

عشق کو صبر دے اور حسن کو رعنائی دے
میرے احساسِ محبت کو پذیرائی دے
اب تو میری یہ تمنا ہے کہ یارب اک دن
اُس کی آنکھوں کو مرے زخم کی گہرائی دے
اپنے دامن میں چھپا لے مجھے اے جانِ جہاں
میں ہوں بے چین بہت مجھ کو شکیبائی دے
تیرا ہی نام لیا جائے جدھر سے گذروں
دینے والے مجھے اب ایسی ہی رسوائی دے
تیری تصویر نظر آئے ہر اک جلوے میں
عشق کی راہ میں وہ گوشۂ تنہائی دے
دیکھنے والا نہ سمجھے ترا دیوانہ مجھے
تو میرے رازِ محبت کو وہ گہرائی دے
سُننے والا بھی تڑپ جائے جو سُن کر یارب
اپنی پروین کو وہ قوتِ گویائی دے

		ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر	جے پی گوئیل	۳۸۲۲۴۹
ادارت		
	سراج احمد	۳۸۲۲۵۴
	ہرمہندر سنگھ وج	
اسسٹنٹ بزنس منیجر	ڈی کے پوری	۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ	LISTENER	

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

نئی دھلی — یکم فروری ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۲ ماگھ ۱۹۰۴ شاکا — جلد ۴۸، شمارہ ۳

اس شمارے میں

ی فکر	نثار احمد فاروقی	۳
ہندستان میں یکجہتی اور جذباتی ہم آہنگی	عشرت علی صدیقی	۵
ں دیا نرائن نگم	محمد ایوب واقف	۶
ھرا پردیش کے عظیم منصوبے	محمد خلیل	۹
ی تال ماضی وحال کے آئینے میں	سید آباد جعفری	۱۰
ن دوز ریلوے اور اسکی اہمیت	سید جمیل نیر	۱۲
س کی اہمیت اور افادیت	ڈاکٹر فرحت عباسی	۱۴
سی توانائی	خورشید سمیع	۱۵
رائی ہندوستانی گیت اور بھجن	ڈاکٹر پرتاپ سنگھ	۱۷
ج کے دور میں عورت کا مقام	ڈاکٹر صادقہ ذکی	۱۸
م" کی ستم ظریفی	سعید زیدی	۱۹
انی کا قتل	رضوان احمد	۲۱
سیلاب بلا	شبیر احمد	۲۳
ن پہچانے	کلام حیدری	۲۵
ونے کا دل	عطیہ پروین	۲۷
رکاشس پنڈت	کمال احمد صدیقی	۲۸

غزلیات

کلام ربانی تاباں	۶
عنا ابن فیضی	۱۱
لیم اللہ حالی	۱۵
س یونس، نشتر خانقاہی	۱۶
رمضان ساغر جلگانوی	۲۰
لیم حسرت	۲۴
نید احمد جنید	۲۶
وید اکرم	۳۴
رچند قیس جالندھری	۴۰

قیمت

فی کاپی	۵۰ پیسے
سالانہ	۱۰ روپے
دو سال	۱۸ روپے
تین سال	۲۵ روپے

(اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

جینی فکر

نثار احمد فاروقی

جین مت ہندوستان کے بڑے مذاہب میں سے ایک ہے اور اس کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے. جین دھرم کے عالموں اور رشیوں منیوں نے اس کے فکر و فلسفہ پر بہت کچھ لکھا ہے اور داد تحقیق دی ہے مگر اس کے باوجود ہندوستان کے عام باشندے جین مت کے بنیادی اصولوں اور اس کے فلسفے کی غایت سے ناواقف ہیں اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ جین دھرم کی مقدس کتابیں اور قدیم علمائے مذہب کی تصانیف سنسکرت اور پراکرت زبانوں میں ہیں. ہندوستان کی علاقائی زبانوں میں جین مت کا لٹریچر سب سے زیادہ گجراتی زبان میں ہے لیکن گذشتہ ۲۵ - ۳۰ سال میں ہندی زبان میں بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے پھر بھی یہ ایسا بحرنا پیدا کنار ہے کہ علاقائی زبانوں کے لٹریچر نے اس کے تعارف کا حق ادا نہیں کیا ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ جین مت ایک نسلی اور آبائی مذہب ہے اور اس کی بنیاد فکر و فلسفہ پر رکھی گئی ہے وحی و الہام پر نہیں. اُسے دوسرے مذاہب میں تبلیغ کرنے یا اپنے حلقے کو وسیع کرنے میں بھی کبھی زیادہ دلچسپی نہیں رہی۔ اس لیے جین مت کے علماء صرف وہی لٹریچر پیش کرتے رہے ہیں جو جین مت کے ماننے والوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

جین فلسفے میں بہت سے اسرار و رموز ایسے ہیں جو مذہبی علماء اور رشیوں منیوں کی تشریح و تفسیر کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتے اس لیے جو لٹریچر موجود ہے اس کو سمجھنا بھی گوروکی امداد کے بغیر عام آدمی کے لیے ممکن نہیں ہے۔

جین دھرم کے بنیادی اصول یا تو علماء کے اختلاف کے ساتھ کم سے کم پانچ یا نو یا اس سے بھی کچھ زیادہ ہیں ان کے مختصر بیان سے جینی فکر کا خاکہ سمجھ میں آسکتا ہے۔

پہلا اصول یہ ہے کہ یہ دنیا روح اور مادّے کے اتصال سے پیدا ہونے والا ایک کرشمہ ہے۔ روح اور مادہ دونوں ازلی اور ابدی ہیں ان میں تغیر اور تبدیلی ہوتی رہتی ہے مگر انھیں کبھی فنا نہیں ہے اور نہ کوئی بڑی طاقت ان کی خالق اور منتظم ہے.

دوسرا اصول یہ ہے کہ روح اور مادہ مل کر جو اعمال کرتے ہیں اُن سے ہی دُکھ سُکھ پیدا ہوتا ہے۔ انسان کو جو کچھ رنج پہنچتا ہے اُس کے اپنے ہی اعمال سے پہنچتا ہے اور اُسے بھگتنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔

روح اور مادّے کے ابدی چکر سے نجات ملنے کا راستہ ہے کہ اُن کے عقیدہ اور علم و عمل میں اخلاص اور سچائی ہو اور یہ نجات (سدھ پد) جب حاصل ہو جاتا ہے تو انسان دکھوں کے چکر سے چھوٹ جاتا ہے۔

لاانتہا عقل، لاانتہا علم اور لاانتہا طاقت لاانتہا سکھ کا منبع بھگوان ہے جو راہِ نجات میں رہبر کا کام دیتا ہے۔ یہی اپنا وجود چھوڑ کر سدھ پد میں جلوہ افروز ہوتا ہے اور سدھ بھگوان کہلاتا ہے۔ بھگوان، ایشور، پرماتما، رام رحیم وغیرہ سب اسی کے اسمائے صفات ہیں۔

پانچواں بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں ذی روح لاتعداد ہیں اور ان میں سے کچھ ہمیشہ مکتی حاصل کرتے رہتے ہیں اور وہ پھر اس دنیا میں نہیں آتے یعنی کرم کے چکر سے نکل جاتے ہیں۔ اسی طرح نئے ذی روح ایک جون سے ترقی کر کے دوسری میں آتے رہتے ہیں۔

چھٹا عقیدہ یا اصول یہ ہے کہ صراطِ مستقیم کا مرشد وہ ہوتا ہے جس سے کبھی گناہِ کبیرہ سرزد نہ ہوتا ہو اور جو اخلاقی عیوب مثلاً غصہ، لالچ، غرور، ذلت اور دکھاوے سے پاک صاف ہو۔

جین دھرم کے شاستروں یا علمائے مذہب کی کتابوں کو باقاعدہ پڑھنا اور اپنے ہم مذہبوں کو ان کی تعلیم دینا جین مذہب میں فرض کی حد تک ضروری ہے

دوسرے مذاہب کے ساتھ جین مذہب کا رویّہ امن و سلامتی اور شانتی کا ہے۔ جین مت کسی دوسرے مذہب کے پیرو کی مخالفت کرنے یا ان سے لڑائی کرنے کی ہرگز تعلیم نہیں دیتا بلکہ اُن سے محبت اور امن پسندی کے ساتھ رہنے کو ضروری قرار دیتا ہے۔

نواں اصول یہ ہے کہ جین مت میں خیر خیرات کرنا مذہب کا ایک حصہ ہے یہ دان صرف مال و زر تک محدود نہیں بلکہ نیکی کرنا، تعلیم دینا، خلق خدا کے کام آنا یہ سب دان میں شامل ہیں۔ اور اس کی ہزاروں قسمیں ہیں۔

جین مت میں جُوا، چوری، شراب نوشی، گوشت خوری، زنا کاری اور شکار کھیلنا سختی سے ممنوع ہے۔ اس کی کسی حالت میں اجازت نہیں ہے۔ اور جین مت کی اخلاقی گرفت اتنی مضبوط ہے کہ اگر ہم سارے ملک میں ہونے والے جرائم کی سالانہ رپورٹ کو دیکھیں تو اس میں شاید ہی کسی جینی کا نام نظر آئے۔ جین مت کا ماننے والا کوئی بدبخت انسان ہی جرائم پیشہ ہو سکتا ہے۔

جینی فکر یہ کہتی ہے کہ جیو یا روح جسے چیتن بھی کہتے ہیں اپنے اعمال میں خود مختار ہے لیکن اُن اعمال کی جزا و سزا کے معاملے میں خود مختار نہیں ہے اور یہ روح دو طرح کی ہوتی ہے ایک سِدھ۔ یعنی نیک اور نجات پانے والی روح اور دوسری سنساری۔ یعنی دنیا کے جھمیلوں میں پھنسی ہوئی۔ نیک روح دنیا کی آلائشوں سے اور تمام مکروہات سے بلند و بالا ہو جاتی ہے اور لاانتہا علم و عرفان کا ایک حصہ بن جاتی ہے پھر وہ افعال سے مبرا ہو کر کرموں کے چکر سے نکل جاتی ہے۔ سنساری جیو کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جو اپنے ارادے سے چلتے پھرتے ہیں دوسرے ساکت و جامد ہیں اس کی رو سے جمادات و نباتات وغیرہ بھی "جیو" کے زمرے میں آجاتے ہیں۔ نباتات کا ذی روح ہونا تو اب جدید سائنس نے بھی ثابت کر دیا ہے۔

غیر متحرک ارواح کو عناصر خمسہ آتش، آب، باد خاک اور نباتات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اس طرح یہ ساری کائنات اور اس میں موجود ہر شے اس زمرے میں آجاتی ہے۔ متحرک روحوں کو حواس کے اعتبار سے تقسیم کیا گیا ہے۔

دو اندری، تین اندری، چار اندری اور پانچ اندری ــ دو اندری وہ ہیں جن میں دو حواس یعنی قوت لامسہ اور قوت ذائقہ پائے جاتے ہیں جیسے جونک، تین اندری میں تین حسیں لامسہ ذائقہ اور شامہ بھی ہیں جیسے چیونٹی اور دوسرے حشرات الارض۔ چار اندری میں باصرہ بھی ہوتی ہے جیسے مکھی، بھونرا وغیرہ ــــ پانچ اندری میں پانچ حواس ملتے ہیں لامسہ، ذائقہ، شامہ، باصرہ اور سامعہ۔ اس ذیل میں انسان کے علاوہ حیوان جیسے ہاتھی گھوڑا کتا بلی وغیرہ بھی آتے ہیں۔

پانچ حواسی جانداروں کو جینی فلسفے نے چار قسموں میں بانٹ دیا ہے۔

۱۔ دیوتا جو صرف نجات یافتہ ہیں۔

۲۔ دوزخی ۳۔ انسان ۴۔ حیوان

آفتاب و ماہتاب ستارے، بھوت پریت وغیرہ دیوتاؤں کے ذیل میں آتے ہیں۔

سب جیوں کو متعدد بھیدوں میں تقسیم کیا گیا ہے ان کی رو سے نارکیوں کے ۱۴ بھید، حیوانی قالب کے ۴۸ بھید انسانی قالب کے ۳۰۳ بھید دیوگتی کے ۱۹۸ بھید ہیں اس طرح سب بھیدوں کی تعداد ۵۶۳ ہوتی ہے

اس کے علاوہ جنم کے مظاہر جُون یا یُونی ۸۴ لاکھ بتائے گئے ہیں ان میں لطیف جسم کے جون آٹھ لاکھ اور کثیف جسم کے ۷۶ لاکھ ہیں۔ ان میں انسان کے ۱۴ لاکھ جون ہیں۔

جین مذہب کی تعلیم کے مطابق یہ دنیا ذی روح وجودوں سے ایسی بھری ہوئی ہے جیسے گھی سے برتن بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں ذرا سی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جو کسی جیو سے خالی ہو۔ اور یہ سب جیو انادی یعنی ابدی ہیں ان کو کبھی کسی نے نہیں بنایا کیونکہ مادہ بھی ابدی ہے۔ اور وہ بھی دنیا میں اسی طرح بھرا ہوا ہے جیسے روح۔ اس طرح مادہ اور روح کا ازلی اور ابدی رشتہ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

جین فکر میں روح اور مادّے کا تعلق پر بہت گہری فلسفیانہ بحث کی گئی ہے جسے عام آدمی اچھی طرح سمجھ بھی نہیں سکتا۔ ان کے فلسفے میں "تجدّدِ امثال" کا تصور بھی موجود ہے یعنی ایک ذی روح ہر سانس میں اٹھارہ بار جنم مرن کرتا ہے اور اپنے جسم کو ہر لحظہ بدلتا رہتا ہے یہاں تک کچھ زمانے میں اس کا بالکل دوسرا ہی وجود ہوتا ہے جس میں پہلے وجود کا کچھ بھی باقی نہیں ہوتا۔ موجودات کے مراتب جسے ہمارے فلسفے میں "تنزلات" کہا گیا ہے وہ اسی سے عبارت ہیں جسے آپ جدید اصطلاح میں جدلیت بھی کہہ سکتے ہیں۔

ذی روح کے اعمال اُسے ایک اندری والے وجود سے پانچ اندری والے وجود تک ہر وجود کے مختلف جونوں میں سیر کراتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ نیک اعمال کر کے نجات حاصل کر لے اور کرم کے چکر سے نکل جائے،

اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ کائنات عدم سے وجود میں آئی ہے اور اللہ کے حکم (کُنْ فَیَکُون) سے پیدا ہوئی ہے۔ جین مت عدم کا قائل نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ عدم سے کوئی شے وجود نہیں پا سکتی جس طرح صفر سے کوئی عدد برآمد نہیں ہو سکتا۔ جین فکر کے مطابق اویوہار راشی اور ویوہار راشی ہی عدم و وجود سے عبارت ہے یعنی ایک ذی روح حالتِ جمادی سے عالم حرکت میں اور ایک اندری سے دوسری اندری میں داخل ہو جاتا ہے۔

یہ عدم سے وجود میں لانے والی طاقت از روئے اسلام خدا ہے اور جین مت کی رو سے کرم یعنی اعمال ہیں

جین فکر میں اجیو تو غیر ذی روح عنصر وہ ہے جس کی نہ کوئی شکل ہو نہ ذائقہ نہ خوشبو بدبو نہ وہ لمس کر سکے نہ دُکھ سکھ کا احساس رکھتا ہو اُسے پانچ اقسام میں بانٹا گیا ہے مثلاً پانی کو دھرم آستی کائے کہا گیا ہے یہ مچھلی کو چلنے میں مدد دیتا ہے مچھلی اپنی طاقت سے چلتی ہے مگر پانی نہ ہو تو وہ نہیں تیر سکتی۔ مادہ اپنی لطافت اور کثافت کے اعتبار سے چھ طرح کا ہوتا ہے کثیف ترین جو ٹوٹ کر جڑ نہ سکے جیسے پتھر کثیف جو علیحدہ ہو کر پھر مل جائے جیسے دودھ لطیف جیسے ذرات لطیف ترین جسے حواس معلوم نہ کر سکیں جیسے کرم، کثیف لطیف جو محسوس ہو گرفت میں نہ آئے جیسے آئینے میں عکس۔ وہ لطیف جو کثیف میں رہے جیسے پھول میں خوشبو، غالب نے اسے یوں کہا ہے ؎

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینہ بادِ بہاری کا

غرض یہ کہ جینی فکر کا محور روح اور مادہ ہے اسلام نے روح کو امرِ ربی کہا ہے اور مادہ کو مخلوق مانا ہے اور ہر مخلوق شے فانی ہوتی ہے۔

مادّے کو جین مت میں ازلی و ابدی کہا گیا ہے ویدانت میں یہی مایا ہے اور سانکھ مت میں پرکرتی یعنی فطرت۔ جین مت نے مادّے کی لاانتہا طاقت اور اس کے گوناگوں مظاہر کو بہت گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور جتنا اس کا تحلیل و تجزیہ کرتے جائیں اس کا نتیجہ یہی برآمد ہوتا ہے کہ فوق الفطرۃ کوئی طاقت اس کائنات کو چلانے والی نہیں ہے۔ (اردو سروس سے نشر)

نئے ہندوستان میں یکجہتی اور جذباتی ہم آہنگی

عشرت علی صدیقی

قومی یکجہتی اور جذباتی آہنگی نئے ہندوستانی کو پرانے ہندوستانی سے تزکہ میں ملی ہے معلوم ...تا ہے کہ اس معاملے میں قدرت اس ملک کو دنیا کے لیے ...نمونہ بنانا چاہتی تھی۔ یہاں سمندر اور خشکی کے راستے ...لف سمتوں سے مختلف قوموں کے لوگ آتے رہے۔ کچھ تجارت ...لیے آئے کچھ لوٹ مار کے لیے کچھ فتوحات کے لیے آئے مگر کچھ اغراض ...قاصد دنیاوی تھے اور کچھ روحانی۔ یوں لوگ ملک میں پہلے ...موجود تھے اور جو لوگ بعد میں باہر سے آئے ان کے درمیان ...ل اور محبت کے رشتے بھی قائم ہوئے اور جھگڑے اور ٹکراؤ ...نوبت بھی آئی۔ اس عمل اور ردعمل سے ایک ہندوستانی ...م اور ہندوستانی کلچر نے جنم لیا۔ اور جذباتی ہم آہنگی پید ...ئی۔ اس ہم آہنگی کی جھلک رہن سہن، رسم و رواج، مذہب ...عقائد، زبان وادب فن تعمیر اور فن مصوری میں نظر آتی ہے، ...ن سب چیزوں کے اعتبار سے آج کا ہندوستان دراوای ...آریائی دور کے ہندوستان سے مختلف ہے یہاں کے ...سلمان عرب و شام کے مسلمان سے مختلف ہیں اور یہاں ...ے عیسائی امریکہ اور روم کے عیسائیوں سے مختلف ہیں۔

مختلف مذہبوں کے ماننے والے ہندوستانی دوسرے ...ں میں رہنے والے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ ایک جذباتی ...و رکھتے ہیں لیکن اس لگاؤ اور اپنے ہی ملک میں دوسرے ...ہبوں کے ماننے والوں کے ساتھ تعلقات میں کوئی ٹکراؤ نہیں ...ں ملک کی قدیم تاریخ میں ایسی ان گنت مثالیں موجود ہیں ...ہندو راجہ کی فوج مسلمان افسر کی قیادت میں مسلمان حکمران ...لڑی اس طرح مسلمان بادشاہوں کی حکومت اور فوج میں ...ہندو افسروں اور اہلکاروں نے اہم خدمات انجام دیں اور ...ہب کا فرق ان خدمات پر تقرر اور ان کی انجام دہی میں ...کاوٹ نہیں بنا۔

یوروپی قوموں کے ہندوستان آنے سے پہلے باہر کے ...لوگ ہندوستان آئے وہ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ایک ...یا آدھ نسل کے بعد ان کا رشتہ باہر سے ٹوٹ گیا یا بہت کمزور ہوگیا۔ اور اس بات سے قومی، قومی یکجہتی اور جذباتی ہم آہنگی کو تقویت ملی۔ اس یکجہتی اور ہم آہنگی کا مظاہرہ برطانی حکومت کے خلاف ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں نمایاں طور پر ہوا۔ یہ بغاوت اگرچہ غیر منظم اور شمالی ہند تک محدود تھی پھر بھی اگر یہ کامیاب ہوجاتی تو پورے ملک کی تاریخ بدل جاتی یہی سوچ کر بدیسی حکمرانوں نے چمن ہند پر اپنا قبضہ قائم رکھنے کے خیال سے پھوٹ کی کانٹے دار جھاڑیاں لگا دیں اور یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ جو لوگ اس چمن کے پھولوں اور پھلوں سے فائدہ اٹھاتے تھے اور جنہیں ان کا بچاؤ کرنا چاہیے تھا انہی میں سے کچھ لوگ لالچ یا دھوکے میں آکر کانٹے دار جھاڑیوں کی آبپاشی میں لگ گئے ان کی اس بھول اور بدیسی حکومت کی شرارت کی وجہ سے یکجہتی کے بجائے اہمیت اور ہم آہنگی کی جگہ باہمی بیزاری پھیلنے لگی۔ اسے پھیلانے میں سیاسی خود غرضوں، سرکار میں رشیہ دوانیوں اور تاریخ کو مسخ کرنے والی کتابوں نے اہم رول ادا کیا۔ لیکن آزادی کی تحریک نے ان رجحانات کے لیے ایک بریک کا کام کیا۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے اتحاد ضروری تھا اور تحریک چلانے والوں نے یکجہتی کے سلسلے میں اپنی کوشش جاری رکھیں۔ آخر کار نیکی نے بدی پر فتح پائی ملک آزاد ہوگیا اور ایک نئے ہندوستان نے جنم لیا۔ پھول اور کانٹے کا فرق نمایاں ہوگیا۔ لگ بھگ سو برس میں جو کانٹے دار جھاڑیاں اگائی گئی تھیں وہ سب ابھی تک جڑ سے اکھاڑی نہیں جاسکی ہیں۔ پھر بھی ان کی نشان دہی آسان ہوگئی ہے اور صفائی کا عمل جاری ہے۔

قومی یکجہتی اور جذباتی ہم آہنگی کی جڑیں پھوٹ پھیلانے والے پودوں کی جڑوں سے زیادہ گہری ہیں اور انکی مضبوطی کے مظاہرے ان قوموں پر ہوتے رہے ہیں۔ جب ہندوستان کو بیرونی حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ قومی مفادات کے تحفظ کی خاطر قومی قیادت کی آواز پر پوری قوم سینہ سپر ہوگئی۔ مذہبی سیاسی اور علاقائی فرق، اختلاف اور تعصب دب گئے۔ اکثریت اور اقلیت کی تمیز ختم ہوگئی اور قومی سورماؤں کی فہرست میں سبھی فرقوں کے لوگوں کے نام سنہرے حرفوں میں لکھے گئے۔ یہ قومی یکجہتی اور جذباتی ہم آہنگی کا ایک بہت ہی اہم پہلو ہے لیکن یکجہتی اور ہم آہنگی کے دوسرے پہلو اور تقاضے بھی قابل توجہ ہیں۔ ان میں سے بعض کا ذکر پچھلے دنوں قومی یکجہتی کونسل کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں آیا ہے۔

مثال کے طور پر مرکزی وزیر تعلیم شریمتی شیلا کول نے اس کام کی تفصیل بتائی جو ان کی وزارت تاریخ اور زبان کی درسی کتابوں کے نظر ثانی کے سلسلے میں کر رہی ہے نظر ثانی کی ہوئی کتابیں ۸۴-۱۹۸۳ء تک رائج ہوسکیں گی یہ کام ریاستی سطح پر بھی ہوا ہے۔ اور منجملہ دوسری ریاستوں کے اتر پردیش میں بھی بعض درسی کتابیں نظر ثانی کے بعد شائع ہوچکی ہیں۔ کتابوں خاص کر ابتدائی درجوں میں پڑھائی جانے والی کتابوں کے ذریعے جو باتیں طالب علم سیکھتا ہے ان کی چھاپ اس کے کردار اور عمل پر بہت دنوں تک برقرار رہتی ہے۔ اس لیے کتابوں کا سدھار تعلیم کے پھیلاؤ سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ ملک ابھی ناخواندگی کے مکمل خاتمے کی منزل تک نہیں پہونچا ہے اس لیے ناقص کتابوں سے پیدا ہونے والا زہر ایک محدود حلقے تک ہی پہونچ سکا ہے۔ پھر بھی جن لوگوں کا ذہن اس زہر سے متاثر ہوجاتا ہے وہ اپنی تحریروں ناتوں اور طور طریقوں سے دوسرے لوگوں کی ذہنیت کو بھی متاثر کرسکتے ہیں۔ تعلیمی اور تحقیق و تربیت کی قومی کونسل (این۔ سی ای۔ آر۔ ٹی) ٹیچروں کے استعمال کے لیے اپنا مواد بھی تیار کر رہی ہے جس کی مدد سے بچوں میں قومی اتحاد کا جذبہ مستحکم کیا جاسکے۔ لیکن بچوں کی تربیت کے علاوہ جوانوں اور بوڑھوں کی تربیت بھی ضروری ہے۔ اخبار ریڈیو اور ٹیلی ویژن اس سلسلے میں مفید خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ اختلاف کشمکش اور ٹکراؤ پیدا کرنے والی باتیں ہر سماج کی طرح ہندوستانی سماج میں پائی جاتی ہیں۔ اور پیدا ہوتی رہتی ہے قومی یکجہتی کا جذبہ اتنا گہرا ہونا چاہیے کہ یہ باتیں قومی مفاد کو نقصان نہ پہونچانے پائیں۔ اخباروں نے فرقہ وارانہ واقعات اور ذاتیات پر مبنی جھگڑوں میں ایک ضابطہ اطوار بنایا ہے پریس کمیشن نے حال ہی میں ایسے ضابطے کی تائید کی ہے اور اخبار نویسوں کو اپنے طور پر اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ ان کی تحریروں سے قومی یکجہتی کو تقویت ملتی ہے یا اس پر چوٹ پڑتی ہے۔ اس کے لیے حقائق کو چھپانا ضروری نہیں ہے لیکن جب آگ لگی ہو تو اس پر تیل کے بجائے پانی ڈالنا چاہیئے۔ اور اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اکثر اوقات فرقہ وارانہ واقعات بنیادی طور پر غیر فرقہ وارانہ ہوتے ہیں اور شرارت سیاست یا بد احتیاطی کی وجہ سے وہ فرقہ وارانہ بن جاتے ہیں۔ کبھی کبھی انفرادی واقعات کو اجتماعی رنگ دینے کی کوشش کی جاتی ہے افسوس کی بات ہے کہ ملک کی سیاست میں فرقہ واریت ابھی تک مختلف شکلوں میں باقی ہے لیکن فرقہ پرست پارٹیاں بھی اپنے کو غیر فرقہ پرست کہتی ہیں اور اس رجحان سے ظاہر ہوتا ہے

کہ فرقہ پرستی کو ایک قابل مذمت چیز سمجھا جاتا ہے۔ سیاسی پارٹیوں کے ضابطہ اطوار کی بات قومی یکجہتی کونسل کی اسٹینڈنگ کمیٹی میں کہی گئی ہے اور اگر عوام تعمیر و ترقی کے کاموں اور منصوبوں کو اولیت دینے لگیں تو فرقہ وارانہ اپیلیں بے اثر ہو جائیں گی

قومی یکجہتی کو فرقہ وارانہ تعصب کی طرح علاقائی تعصب سے بھی نقصان پہونچتا ہے۔ نئے ہندوستان میں اس دوسرے تعصب کی کارفرمائی کئی سال پہلے مہاراشٹریوں اور گجراتیوں کے جھگڑے میں دیکھی گئی اور آج کل آسام میں غیر ملکیوں کے اخراج کے نام پر جو تحریک چل رہی ہے اور خالصتان کا جو نعرہ بلند کیا گیا ہے اس میں بھی یہی تعصب جھلکتا ہے۔ یہ دونوں تحریکیں دو چھوٹے چھوٹے علاقوں اور بہت تھوڑے لوگوں تک محدود ہیں لیکن یہ علاقے ہندوستان کی مشرقی اور مغربی سرحدوں پر واقع ہونے کی وجہ سے قومی یکجہتی کے علاوہ ملک کی سالمیت کے لیے بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان تحریکوں کو شروع میں بعض مخالف پارٹیوں نے براہ راست اور بالواسطہ طریقوں سے ہوا دی تھی لیکن خالصتان کے مطالبے کی کسی سیاسی پارٹی نے واضح حمایت نہیں کی ہے اور جہاں تک آسام کی تحریک کا تعلق ہے۔ مرکزی وزیر داخلہ نے تسلیم کیا ہے کہ تحریک کے لیڈروں کے ساتھ حکومت کی گفتگو میں زیادہ تر مخالف پارٹیوں کے نمائندوں نے تعمیری رویہ اختیار کیا ہے۔

یک جہتی کونسل کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے جلسے میں مختلف ریاستوں نے کلچرل لین دین پر زور دیا ہے۔ اور زبان کا معاملہ بھی اس ضمن میں آتا ہے۔ بہار اور اتر پردیش میں سرکاری کام کاج کے لیے اردو کے استعمال کی خوشخبری ان ریاستوں کے وزرائے اعلا نے سنائی ہے۔ ان فیصلوں سے لسانی اقلیتوں میں محرومی اور ناانصافی کا احساس دور کرنے میں مدد ملے گی۔ یہ احساس قومی یک جہتی اور جذباتی ہم آہنگی میں اکثر رکاوٹ بن جاتا ہے کچھ لوگ غلطی سے یک جہتی کو یک رنگی اور ہم آہنگی کو ہم نوائی سمجھ لیتے ہیں در اصل یہ چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یک رنگی پیدا کرنے کی کوشش سے یک جہتی کو نقصان پہونچ سکتا ہے اور ہم نوائی کا مطالبہ ہیجان کا باعث بن جاتا ہے۔ رنگارنگی ہندوستان کے کلچر کی ایک بنیادی خصوصیت ہے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کسی کلچر کے محدود اور محبوس ہو جانے پر اس میں زوال ہو جاتا ہے۔ کلچر ان تجربوں کا مجموعہ ہے جو فطرت ماحول اور مسائل سے نپٹنے کے دوران حاصل ہوئے ہیں انسانی فطرت بنیادی طور پر یکساں ہونے کے باوجود الگ الگ ماحول اور مسائل کا الگ الگ اثر قبول کرتی ہے۔ قومی علاقائی اور طبقہ واری کلچر اسی طرح بنتے اور بدلتے رہتے ہیں۔ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے اس رقبہ کئی ملکوں کے مجموعی رقبے سے بھی زیادہ ہے اس لیے یہاں قومی کلچر کے ساتھ علاقائی اور طبقہ واری کلچر بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ علاقائی اور طبقہ واری کلچر ایک دوسرے کے رقیب نہیں ہیں۔ ان میں بہت سی باتیں مشترک ہیں اور باہمی ربط ضبط سے ان کلچروں میں صحت مند رجحانات پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ قومی کلچر کی تشکیل ہوتی ہے اور اسے تقویت ملتی ہے اگر ربط و ضبط اور رواداری کی جگہ لاگ ڈانٹ اور عداوت پیدا ہو جائے تو تعمیر کے بجائے تخریب کا عمل شروع ہو جائیگا جس طرح بڑے دریا کے معاون دریا سوکھ جاتے ہیں اس کا پانی کم ہو جاتا ہے۔ یہی صورت قومی کلچر اور علاقائی و طبقہ واری کلچروں کی ہے۔ جذباتی ہم آہنگی کا مطلب یہ ہے کہ فرقوں، طبقوں، علاقوں اور زبانوں میں لاگ ڈانٹ اور عداوت پیدا نہ ہونے پائے اور قومی یک جہتی کا مطلب یہ ہے کہ قومی مفادات کو فرقہ وارانہ، طبقہ وارانہ اور علاقائی مفادات پر ترجیح دی جائے۔ قوم کی مضبوطی اس کے اجزاء کی مضبوطی پر منحصر ہے۔ کسی عضو کے کمزور ہو جانے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے اور انسان کی کمزوری کا اثر اس کے ہر عضو پر پڑتا ہے۔ قومی پیمانے پر اس عمل اور ردعمل کو روکنے کے لیے قومی یک جہتی پر زور دیا جاتا ہے۔

(آکاش وانی لکھنؤ سے)

منشی دیانرائن نگم

ایک سماجی انسان کو اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے واسطہ رکھنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح کا واسطہ رکھنے کے لیے در اصل وہ مجبور ہی ہوتا ہے۔ ایک طرف اس کے ماں باپ، بھائی بہن اور دیگر اعزا و اقارب ہیں تو دوسری طرف وہ ناآشنا سماجی افراد بھی جن سے اپنی ضرورتوں کے پیش نظر کبھی کبھار وہ واسطہ قائم کرتا ہے بہر حال ان دونوں طرح کے لوگوں سے اس کے معاملات ضرور ہوتے ہیں اب یہ ضروری نہیں کہ ان آشنا و ناآشنا افراد میں سب کے سب اس کے پاس ہی رہتے ہوں کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کو ضرورتاً اپنے قریبی لوگوں کے حلقہ سے نکل کر دور دراز کے کسی مقام پر رہائش اختیار کرنا پڑتی ہے اب اگر کسی انسان کو اس طرح کے حالات سے گذرنا پڑے اور اسے لکھنے پڑھنے کا ہنر بھی آتا ہو تو پھر اسے اپنی تحریروں کے ذریعہ ہی دور رہکر بھی ہم نشینی و ہم کلامی کا اہتمام کرنا پڑتا ہے اپنی ان تحریروں میں ضرورت کے مطابق وہ اپنے مخاطب سے پوری بات کرتا ہے ایسی تحریروں کو ہی در اصل ہم رقعات یا خطوط کا نام دیتے ہیں خطوط نگاری اب باقاعدہ ایک صنف قرار پا چکی ہے لیکن ابھی تک مشاہیر و اکابر کے ہی خطوط جمع کئے جا سکے ہیں۔

خطوط نگاری کا کوئی بندھا ٹکا اصول ہوتا ہے نہ ہی بنا بنایا ڈھانچہ۔ خط لکھنے والا اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق اپنے مخاطب سے ہم کلام ہوتا ہے وہ کبھی تو نرم، ملائم سنجیدہ، متین اور متوازن انداز تحریر سے کام لیتا ہے اور کبھی تند خوئی چرب زبانی اور غم و غصہ کا اظہار کرنے والے فقروں اور جملوں سے اپنے مکتوب یا خطوط کی دوکان سجاتا ہے۔ وہ کبھی القاب و آداب کے ساتھ اپنی بات شروع کرتا ہے تو کبھی کبھی براہ راست مدعا بیان کرتا ہے لیکن ان تمام طرح کی تحریروں کو خطوط کے ہی زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔

اردو زبان سے الگ اگر دوسری زبانوں کی خطوط نویسی پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلے گا کہ ان کی تاریخ بہت پرانی ہے انگریزی عربی اور فارسی وغیرہ زبانوں کی تحریر و نگارش کے سرمایہ میں سیکڑوں سال قبل لکھے گئے خطوط خاصی تعداد میں دستیاب ہیں

غزل

غلام ربانی تاباں

کوئی بھی موسم ہو اذن لب کشائی تو ملے
اک ذرا سی مہلت نغمہ سرائی تو ملے
دل کے ویرانے میں کھل جائیں جراحت کے چمن
اس قدر یاروں سے داد آشنائی تو ملے
ختم ہو جائیں گے سب سود و زیاں کے مرحلے
زندگی کو اعتبار نارسائی تو ملے
گل نہ ہوں، برق و شرر کی گرم بازاری تو ہو
شوق کو قید نشیمن سے رہائی تو ملے
سوختہ سامانیاں جن کا مقدر بن گئیں
کم سے کم اُن کو مزاج بے نوائی تو ملے
اور اب اُن کے کرم سے کیا توقع کیجیے
انجمن میں مژدہ بے اعتنائی تو ملے
مصلحت کے دور میں رہ جائے دل کی آبرو
حسن کو تاباںؔ خلوص بے وفائی تو ملے

(اردو سروس سے نشر)

مکاتیب کے آئینے میں

محمد ایوب واقف

ہمارے بزرگانِ دین، اکابر علم و حکمت اور علمبردارانِ فکر و دانش کے رقعات و خطوط سینکڑوں سال کے نشیب و فراز اور سرد و گرم زمانہ کے باوجود گنجِ گراں مایہ کی صورت موجود ہیں اور اب تو ان رقعات اور خطوط کو اس طرح محفوظ کر لیا گیا ہے کہ ان کے تلف ہونے کے امکانات کم سے کم ہو گئے ہیں۔

جہاں تک اردو خطوط نویسی کا تعلق ہے اس کی تاریخ نہ کچھ بہت پرانی ہے اور نہ بہت زیادہ تحقیق طلب اس لیے کہ مغلیہ سلطنت کے زوال تک اردو زبان کے ادیب و شاعر بھی عام روش کے مطابق فارسی زبان میں خطوط لکھنے کے عادی تھے۔ کیونکہ فارسی اس وقت کی مروجہ زبان تھی عدالتوں سے لے کر پرائیویٹ نشستوں تک اسی زبان کو ذریعہ اظہار بنایا جاتا تھا۔ خود مرزا اسداللہ خاں غالب جن کی سراپا ادب ذات سے اردو خطوط نویسی کی باقاعدہ تاریخ وابستہ ہے اور اس کا بھرم بھی قائم و دائم ہے اپنی عمر کے آخری دو دہوں سے قبل تک فارسی میں ہی خطوط لکھتے تھے۔ غالب کے بارے میں اردو زبان و ادب کے ناقدین و محققین اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ انھوں نے ۱۸۵۰ء کے بعد ہی اردو زبان میں خطوط لکھنے کی ابتداء کی۔ غالب نے فارسی سے ہٹ کر اردو زبان میں خطوط لکھنے کی جو رسم ڈالی تو اس کے بھی کچھ خاص اسباب تھے۔ مولانا الطاف حسین حالی اپنی تصنیف "یادگارِ غالب" میں رقمطراز ہیں کہ

> "معلوم ہوتا ہے کہ مرزا ۱۸۵۰ء تک ہمیشہ فارسی میں خط و کتابت کرتے تھے۔ مگر سنہ مذکورہ میں جب کہ وہ تاریخ نویسی کی خدمات پر مامور کئے گئے اور ہمہ تن مہر نیمروز لکھنے میں مصروف ہو گئے اس وقت بضرورت ان کو اردو میں خط و کتابت کرنی پڑی ہو گی۔ وہ فارسی نثر میں اور اکثر فارسی خطوط میں جن میں قوت متخیلہ کا عمل اور شاعری کا عنصر نظم سے بھی کسی قدر غالب معلوم ہوتا ہے نہایت کاوش سے لکھتے تھے پس جب ان کی ہمت مہر نیمروز کی ترتیب و انشاء میں مصروف تھی ضرور ہے کہ اس وقت ان کو فارسی زبان میں خط و کتابت کرنی اور وہ بھی طرزِ خاص میں شاق معلوم ہوتی ہو گی۔ اس لیے قیاس چاہتا ہے کہ انھوں نے غالباً ۱۸۵۰ کے بعد اردو زبان میں خط لکھنے شروع کئے "

مولانا حالی کے علاوہ مولانا حامد حسن قادری، شیخ محمد اکرام، رام بابو سکسینہ اور مولانا غلام رسول مہر وغیرہ بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا نے ۱۸۵۰ء کے آس پاس ہی اردو میں خط و کتابت شروع کی۔ اردو خطوط نویسی کے بارے میں ایک بات اور ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ ابتداء میں اس پر فارسی کے اثرات غالب ہوا کرتے تھے۔ وہی طویل اور لمبے لمبے القاب، وہی تصنع اور بناوٹ کا انداز لئے ہوئے آداب وہی تعلقات اور حشو و زوائد جو فارسی خطوط میں بروئے کار لائے جاتے تھے اردو خطوط کے بھی رنگ و ڈھنگ ٹھہرے۔ لیکن اردو خطوط نویسی میں فارسی کے ان اثرات کا عمل و دخل زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رہا جوں جوں وقت گذرتا گیا اردو کے خطوط میں سادہ، سلیس اور روزمرہ کی زبان رواج پاتی گئی۔ القاب و آداب میں سادگی بڑھتی گئی اور ہمارے عہد تک آتے آتے تو مقفع اور مسجع عبارت کے سارے نقوش ایک ایک کرکے مٹ گئے اور اب تو خطوط میں عہدِ گذشتہ کا وہ اندازِ تخاطب اور تحریر کا وہ مشکل اندازِ خطوط نگاری کا عیب کہا جانے لگا ہے۔

منشی دیانرائن نگم کے خطوط بڑے سہل، سادہ اور سلیس طرزِ تحریر کے نمونے ہیں ۱۹۰۳ء میں ماہنامہ 'زمانہ' کی ادارت انھوں نے اپنے ذمہ لی تو باعدہ طور پر خطوط نویسی کی ابتداء کی۔ اور ان کی خطوط نویسی کا یہ سلسلہ ان کی عمر کے آخیر دنوں تک جاری رہا زمانہ کے ابتدائی شماروں کو ہی دیکھنے سے اس امر کا پتہ چل جاتا ہے کہ ابتداء ہی سے اس ماہنامہ میں وقت کے سربرآوردہ ادیبوں شاعروں اور دانشوروں نے لکھنا شروع کر دیا تھا۔ زمانہ کی بزمِ تحریر میں مولانا شبلی، ڈاکٹر اقبال، سر عبدالقادر، مولانا حالی، برج نرائن چکبست اور منشی پریم چند جیسے شعر و فکر و فن کے ادیب و شاعر شامل تھے۔ ان سب کے ساتھ منشی دیانرائن نگم کے خصوصی تعلقات تھے سب کے ساتھ ان کی خط و کتابت تھی منشی جی نے ماہنامہ 'زمانہ' کی ادارت کم و بیش چالیس سال تک کی۔ اتنی طویل مدت میں انھوں نے یقیناً ہزاروں کی تعداد میں خطوط لکھے ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان کے خطوط کو جمع کرنے کی کوشش کی جائے تو ان کے خطوط ابھی کافی تعداد میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ تین سال کی مدت گذری جب مجھے اس کا احساس ہوا میں نے اپنے دو چار بزرگوں کو جو فن تحقیق و تنقید میں درک رکھتے تھے لکھا اور ان کی توجہ کو اس طرف مبذول کیا مگر نتیجہ خاطر خواہ نہ نکلا آخر میں نے ہی یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ جن جن حضرات کے یہاں ان کے خطوط مل سکتے تھے خطوط لکھے میرے خطوط پر کچھ حضرات نے اس طرف توجہ دی اور انھوں نے جس قدر خطوط انھیں مل سکے روانہ کر دیئے۔ بعضوں نے تو صرف سبز باغ دکھایا ایفائے وعدہ کی نوبت ہی نہ کرنے دی۔ بہرحال اس تگ و دو کے بعد میرے پاس منشی دیانرائن نگم کے ڈیڑھ سو کے قریب خطوط جمع ہوئے تھے ان خطوط کو میں اردو ادب کے لیے بیش قیمت سرمایہ سمجھتا ہوں اس لیے کہ ان خطوط سے ایک ایسے انسان کی پہلودار شخصیت جھانکتی ہے جس نے اردو شعر و ادب کے ساتھ تہذیب، مذہب، موسیقی، مصوری، معاشیات، لسانیات، سنگتراشی، نفسیات، سیاسیات، اخلاقیات، روحانیات، طنزیات اور ان جیسے زندگی کے دیگر گوشوں اور شعبوں پر بے پناہ مواد فراہم کیا اور ان تمام اشیائے گراں مایہ کو زمانہ کی جھولی میں اس قرینے اور سلیقے سے بھر دیا کہ ماہنامہ 'زمانہ'، برصغیر کے چالیس سال کی ادبی سیاسی اور جمالیاتی تاریخ کی مکمل اور بھرپور دستاویز بن گیا اور یہ سب کچھ فردِ واحد کی محنت شاقہ کا کرشمہ تھا۔

منشی دیانرائن نگم کے ان خطوط کو جو میرے پاس محفوظ ہیں اگر میں انھیں خانوں میں تقسیم کروں تو ان کی تقسیم اس طرح ہوگی ادبی خطوط، کاروباری خطوط اور ذاتی خطوط ان تین طرح کے خطوط کا مطالعہ کرنے سے منشی دیانرائن نگم کے ذہن و فکر طرزِ سلوک اور عادات و اطوار وغیرہ کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہو گی۔

اردو خطوط نویسی کی تاریخ میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرزا اسداللہ خاں غالب اور مہدی افادی کے خطوط کی بڑی ہلچل ہے مولانا آزاد کے خطوط میں ان کی طرفہ عالمانہ شان اور طمطراق۔ غالب کے خطوط میں انکی طبیعت کا انوکھاپن اور فکر و خیال کی شستگی اور برجستگی اور مہدی افادی کے خطوط میں ان کے قلم کی رنگینی اور الفاظ کی لالہ کاری و سحر طرازی کارفرما ہے اگر آپ منشی دیانرائن نگم کے خطوط میں مذکورہ شخصیتوں میں سے کسی ایک کے یہاں بھی اوصاف و کمالات تلاش کریں گے تو میں کہوں گا کہ آپ کو بڑی مایوسی و بے اطمنانی ہو گی منشی جی بڑی سادہ زندگی کے مالک تھے جتنے سادہ وہ کھانے پینے اور پہننے میں تھے اتنے ہی سادہ وہ اپنی تحریروں میں بھی تھے وہ ادیبوں کے اس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے جن کے یہاں تحریر کی سادگی اپنی پر اثری و پرکاری کے ساتھ پائی جاتی ہے مولانا عبدالحق اور پریم چند کا طرزِ نگارش منشی دیانرائن نگم کے

طرزنگارش سے میل کھاتا ہے

منشی دیانرائن نگم کے خطوط کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ ان کے خطوط کی زبان میں کہیں بھی پیچیدگی اور ابہام نام کی کوئی چیز نہیں ہے جس سے پڑھنے والے کا ذہن خواہ مخواہ کے لیے الجھے۔ اپنے خطوط میں انھوں نے انگنت معاملات ومسائل پر روشنی ڈالی ہے انھوں نے اپنے ہمدردوں اور بہی خواہوں کو بھی خطوط لکھے ہیں اور ان لوگوں کو بھی جنھیں ان سے شکایات تھیں جو اس بنا پر ان سے ناخوش تھے کہ ان کے حسب منشاء وہ زمانہ کو اور آزاد کو شائع نہیں کرتے تھے۔ انھوں نے اپنے خاندان کے افراد کو بھی خطوط لکھے ہیں اور ان کو بھی جن سے ان کی رسم وراہ برائے نام تھی یا تھی ہی نہیں لیکن ان تمام طرح کے خطوط میں ان کی مستقل مزاجی ان کی اعلا سوجھ بوجھ مناسب انداز فکر اور خوشگوار توجیہ واستدلال کا ہی عکس و پرتو ہے بسا اوقات وہ بعض غیر ذمہ دار اور کم اندیش لوگوں کے ناروا طرز سلوک سے منقبض اور بددل ہو جایا کرتے تھے لیکن ایسی صورت میں بھی بازوئے ضبط ان کے ہاتھوں سے چھوٹنے نہیں پاتا تھا وہ دوسروں کے دلوں کا میلاپن دیکھ کر اور سمجھ کر بھی حسن ظن اور نیک گمان پالے رکھتے تھے اپنی کسر نفسی مودّت اور خوش اخلاقی سے وہ اپنے مکتوب علیہ کے دل کو گرویدہ کر لیتے تھے منشی دیانرائن نگم نے طنزیہ خطوط بھی لکھے ہیں لیکن چونکہ ان کے اس نوع کے خطوط میں بھی طرز استدلال میں بڑی معقولیت ہے اس لیے لوگ کسی طرح کی سرگرانی وناراضگی محسوس کرنے کے بجائے ان پر اپنی جان چھڑکنے لگتے تھے مثال کے طور پر علامہ ثاقب کانپوری کے نام انکے خط کی عبارت ملاحظہ فرمائیں خط کی عبارت پر ذہن مرکوز کرنے سے قبل آپ اس کا پس منظر جان لیں تو میرے خیال سے ان کے طنزیہ فقروں کی چبھن کا احساس کچھ زیادہ ہی ہو گا اور ان کی اعلاظرفی کے بھی قائل ہو سکیں گے۔ ثاقب کانپوری ایک بڑے بزرگ اور پاک طینت بندہ خدا کے خاندان کے چشم وچراغ ہیں وہ خود بھی بڑے پرہیزگار اور صوفی منش ہیں اسی تعلق سے لوگوں کا ان کے یہاں آنا جانا لگا رہتا ہے چنانچہ ایک بار مرحوم ڈاکٹر ذاکر حسین خاں ان کے پاس تشریف لائے ذاکر صاحب کی آمد پر ثاقب صاحب نے کچھ دوسرے لوگوں کو بھی مدعو کیا منشی جی کو اس کی اطلاع ہوئی ایسے مواقع پر وہ چوکتے ہی کب تھے قلم اٹھایا اور حضرت ثاقب کانپوری کو آڑے ہاتھوں لیا یہاں جو چیز دیکھنے اور سمجھنے کی ہے وہ یہ کہ اگرچہ یہاں طنز کا نشتر بہت تیز ہے لیکن اس کا اثر بڑا دلنواز۔ اب خط کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

عزیزی ثاقب صاحب،

آپ سیدزادے ہیں اور میں آپ کا حلقہ بگوش آپ کا نہیں آپ کے بزرگوں کا کاشی کیساتھ کعبہ بھی میرا ہے۔ میں اب لکھوں تو کیا لکھوں ڈاکٹر ذاکر حسین آئے اور آپ نے مجھے ہی نہ بلایا۔ اچھا شکایت پھر کروں گا پہلے آپ کو ایک شعر سنا دوں۔

دیدہ ام دفتر ہیجان وفا حرف بہ حرف
نام خوباں ہمہ ثبت است ہمیں نام تو نیست

کہیئے اب بھی شکایت کی ضرورت ہے۔ آپ خانقاہ میں رہتے ہیں اور خانقاہوں کے دروازے کبھی فقیروں پر بند نہیں ہوتے شاید اب رسم ورہ خانقاہی بدل گئی ہو اگر ایسا ہے تو مجھے اطلاع دیجئے۔ ممنون ہوں گا۔

دعاگو

دیانرائن نگم

خط کی عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اور خط میں اعلا طنز کی جو کیفیت پوشیدہ ہے اس کا بھی اندازہ ہوا ہو گا آپ کو ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ منشی دیانرائن نگم نے جہاں کہیں بھی طنز کا داؤ پیچ استعمال کیا ہے اس سے کسی طرح کے عناد ودشمنی، کوفتگی اور بوکھلاہٹ کی بو نہیں آتی۔ ان کے طنز میں ایک بہت ہی پیاری اور نیاری سی خوشبو ہے جو نظر افروز بھی ہے اور طرب اندوز بھی اس طرح کے خطوط میں دراصل وہ بہت احتیاط وانضباط سے کام لیتے تھے ورنہ طنزنگاری تو ایسی چیز ہے کہ اگر سلیقہ نہ ہو تو نتیجے میں بڑی بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے۔

منشی دیانرائن نگم نے زمانہ کے ذریعہ بہت سے نوخیز ادیبوں اور شاعروں کو شہرت ومقبولیت بخشی، بے شمار شعری دواوین اور نثری کتابوں پر تبصرے ومضامین شائع کیے کسی مجبوری کے باعث اگر کسی اہل قلم کی انتخاب شائع نہیں ہو پاتی تھیں تو وہ اپنے ذاتی سرمائے سے اس کی کتاب چھاپنے کا مناسب بندوبست کرتے تھے غرضیکہ جیسے بھی ممکن ہوتا تھا منشی جی اپنے کو مصیبتوں میں ڈال کر لوگوں کی مدد کرتے تھے مگر اس کے باوجود کبھی کبھار بعض لوگوں کا رویہ ان کے ساتھ مخلصانہ ودوستانہ نہیں ہوتا تھا۔ جوالا پرشاد برق کا دیوان شائع کیا گیا تو منشی بشیشور پرشاد منور لکھنوی نے زمانہ بک ایجنسی کو خط لکھا کہ اس کی کچھ جلدیں وہ نقد قیمت پر خرید لے۔ زمانہ بک ایجنسی کے منیجر ٹھاکر چندر بوس سنگھ نے نقد قیمت ادا کرنے سے گریز کیا اس پر منور لکھنوی نے منشی دیانرائن نگم کو ایک سخت قسم کا خط لکھا ان کے خط میں اس طرح کے فقرے بھی تھے کہ

"اگر برق صاحب کے کلام کی سکوں میں اتنی بھی قیمت نہیں ہو سکتی تو غالباً اسے ملک کی انتہائی بدمذاقی اور اردو مصنّفوں اور شاعروں کی بدقسمتی پر محمول کیا جا سکتا ہے"

منور لکھنوی کے خط کا لہجہ سخت تھا اس کا اثر منشی دیانرائن نگم کے دل ودماغ پر کچھ اچھا نہیں ہوا، اور ہوتا بھی کیسے وہ کوئی فرشتہ تو تھے نہیں دنیاوی انسان تھے اور دنیاوی انسان کی حیثیت سے وہ بھی احساسات رکھتے تھے چنانچہ منور لکھنوی کے خط کے جواب میں انھوں نے اپنی مغموم اور رنجیدہ طبیعت کا اظہار کیا لیکن یہاں بھی وہ شرافت اور اخلاق کی حدود سے باہر نہیں نکل سکے ہیں۔ منشی دیانرائن نگم کا یہ خط بہت طویل ہے پورا خط پڑھنا تو مشکل ہے البتہ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں، منشی جی لکھتے ہیں۔

"میں نہیں جانتا کہ میرے کون سے الفاظ سے حوصلہ شکنی کا اظہار ہوا اور قصور نوعیت اور اہمیت معلوم کئے بغیر خواہ مخواہ عذر خواہی میرا شیوہ نہیں ہے مجھے دلی افسوس ہے کہ بعض احباب موقع بے موقع مورد الزام بنانے کی فکر میں رہتے ہیں حال ہی میں مولانا حامد حسن قادری کی تازہ تصنیف دوستان اردو کے متعلق ان کے پبلیشر نے نقد قیمت پر کتابیں خرید کر بک ایجنسی میں رکھنے کی تجویز پیش کی تھی مگر میرے منیجر صاحب اس تجویز کو منظور نہ کر سکے قادری صاحب کو اس سے غلط فہمی نہیں ہوئی کیونکہ یہ بالکل تجارتی معاملہ تھا اگر میرے کارکنوں کو روپیہ کمانے کا حوصلہ اور خاص کوشش کرنے کی لیاقت ہوتی تو وہ دس بیس روپئے لگا دیتے۔ بصورت موجودہ جب بک ایجنسی کا کام معطل پڑا ہوا ہے کوئی رقم اٹھا دینا کہاں کا دستور اور کہاں کی عقل مندی ہے۔ شاید آپ بھول گئے کہ چالیس سال سے زمانہ کی مسلسل اشاعت قائم رکھنے میں مجھ کو کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے کیا میں نے اب تک کسی اہل قلم دوست سے اس کے لیے مالی امداد طلب کی البتہ قلمی امداد کے لیے میں اپنے سب احباب قدیم و جدید مرحوم وموجود کا ہمیشہ کے لیے زیر بار احسان ہوں۔"

دیکھا آپ نے منشی دیانرائن نگم کی جمعیت خاطر کا کرشمہ بددلی اور بدمزگی کے موقعہ پر بھی ان کے انداز فکر اور ان کے احساسات میں کتنی تنظیم اور کتنا توازن ہوتا تھا۔ دراصل ان کے یہاں ایک پختہ اور محکم قسم کا سماجی خلوص تھا جو ان کے ذہن وفکر کو ہمیشہ پیکر حسن ولذت میں ڈھالتا رہتا تھا۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ماہنامہ زمانہ اپنے وقت کا انتہائی مقتدر رسالہ تھا ۱۹۳۶ء تک پہونچتے پہونچتے یہ برصغیر کے ہر چھوٹے بڑے ادیب وشاعر اور دانشوروں کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا اور منشی دیانرائن نگم ایک قدآور اور اعلا درجہ کے مدیر کی حیثیت سے دلوں پر راج کرنے لگے تھے۔ مگر اس سے کبھی بھی ان کے دل میں اپنی عظمت وبرتری کا احساس پیدا نہ ہوا۔ از ابتدا تا انتہا ان کی علمی انکساری قائم رہی اور وہ اپنے ہم عصروں کی قدر ومنزلت کا حق ادا کرتے رہے وہ آج کے برخود غلط مدیروں اور صحافیوں کی طرح نہیں تھے جب کوئی ادیب یا شاعر ان کی فرمائش پر کوئی تخلیق انھیں روانہ کرتا تو وہ انتہائی طور پر مشکور ہوتے اسے فوراً شکریہ کا خط لکھتے اور کسی باعث اگر شکریہ کا خط فوراً نہ لکھ پاتے تو ندامت وشرمساری کا اظہار کرتے۔ یہاں ایک خط کا اقتباس ہم پیش کرتے ہیں یہ خط منشی دیانرائن نگم نے مولانا احسن مارہروی کے نام لکھا ہے۔ مولانا نے زمانہ کے لیے اپنی تازہ تخلیق روانہ کی۔ منشی جی حالات کی ناخوشگواری کے باعث جو

نہ لکھ سکے اب دیکھیے وہ کس قدر ندامت شرمساری محسوس رہے ہیں۔

جناب مخدوم و محترم بندہ تسلیمات عرض ہے آپ نے باوجود علالتِ طبع کے ۲۹ر جولائی کے عریضہ کا جواب باصورت ۹ر اگست کو عنایت فرمایا مگر میری بے لبسی دیکھیے کہ معمولی صحت قائم ہونے کے باوجود آج پندرہ سولہ دن کے بعد جواب لکھنے کی توفیق ہوئی حالانکہ بلامبالغہ اور تصنّع عرض کرتا ہوں کہ قریب قریب روزانہ عریضہ لکھنے کا خیال دل میں آتا رہا۔ آپ نے اس علالت کے باوجود زمانہ کے لیے غیر مطبوعہ غزل بھجکر جو احسان کیا ہے اس کا شکریہ میرے امکان سے باہر ہے۔ یوں تو ساری غزل مرصع ہے مگر غزل سے بھی زیادہ قابل قدر یہ خیال ہے کہ آپ نے میرے تقاضہ کا خشک جواب دینا گوارا نہ کیا یہ مروت اور یہ وضع داری آج کل نئی پود سے مفقود ہوتی جارہی ہے خداوندکریم عرصہ دراز تک آپ کا سایہ قائم رکھے۔

اپنے مکتوب علیہ کی جس مروت اور وضع داری پر منشی نرائن نگم دل و جان سے فریفتہ نظر آتے ہیں دراصل اسی وت و وضع داری کو انھوں نے بھی اپنی زندگی کا شیوہ بنایا تھا وں نے اپنے دوستوں عزیزوں اور رشتہ داروں کی مسرتوں سے شہ ہی اپنے دل و دماغ کو تر و تازہ رکھا یہی وجہ ہے کہ ان کے دگرد کے بیشتر لوگ انھیں ٹوٹ کر چاہتے تھے منشی جی نے اپنے دولت کا انبار نہیں چھوڑا لیکن شرافت اور محبت کی جو گراں یا دولت وہ چھوڑ گئے ہیں وہ ہر آنے والی نسل کے لیے بیش مت خزانہ ہے۔

منشی دیا نرائن نگم کے خطوط کے جو بھی اقتباسات پیش یے گئے ان کا مطالعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ صاف گوئی اور زبانی ان کے یہاں بدرجہ اتم موجود تھی۔ انھوں نے جتنے بھی خطوط لکھے ہیں قلم برداشتہ لکھے ہیں اسی لئے ان میں بلا کی صداقت ہرجستگی ہے ان کے مکاتیب میں رنگارنگ تاثرات ہیں اور ان نگارنگ تاثرات کو موثر بنانے کے لیے انھوں نے جو زبان استعمال ا ہے وہ بڑی خوبصورت، شیریں اور رواں دواں ہے۔

خطوط نویسی جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اب ایک ستقل صنف قرار پا چکی ہے اس صنف کے ذخیرے میں بہت سے فرد ادیبوں اور شاعروں کے خطوط جمع ہو چکے ہیں منشی دیا رائن نگم کے خطوط خطوط کے اس سرمایہ میں بیش قیمت اضافہ ں ضرورت اختیار کر سکتے ہیں میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں ن کے خطوط کی مسلم الثبوت علمی و ادبی حیثیت تو ہے ہی ساتھ ہی ساتھ ن کے خطوط ان کے عہد کے سیاسی، ادبی، تہذیبی اور سماجی حالات کی پور نشاندہی بھی کرتے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ ہم منشی دیا نرائن نگم کے طوط کا مکمل اور مستقل مطالعہ کریں۔ (ابھی ہے تشر)

آندھرا پردیش کے عظیم منصوبے

محمد خلیل

زراعتی نقطہ نظر سے آب پاشی نظام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ گذشتہ برسوں میں ملک میں آب پاشی اور بجلی کے مختلف وسائل دریافت ہوئے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اب بھی ملک کے مختلف دیہی علاقوں میں آب پاشی کی سہولیات اس قدر موجود نہیں ہیں جتنی کی وہاں ہونی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے کسان بھی مسائل سے دوچار ہیں تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں ایک طرف ہم نے زراعت سے متعلق مختلف مسائل حل کرلیے ہیں جن کی وجہ سے زراعتی پیداوار میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے اگر ہم ملک کے مختلف علاقوں میں جو آب پاشی کے نقطۂ نظر سے متاثر ہیں انھیں بہتر بنانا چاہتے ہیں تو بجلی کی مزید فراہمی کو بھی پورا کرنا ہوگا اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ بجلی کی مدد سے دور دراز علاقوں میں بھی آب پاشی کی سہولیات فراہم کی جاسکیں گی۔

انھیں مسائل کو حل کرنے میں اندھرا پردیش میں گوداوری بیراج ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس بیراج کا افتتاح گذشتہ دنوں وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے کیا ہے۔ اس بیراج کی لمبائی ۶ر۴ کیلو میٹر ہے اور یہ دنیا کے بڑے باندھوں میں سے ایک ہے۔ یہ آبی بجلی سے لیس ہے ایک اندازے کے مطابق اس بیراج کے ذریعے ۳۵ر۱ لاکھ کیوبک فٹ فی سکنڈ سیلابی پانی چھوڑا جاسکتا ہے اگر ہم دیکھیں تو یہ تعداد بہ مقابلہ کوسی گنڈک کے کہیں زیادہ ہے جبکہ ننگل باندھ سے اس کی تعداد ۹ر گنا زیادہ ہے۔ اس بات کا صحیح اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اس کے ذریعے تقریباً ۴ر۱ لاکھ ہیکٹر زمین میں آب پاشی کی جاسکتی ہے۔ اس باندھ کو سر آرتھر کاٹن کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر میں موصوف کی بڑی خدمات ہیں۔ یہ پروجکٹ ۱۲۳ر سال پرانے انائی کٹ سسٹم کے بدلے میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اس بیراج پر تعمیر میں تقریباً ۸۷ر کروڑ روپے صرف ہوئے ہیں۔ اس نئے بیراج کی ایک بڑی خصوصیات یہ ہے کہ اس کی پانی کی سطح میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جو تقریباً ۳ر فٹ ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ نہروں میں پانی پہنچانے کے موجودہ مسائل کو حل کیا جاسکے گا۔ اس کے ساتھ پانی کی فراہمی بھی بڑھ جائے گی لیکن اس کا سب سے بڑا فائدہ فصلوں کے علاوہ ان درختوں کو بھی پہونچے گا جن کی ایک بڑی تعداد پانی کے وقت پر نہ ملنے سے ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا صحیح اندازہ اس سے ہی کیا جاسکتا ہے کہ صرف گوداوری اضلاع کے سیراب ہونے والی زمین کا رقبہ تقریباً ۱۲ر لاکھ ایکڑ ہے۔

انھیں مسائل کو حل کرنے میں ایک دوسری اہم کڑی اندھرا پردیش سری سیلم آبی بجلی پروجکٹ بھی ہے جو ضلع کرنول میں دریائے کرشنا پر تعمیر کیا گیا ہے اس پروجکٹ کو وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے گذشتہ دنوں قوم کے نام وقف کیا ہے۔ اس کا سنگِ بنیاد آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۹۶۳ء میں رکھا تھا۔ یہ بات یہاں دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ اس کی تعمیر پر مقررہ نشانے سے ۴۰ر کروڑ روپے زیادہ لاگت آئی ہے جب کہ اس کی تعمیر پر صرفے کا تخمینہ تقریباً ۲ر ارب ۹۵ر کروڑ روپئے تھا۔ اس بڑے پروجکٹ کی تکمیل کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس کے چار یونیٹوں میں پہلے یونٹ نے کام کرنا شروع کردیا ہے دوسرا یونٹ عنقریب ہی پورا ہونے والا ہے اور اس کے امکانات ہیں کہ دوسرے یونٹ بھی آیندہ چھ مہینوں میں کام کرنا شروع کردیں گے

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کسی بھی ملک کی خوشحالی میں زراعت کو ہمیشہ سے ایک اہم مقام حاصل رہا ہے۔ زراعت کو بہتر بنانے میں آب پاشی اور بجلی کی فراہمی کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بغیر زراعتی ترقی کا تصوّر ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اور خاص طور پر اندھرا پردیش کے کچھ حصّوں میں خشک سالی کے موجودہ مسائل کے مدّنظر گوداوری بیراج اور سری سیلم آبی بجلی پروجکٹ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے ذریعے ان علاقوں کی خشک سالی کو دور کیا جاسکے گا۔ اس طرح کے منصوبے کسی علاقے یا کسی صوبے کے لیے ہی اہمیت نہیں رکھتے بلکہ اس کا اثر پورے ملک کی ترقی پر پڑتا ہے۔ امید کی جانی چاہیئے کہ مستقبل میں ایسے عظیم منصوبوں سے ہماری ترقی اور تیز تر ہو جائے گی۔

(نیوز سروسز ڈویژن)

نینی تال ماضی وحال کے آئینے میں

سید آباد جعفری

نینی تال کو انگریزوں کی تلاش کہا جاتا ہے قدرتی جھیل اور سرسبز وشاداب پہاڑوں نے اسے ایک حسین جنت کا ماحول بخشا ہے۔ انگریزوں نے اسے اپنی ذہنی تسکین کے لئے موسم گرما کی راج دھانی بھی بنایا۔ لیکن ہندوستان کے اہل علم اُسے تاریخی حیثیت سے مقدس اور انگریزوں کی تلاش پہلے قرار دیتے ہیں یہ ہمارے ذہنی دیوالیہ پن کی ایک علامت ہے حالانکہ ایک ماہر ارضیات مسٹر ای۔ ٹی۔ اٹکنسن نے قدیم روایتوں، لوک کتھاؤں پتھر کی لاٹوں، تانبے کے سکوں اور قدیم مذہبی ہندو لٹریچر کے عمیق مطالعے سے اپنی ایک تصنیف میں تفصیل کے ساتھ اس "خوبصورت خطے" کی اصل حقیقت کا ذکر کیا ہے اور "اسکند پُران" میں مندرجہ مانس کھنڈ کی اس روایت کا حوالہ بھی دیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تین رشیوں کی بدولت نینی تال وجود میں آیا۔

مانس کھنڈ کی اس روایت کے مطابق تین رشی۔ رشی اتری، رشی پُلستت اور رشی پلہہ رائی بارغ جسے زمانۂ قدیم میں 'چتر شِلا' کہتے تھے جانب ہمالیہ بغرض عبادت وہاں سے روانہ ہوئے۔ لیکن دوران سفر پیاس کی شدت نے مشکلیں پیدا کر دیں اور وہ ایک مقام پر رُک گئے وہاں پانی حاصل کرنا مشکل امر تھا لیکن تینوں رشیوں نے مقدس مان سرودر جھیل کا تصور کر کے تین گڈھے کھودے۔ دیوی کی مہربانی سے تھوڑی ہی دیر میں تین چشمے پھوٹ پڑے اور صاف وشفاف پانی رواں دواں ہو گیا۔ اُس نسبت سے اُس جگہ کو تر رِشی سرودر بھی کہا گیا ہے۔

مانس کھنڈ میں دیوی کے ایک مندر کا ذکر بھی ملتا ہے جو اس پہاڑ پر گھنے جنگلوں کے درمیان ملا تھا۔ ساتھ ہی دیوی کا نام "مہندر پرمیشوری" اور "مہیشوری" مندرج ہے۔

مسٹر "بیرن" نے بھی اپنی تحقیق کے دوران اس مندر کا ذکر کیا ہے ان کے مطابق یہ مندر پہلے "تلّی تال ڈانٹ" کے نزدیک تھا لیکن بعد میں تحقیق میں اس مندر کو موجودہ بوٹ ہاؤس کلب کے پاس بتایا گیا ہے ثبوت کے طور پر اس کی تصویریں آج بھی موجود ہیں۔

۱۸۸۰ء میں پہاڑ دھنسنے کے عظیم حادثے کے بعد پرانے مندر کے دب جانے سے شنکھ، گھنٹے، اور پوجا کی دوسری اشیاء حاصل ہونے کی وجہ سے موجودہ مندر کی تعمیر لالہ موتی رام شاہ جی نے کرائی، یہ مندر آج تالاب کے شمال مغربی کنارے پر واقع ہے۔

متذکرہ قدیم روایت کے مطابق اہل علم نے مخالفت بھی کی ہے اُن کے مطابق نینی تال "تر رشی سرودر" نہیں ہے۔ تشیہ ایک شخص کا نام تھا جس کا ذکر جین مذہب کی اُس مقدس اور قدیم مورتی میں ملتا ہے جو "نینا دیوی" مندر سے ۱۹۶۴ء چوری ہو گئی تھی یہ مجسمہ یا مورتی "تشیہ" کے پوتے نے بکرمی سمت ۱۷۰۹ میں اپنے ایک دھرم گرو کی عبادت کے لئے خصوصی طور پر تیار کرائی تھی۔

یہ مورتی نینی تال شہر میں نینا دیوی مندروں کی صفائی کے دوران سیندور کی ایک موٹی تہہ کے نیچے برآمد ہونے والے تین قدیم نوادرات میں سے ایک ہے یہ مجسمہ $21\frac{1}{2}$ انچ لمبا، $8\frac{1}{2}$" انچ چوڑا اور تقریباً ۶ انچ موٹا ہے۔ اس کا اگلا حصہ پتھر کے ٹیلے کی مانند ہے جس پر ۲۵ تصویریں کھدی ہوئی ہیں۔ ہر تصویر ۲ انچ لمبی ہے ایک تصویر کچھ زیادہ ہی شکستہ ہو گئی ہے۔ برہنہ آدمیوں کی ۲۴ تصویریں جینیوں کے ۲۴ تیرتھانکروں کی ہیں، اسی سے ملحق ۵ انچ لمبے اور $3\frac{1}{2}$ انچ چوڑے حصے پر ایک عبادت کندہ ہے جس میں ۲۵ حروف ہیں، ان سے تقریباً ۴ انچ اوپر ۳ حروف اور ہیں جنہیں غالباً سمت مانا جاسکتا ہے، یہ مجسمہ "کُشان" اور گپت" عہد کے متھرا اشائل میں بنے ہوئے مجسموں سے مطابقت رکھتا ہے، ابھی نینی تال میں ثقافت کا کتنا بڑا اثاثہ دفن ہے، اس سلسلے میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جہاں تک نینی تال شہر کی تلاش کا سوال ہے اس کا سہرا دو انگریزوں ــــ مسٹر ٹریل اور مسٹر بیرن کو جاتا ہے ۱۸۴۱ء میں کمایوں کے کمشنر مسٹر ٹریل نے اس مقام کو اس وقت دیکھا تھا جب سرحدی علاقے کے دورے پر تھے لیکن انھوں نے اس علاقے کو شہر کی شکل دیئے جانے کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا، یہ اتفاق ہی تھا کہ اُس زمانے میں روہنہ ضلع شاہ جہاں پور کے شراب خانے کے منیجر مسٹر بیرن ادھر آنکلے اور انھوں نے اس خطے کی قدر وقیمت کا پیشگی اندازہ لگاتے ہوئے بسا ڈالنے کا منصوبہ بنالیا، اُن کے ہمراہ دو آدمی اور تھے۔ ایک کیپٹن ویلر۔ جو کمایوں میں اس وقت تعمیرات کا ایگزیکیٹو آفیسر تھا اور دوسرے ساتھی کو مسٹر بیرن نے صرف کیپٹن ٹی کہا ہے۔ کہتے ہیں کہ بیرن اس علاقے کو دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھا۔ بعد میں اس نے ۱۸۴۴ میں آگرے سے نکلنے والے ایک اخبار "آگرہ اخبار" میں نوٹس آف رانڈر نگس ان دی ہمالیہ" کے عنوان سے ایک خط شائع کرایا، یہ خط اس کے فرضی یا قلمی نام "پلگرم" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ بیرن کے مطابق کمایوں میں برٹش حکومت کے آغاز سے لے کر اس تک تین آدمیوں سے زیادہ نینی تال نہیں پہنچ سکے تھے۔ لیکن اس خط کی اشاعت سے پہلے سن ۱۸۴۳ء میں مسٹر ٹریل کلکتہ سے شائع ہونے والے اخبار "انگلش مین" میں نینی تال کی تلاش کی خبر شائع کرا چکے تھے۔

بیرن اور اُس کے ساتھی جانب شمال کھیرنا گھاٹی کے راستے سے نینی تال پہنچے تھے خود انھیں نینی تال کی خوبصورتی کا علم نہ تھا، اپنے اس سفر میں مسٹر بیرن نے ایک مقامی باشندے سے گائڈ کی خدمات حاصل کیں، اس گائڈ نے انھیں اس خطے سے دور رکھنے کی کافی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا، اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اس علاقے کے مقامی باشندے اسے عہد قدیم کا ایک مقدس خط تسلیم کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ اس علاقے کو یورپین سیاحوں کی نظر بد سے بچانے کی کوشش کرتے تھے یہاں یہ بات شاید دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ کمایوں کا کمشنر مسٹر ٹریل اپنے اس علاقے میں کسی بھی دوسرے یورپین سیاح کی موجودگی برداشت نہیں کرتا تھا، شاید نینی تال کے دیر سے ملنے کی ایک وجہ یہ بھی رہی ہوگی۔ بہرحال بیرن اور اس کے ساتھیوں نے پہلی بار صرف ایک ہی روز قیام کیا ایک سال کے بعد یعنی ۱۸۴۲ میں بیرن اپنے دو دوستوں کیپٹن ویلر اور مسٹر بیٹن کے ہمراہ دوبارہ نینی تال آیا جنہیں اس نے بھیم تال سے

ے ساتھ لیا تھا اس کا یہ دورہ خاص طور پر نینی تال
ڈالنے کے سلسلے میں تھا، بیرن اپنے ہمراہ اس بار ایک
ں فٹ لمبی کشتی بھی لایا تھا جس میں بیٹھ کر اس نے جھیل کی
رکی، دوسری بار جب بیرن سیر کو نکلا تو اس علاقے کے مالک
تار نرسنگھ کو بھی ساتھ لیتا گیا، جھیل کے درمیان میں
یچ کر بیرن نے اپنی جیب سے ایک نوٹ بک نکالی اور نرسنگھ
ے اس کی علاقائی ملکیت سے سبکدوش ہونے کے جبراً دستخط
ے لئے اور بعد میں نرسنگھ کی علاقائی ملکیت ختم کئے جانے
علان بھی کرا دیا، جائداد ضبط کرنے کے بعد نرسنگھ
۵ روپیہ ماہوار پر پٹواری کا عہدہ دے دیا گیا۔

نینی تال کے تعمیری مرحلے میں سب سے پہلے بیرن نے اپنا
کان بنوایا تھا جو آج بھی "پلگرم لاج" کے نام سے
شہور ہے۔

جہاں تک نینی تال کے نام کی وجہ تسمیہ کا تعلق ہے
ں کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ "نینا دیوی" اور "تال"
ونوں کے اشتراک ہی سے وجود میں آیا۔ ابھی پوری طرح
نی تال اپنی آبادکاری کا مرحلہ بھی طے نہیں کر پایا تھا کہ ملک
ں جنگ آزادی کے شعلے بھڑک اٹھے اور ۱۸۵۷ کی جنگ
زادی کا تاریخی دور شروع ہو گیا۔ ہر چند کہ نینی تال محفوظ
لیکن انقلاب کے اندیشے یہاں بھی بڑھ رہے تھے اُس
ت نینی تال شہر بریلی، رام پور، مراد آباد سے بھاگے ہوئے
نگریزوں کی پناہ گاہ بن چکا تھا۔

انقلابی تحریک کی اطلاع کمایوں کے کمشنر مسٹر ایم۔
ے کے پاس ۲۲ مئی کو پہنچی جب وہ گڑھوال کے
فیلے علاقے کے دورے پر تھا وہ فوراً الموڑہ آیا اور ضروری
قدامات کرنے کے بعد ہیڈ کوارٹر نینی تال پہنچ گیا یہاں
یچ کر اس نے میدانی علاقے کی طرف توجہ دی جہاں انقلابیوں
گروہ سرگرم عمل تھا جون کے پہلے ہفتے میں کچھ انگریز بریلی،
ور مراد آباد سے بھاگ کر نینی تال پہنچ گئے۔ ۶ جون سے
قریباً ایک ماہ کی مدت تک مواصلاتی نظام درہم برہم رہا
ور نینی تال کا رابطہ میدانی علاقے سے بالکل ختم ہو گیا۔
شروع جولائی سے پہاڑوں کے راستے مسوری تک
یک علیحدہ ڈاک لائن کا نظام قائم کیا گیا۔ وسط جون
یں پہاڑوں پر بھی جنگ کا بگل بج گیا جس نے مسٹر ریم
زے کی راتوں کی نیند حرام کر دی اس نے بہت سخت
قدامات کئے۔ لمبی سزائیں بھی جب انقلابیوں کا جوش
خروش کم نہ کر سکیں تو ریم۔ زے نے مالی جرمانے کر کے
مالی طور پر انقلابیوں کو تباہ کرنے کی کوشش کی اپنی اس
کوشش میں اُسے کامیابی ملی اور پہاڑوں پر دہشت
پھیل گئی اور جنگ آزادی کی رفتار قریب قریب موت
کے گھاٹ اتر گئی، اس وقت نینی تال میں باغیوں کو جس
مقام پر پھانسی دی جاتی تھی اس جگہ کا نام "پھانسی کدیرا"
تھا، یہ نام آج بھی چل رہا ہے پرانے نقوش میں یہ جگہ
"ہینگ مینس رے" کے نام سے آج بھی موجود ہے۔ انگریز
مہاجرین کے لئے نینی تال سے ریلیف فنڈ کا انتظام بھی کیا

گیا جو جنگ آزادی کی تاریخ میں عجیب بات ہے اور اس
سے انگریزوں کی اصل اوقات کا پتہ چلتا ہے۔ یہاں یہ بات
بھی قابل ذکر ہے کہ نواب رام پور نے مراد آباد کے انگریزوں
کو نینی تال فرار ہونے میں بہت اہم رول ادا کیا تھا۔ غدر
کے فوراً بعد نینی تال کو "نارتھ ویسٹرن پراونسز" سمر ہیڈ کوارٹر
بنا دیا گیا ۱۸۶۲ میں "اسٹان لے" لیفٹننٹ گورنر کی پہلی
رہائش گاہ بھی بنی اور شاید اس سن میں ہی سرکاری دفاتر
بھی نینی تال ٹرانسفر کئے گئے۔

آزادی کی جنگ میں نینی تال کے عوام نے آزادی حاصل
کرنے میں جس جوش و خروش سے حصہ لیا وہ تاریخ میں ایک باب
کی حیثیت رکھتا ہے ۱۹۲۹ میں مہاتما گاندھی کے دورۂ
نینی تال سے پہاڑی عوام میں بیداری اور جدّوجہد کی ایک لہر
دوڑ گئی۔ شہر کے باہر جہاں گاندھی جی نے قیام کیا تھا وہاں
ان کی یاد میں "تاکلا آشرم" بنا دیا گیا ہے۔ ۱۹۳۰ سے نینی تال
کے عوام نے حصول آزادی کے لئے باقاعدہ منظم ہو کر جدّوجہد
کی تعلیمی اعتبار سے بھی نینی تال کو ایک تاریخی مقام حاصل
ہے۔ امیر لوگوں کے بچوں کی تعلیم تربیت کے لئے ۱۸۶۹
میں ایک "کو ایجوکیشن سینٹر" قائم کیا گیا اس سینٹر کے قیام
میں ڈاکٹر، کانڈن، ایچ، ایس، ریڈ اور ان کے دیگر رفقاء
کار پیش پیش رہے اس سینٹر کی سرپرستی مس بریڈ میری کو
سونپی گئی ۱۸۷۳ میں "شیروڈ اسٹیٹ" خریدی گئی اور
یہاں ملک کا بہترین انسٹیٹیوشن قائم کیا گیا ۱۸۸۹ میں
سینٹ جوزف کالج" کی عمارت مکمل ہوئی اور آج یہاں
انگریزی طرز کی کئی بہترین تعلیم گاہیں ہیں۔

تعجب یہ ہے کہ انگریزوں نے اپنی اولاد کے لئے جو علیحدہ
تعلیمی نظام قائم کیا تھا وہ ان کا سورج غروب ہونے کے
بعد بھی ۳۵ برس سے برقرار ہے ۱۸۸۹ میں ہی "فلنڈرز اسمتھ
کالج" قائم ہوا جسے آج کل "برلا مندر" کہا جاتا ہے۔ یہ کالج
۵۰۰۰ ۷ فٹ کی بلندی پر بنا ہوا کالج تھا۔ ۱۸۸۰ نینی تال
کا منحوس ترین سال گذرا ہے اس سنہ میں ۱۴ ستمبر سے
لے کر ۱۹ ستمبر تک مسلسل دھواں دھار بارش اور طوفان
کی وجہ سے پہاڑ ٹوٹنے لگا اس حادثے میں "اٹکنسن" کے
مطابق ۱۵۱ لوگ ہلاک ہوئے تھے جن میں ۴۳ یوربین
اور یوریشیائی بھی شامل ہیں۔ اٹکنسن" اس سانحہ کا
چشم دید گواہ تھا وہ لکھتا ہے کہ اتوار کی صبح تقریباً دس
بجے پہاڑ دھنسنے کا پہلا واقعہ ہوا جس سے وکٹوریہ ہوٹل کے
آؤٹ ہاؤس نیسر کا حصہ ٹوٹا اور ہوٹل کے مغربی حصے کو
نیست و نابود کرتی ہوئی ایک بڑی سی چٹان نے ایک انگریز
بچے اُس کی آیا اور کچھ مقامی ملازمین کی جان لے لی، اس
کے دس منٹ بعد شمالی پہاڑ تیز رفتاری سے ٹوٹ کر اس
طرح گرنے لگے جیسے آٹے کی لوئی بہتی ہے۔

میجر ریم۔ زے، نے اتفاقی مدد کے طور پر متاثرہ
لوگوں میں ۶۰۰۰ روپیہ تقسیم کیا بوٹ ہاؤس کلب کے
برابر میں جہاں آج گارڈن ہے تقریباً ۴۳ انگریزوں کی
لاشیں دبی ہوئی تھیں اس حادثے میں ہلاک ہونے والے
عیسائیوں کی تفصیل "سینٹ جان ان دی وائلڈرنس"
چرچ میں کندہ ہیں۔ یہاں کا کرکٹ فیلڈ بھی اسی حادثے
سے وجود میں آیا جسے "فلیٹ" کہتے ہیں۔

موجودہ وقت میں نینی تال کی کل آبادی ۲۶۳۶۹
اور شہری علاقے کا رقبہ ۱۱۱.۷۳ سکوائر کلومیٹر ہے۔ آج
کل جھیل کی گندگی کو دور کرنے اور شہر کو مزید صاف ستھرا
رکھنے کی غرض سے مرکزی اور صوبائی حکومتیں دلچسپی
لے رہی ہیں۔ جہاں اس شہر کی خوبصورتی پر توجہ دی جا رہی
ہے وہاں آبادی میں روزافزوں اضافہ اور اندھا دھند
نئی تعمیرات اس کی انفرادیت اور خوب صورتی کے
درمیان ایک مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ (رامپور سے نشر)

غزل

فضا ابن فیضی

رہائش اس کی ہمسائے میں، گھر کے سامنے تھی
جو دنیا میری اپنی تھی نظر کے سامنے تھی

سب اس کے راستے بھی میرے ہی پیروں سے لپٹے
کوئی منزل نہ اس کی رہ گذر کے سامنے تھی

اُجالوں میں سفر ہوتا رہا ہے دانشوں کا
جو کالی دھند تھی، مجھ دیدہ ور کے سامنے تھی

کہاں جاتے بھلا آخر تیرے موسم گزیدہ
کہ جتنی دھوپ تھی سقف و شجر کے سامنے تھی

بس اس کی شوخیٔ تاویل نے رکھا مجھے چُپ
حقیقت ورنہ چشم معتبر کے سامنے تھی

اسی کو ہم سمجھ کر اپنی منزل، آج خوش ہیں
وہی دیوار، جو پائے شعر کے سامنے تھی

بہت اچھی تھی رہ کر بے خبر جینے کی عادت
کھلی آنکھیں، تو اک تلوار سر کے سامنے تھی

نہ پوچھو! کتنی یکسوئی سے ہم نے دن گذارے
مسائل کی پریشاں بھیڑ گھر کے سامنے تھی

ذرا سی بات کہنے کے لیے تمہید آتی
طوالت کیسی، حرف مختصر کے سامنے تھی

فضا سارا سخن میرا تھا رمز و استعارہ
مگر تفصیل سب اہل ہنر کے سامنے تھی

(گورکھپور سے نشر)

زمین دوز ریلوے اور اس کی اہمیت

سید جمیل نیّر

پچھلے قریب سو سالوں میں باربرداری کی شرح اصطلاحات کے واقعوں میں قابل توجہ ترقی ہوئی ہے جس نے انسان کو غیر معمولی تیزی عطا کی ہے۔ اب کوئی فرد دنیا کے یا ملک کے ایک حصّہ سے دوسرے حصہ تک صرف چند گھنٹوں میں سفر کر سکتا ہے جب کہ آج سے بہت زیادہ عرصہ قبل کی بات نہیں ہے کہ اس دوری کو طے کرنے میں مہینوں اور سال لگ جایا کرتے تھے۔ جدید سوپر سونک جیٹ طیاروں میں اتنی استعداد ہے کہ وہ آواز کی چال کی دو گنی اور تین گنی چال سے سفر کر سکیں اور پھر طاقتور راکیٹوں کا تو کہنا ہی کیا وہ اتنی تیز چال حاصل کر لیتے ہیں جو کہ انسان کو زمین کی کشش کے باہر لے جانے کے لیے کافی ہے۔ سطح زمین پر کی باربرداری کے میدان میں ہوئی ترقی بھی بہت موثر ہے۔ موٹروں اور ریلوں وغیرہ نے انسان کو اتنی آسانی، آزادی اور تیزی فراہم کی ہے جس سے پہلے وہ ناواقف تھا۔ ابھی حال ہی میں پچھلے سال یعنی ۱۹۸۱ کے ستمبر مہینہ میں فرانس میں پیرس اور لاتونس کے بیچ ایک ٹرین چلنی شروع ہوئی ہے جو دنیا کی سب سے زیادہ تیز چلنے والی ریل گاڑی ہے اور جس کی زیادہ سے زیادہ رفتار تین سو اسی (۳۸۰) کیلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ جاپان کی New Tokaido Line پر ریلیں ۲۱۰ کیلومیٹر فی گھنٹہ کی چال سے قریب ایک دہائی سے رواں دواں ہیں اور اب دوسری لائنیں بچھائی جا رہی ہیں جن پر ۲۵۰ کیلومیٹر سے لے کر ۳۰۰ کیلومیٹر فی گھنٹہ کی چال سے ریلیں چل سکیں۔

باربرداری تکنیک کے اس موثر ترقی کے باوجود بڑے بڑے شہروں میں اب بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ تک آنے جانے کی چال دھیمی اور تکلیف دہ ہے۔ ہم اپنے میٹروپولیٹن شہروں میں سفر کرنے والوں کی تکلیفوں سے اچھی طرح آشنا ہیں۔ پبلک ٹرانسپورٹوں کی بھاری بھیڑ پائے دانوں کا خطرناک سفر، لمبی لمبی قطاریں بھری ہوئی سڑکیں وغیرہ کے نتیجہ میں گھر سے کام اور کام سے گھر کے بیچ کا سفر بہت ہی دھیما اور تکلیف دہ ہو کر رہ گیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل کلکتہ اور بمبئی جیسے شہروں میں پلاننگ کمیشن کے میٹروپولیٹن ٹرانسپورٹ ٹیم کے ذریعہ کیے گئے سروے سے یہ پتہ چلا ہے کہ وہاں اوسط چال ۱۱ کیلومیٹر فی گھنٹہ سے ۱۶ کیلومیٹر فی گھنٹہ تک ہے جو کہ گھوڑے سے کھینچے جانیوالی گاڑیوں کے زمانہ کی چال سے ذرا سا بہتر ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں اور دوسرے ملکوں کے بھی بڑے شہروں میں جہاں باربرداری سڑکوں کے ذریعہ ہوتی ہے حالات زیادہ بہتر نہیں۔ اور سبھوں کے سامنے بھری ہوئی سڑکوں اور فضائی اور فضائی آلودگی کا سنجیدہ مسئلہ ہے۔ یہ ایک خلاف قیاس بات ہے کہ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی یہ صورت حال ہے جبکہ ان کے پاس وسیلہ، لیاقت اور بہتر تکنیک ہے جس سے وہ اپنے لیے ایک عمدہ نظام قائم کر سکیں۔ اس لیے یہ مناسب ہوگا کہ ہم اس بات کو جانیں کہ جدید شہروں میں یہ مسئلہ کیوں ہے جبکہ تیز سے تیز تر سواریاں موجود ہیں۔

صنعتی انقلاب نے بڑی تعداد میں شہریت شروع کی، شہری علاقے بڑھنے لگے اور پہلے کے موجود شہری علاقوں کی آبادی گھنی ہونے لگی۔ باربرداری کے طریقوں میں بھی ساتھ ہی ساتھ انقلاب آیا جس سے تیزی کے ساتھ زیادہ تعداد میں لوگوں کو لمبی لمبی دوریوں کے لانے لے جانے میں سہولت ہوئی۔ اس کی وجہ سے شہریت وسیع ہونے لگے اور ان کا باہری دائرہ بڑھتا گیا۔ اور اس طرح بڑے شہروں کے اردگرد کے انواح شہر بھی بہت تیزی سے بڑھے۔ رہائشی علاقے نواح شہر میں منتقل ہوتے گئے لیکن معاشی اور دیگر مراکز شہر کے مرکزی حصہ میں ہی جمع ہوتے رہے بطور نتیجہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو لمبی دوریوں سے اپنے کام کی جگہوں پر آنا پڑتا تھا۔ اس مانگ کو پورا کرنے کے لیے اور گاڑیاں اس کام میں لگائی گئیں۔ مشینی باربرداری نے سفر کے وقفہ کو گھٹایا اس سے شہری ترقی کو اور بڑھاوا ملا۔ اس طرح باربرداری اور شہری ترقی ایک دوسرے پر اثر انداز ہو گئے جس سے شہری باربرداری کی مانگ لگاتار بڑھتی ہی گئی۔

میٹروپولیٹن علاقوں کی باربرداری کے چند مخصوص خواص ہیں۔ ان علاقوں میں روز صبح میں رہائشی علاقوں سے کام کی جگہوں کی طرف جانے والے لوگوں اور پھر شام میں کام کی جگہوں سے گھر کی طرف لوٹنے والے لوگوں کی ایک بھیڑ ہوتی ہے۔ چونکہ بہت زیادہ تعداد میں لوگ ان اوقات میں چاروں جانب سے شہر کے بیچ یعنی مرکزی تجارتی علاقہ کی طرف آتے ہیں یا جاتے ہیں اس لیے (چوٹی کے گھنٹوں) PEAK HOUR میں بہت زیادہ بھیڑ ہو جاتی ہے۔ سڑکیں اتنی زیادہ بھیڑ کا مقابلہ نہیں کر پاتی ہیں جس سے بھاری انجماد پیدا ہو جاتا ہے آمد و رفت رک جاتی ہے اور سڑکیں بہت بہت دیر تک جام رہتی ہیں۔

شہروں میں آمد و رفت کے لیے سڑکیں بہت ضروری ہیں کیونکہ ان ہی کے ذریعہ شہر کے سبھی حصوں تک پہنچا جا سکتا ہے۔ پھر بھی سڑکوں پر چلنے والی سواریوں جیسے کار بس وغیرہ میں وسعت کم ہوتی ہے۔ یہ مانا گیا ہے کہ سڑک کے ایک lane سے کار کے ذریعہ فی گھنٹہ ۱۵۷۵ پسینجر اور بس کے ذریعہ فی گھنٹہ ۳۰۰۰ سے ۵۰۰۰ پسینجر آجا سکتے ہیں۔ اس لیے یہ مقدار بڑے شہروں کے چوٹی کے گھنٹوں کی بھیڑ جس میں ۲۰۰۰۰ سے ۳۰۰۰۰ پسینجر فی گھنٹہ کے حساب سے آتے جاتے ہیں کہ مقابلہ میں بہت کم ہے۔

سڑکوں کی کچھ ذاتی قید بھی ہے۔ سڑکوں میں چوراہے بھی سواریوں کی ہموار آمد و رفت میں کافی روک پیدا کرتے ہیں۔ چوراہوں کی وجہ سے سواریاں دھیمی ہو جاتی ہیں اور اگر سواریاں بہت ہوں تو ان کے دھیمے ہونے سے انجماد پیدا ہوتا ہے اور سڑکیں جام ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ سڑکوں کو چوڑا کر کے انھیں وسیع کیا جا سکتا ہے اور ان کو ایک دوسرے کے اوپر پل بنا کر گذارنے سے ان میں موجود چوراہوں کو بھی گھٹایا جا سکتا ہے۔ پھر بھی اس وسعت سے بھی سڑکوں پر سواریوں کی گنجائش میں صرف تھوڑی سی ترقی ہوگی۔ فی گھنٹہ ۲۰۰۰۰ پسینجروں کی آمد و رفت جیسی بڑی تعداد میں آمد و رفت کے لیے سڑکوں کو اتنا چوڑا ہونا چاہیے کہ اس کے ایک حصہ میں سواریوں کے لیے ۵ یا ۶ lane ہو یعنی سڑکوں کو ۱۰-۱۲ لین کی چوڑائی کا ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ شہروں کے گھنے مرکزی حصوں میں سڑکوں کے لیے اتنی چوڑی جگہ ملنا مشکل ہے حالانکہ انہی حصوں میں سب سے زیادہ آنے جانے والوں کی بھیڑ ہوتی ہے اور ان ہی حصوں میں سڑکوں کو اس چوڑائی کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے اکثر ان علاقوں میں سڑکوں کو وسیع کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے اور اگر ایسا ہونا ممکن ہوتا بھی ہے تو ایسا کرنے کا خرچ ترقی پذیر ملکوں کے لیے امتناعی ہوتا ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ چوٹی کے گھنٹوں میں بہت زیادہ تعداد میں آمد و رفت کے لیے ایسے طریقے اور وسیلے رائج کیے جائیں ایسے نظام قائم کیے جائیں جن میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگوں کو لانے لے جانے کی صلاحیت ہو۔

برقی ریلوں میں زیادہ تعداد میں پسینجروں کو لانے لے جانے کی صلاحیت ہوتی ہے چاہے وہ سطح زمین پر چلیں یا زمین کے اندر سرنگوں میں چلیں ان میں اتنی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ایک پٹری سے فی گھنٹہ ۲۰۰۰۰ سے ۶۰۰۰۰ تک پسینجروں کو ڈھو سکیں۔ ان کی یہ صلاحیت اس بات پر منحصر کرتی ہے کہ ان کی لمبائی کتنی ہے اور کتنی کثرت سے انھیں اس کام میں

لگایا گیا ہے۔ اس لیے ایسے راستوں پر جہاں چوٹی کے گھنٹوں میں ۲۰۰۰۰ پسینجر کی آمد و رفت ہے وہاں برقی ریلوں کے علاوہ کسی اور سواری کو ترجیح نہیں دیا جاسکتا ہے۔

عموماً شہروں کے گھنے حصہ میں اتنی چوڑی جگہ ملنی مشکل ہوتی ہے کہ وہاں سطح زمین پر بھی برقی ریلیں چلائی جاسکیں۔ حالانکہ بدقسمتی سے یہی وہ علاقے ہوتے ہیں جہاں زیادہ تعداد میں بار برداری کے طریقوں کا ہونا اشد ضروری ہے۔ اس لیے اس کے علاوہ دوسرا راستہ نہیں کہ ان علاقوں زمین دوز ریلیں چلائی جائیں۔ چونکہ یہ پٹریاں شہر کے مرکز کی طرف سے باہری علاقوں کی طرف جاتی ہے جہاں کہ آبادیاں زیادہ گھنی نہیں ہوتی ہیں اس لیے ایسے علاقوں تک پہنچ کر انھیں سطح زمین پر نکالا جاسکتا ہے اور عموماً ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ مثل لندن کے ۴۱۵ کیلومیٹر لمبی ریلوے لائنوں میں سے ۱۷۰ کیلومیٹر زمین دوز ہے اور بقیہ ۲۴۵ کیلومیٹر سطح زمین پر ہے۔

سطح زمین یا سڑکوں کے نیچے بنی سرنگوں میں چلنے والی ریلوں کو زمین دوز ریلوے کہا جاتا ہے۔ انھیں امریکہ اور جاپان میں Sub ways جرمنی اور آسٹریلیا میں U. Baha سوئٹزرلین میں T. Banan پیرس اور بہت سے شہروں میں میٹرو کہا جاتا ہے۔ میٹرو پولیٹن ریلوے کا مختصر لفظ میٹرو ہی زمین دوز ریلوے کے لیے سب سے زیادہ عام نام ہے

زمین دوز ریلوے کا نظام پوری طرح سے برقی ہوتا ہے۔ اس نظام کی ریلوں کی اوسط چال کافی تیز ہوتی ہے اور ان میں رفتار گھٹانے بڑھانے کی بھی بہت اچھی صلاحیت ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ کافی اونچی Frequency میں کام کرسکتی ہیں اس لیے ان میں زیادہ سے زیادہ پسینجروں کو لانے لے جانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ان ساری باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ زمین دوز ریلوے کا نظامی میٹرو پولیٹن شہروں میں آمد و رفت کے لیے سب سے مناسب اور معقول ذریعہ ہے۔ اس لیے آگے بڑھنے سے قبل یہ بہتر ہوگا کہ ہم اس کی ترقی کی تواریخ پر ایک نظر ڈال لیں۔

لندن دنیا کا پہلا شہر ہے جہاں سب سے پہلے زمین دوز ریلوے کا نظام شروع ہوا۔ ۱۸۶۳ء میں وہاں بشپ روڈ اور فیرنگٹن اسٹریٹ کے بیچ پہلی ½ ۵ کیلومیٹر لمبی زمین دوز ریلوے شروع ہوئی۔ لندن کی شروع کی شہری ریلوے سڑک کے یعنی سطح زمین کے ٹھیک نیچے واقع تھی اور بھاپ کے انجنوں سے چلتی تھی۔ اس لیے دھوئیں اور گرد کی وجہ سے اس زمانہ کی سرنگوں میں بہت پریشانی ہوتی تھی۔ ان ہی سب پریشانیوں کی وجہ سے اس نظام کی ترقی کی شرح اگلے دو دہائیوں میں بہت دھیمی رہی۔ لیکن جب برقی ریلوں کا ظہور ہوا تو اس نظام نے تیزی کے ساتھ ترقی کرنا شروع کیا۔ ۱۸۹۲ عیسوی میں لندن کے مونومینٹ اور اسٹاک ویل علاقوں کے بیچ پہلی بار سطح زمین سے کافی نیچے سرنگ بنا کر اس میں برقی ریلیں چلائی گئیں۔ یہ ایک فوری کامیابی تھی اور اس کے بعد زمین دوز ریلوے نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی۔ اور آج لندن میں چار ۴۱۵ کیلومیٹر لمبی ریل لائنیں ہیں جو کہ دنیا کا سب سے بڑا زمین دوز ریلوے نظام ہے۔ لندن کا یہ نظام لندن ٹیوب ریلوے بھی کہلاتا ہے۔

دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی اس سلسلہ میں کافی تیزی سے ترقی ہوئی۔ بوسٹن میں ۱۸۹۲ عیسوی سے پیرس میں ۱۹۰۰ عیسوی سے اور برلن میں ۱۹۰۲ عیسوی سے زمین دوز ریلوے کا نظام شروع ہوگیا۔ ان کے علاوہ بہت سے شہروں نے بھی اپنی اپنی میٹرو کا قیام عمل میں لایا نتیجہ کے طور پر آج ۵۰ شہروں میں یہ نظام کام کر رہا ہے۔ ۵۰ شہروں میں اس کے قیام کے لیے کام چل رہا ہے اور ۶۰ شہروں میں اس کے قیام کے لیے جائزہ لیا جارہا ہے۔

تو آیئے اب ہم اس سے واقفیت حاصل کرلیں کہ زمین دوز ریلوے کہاں اور کیسے بنائی جاتی ہے۔ زمین دوز ریلوے سطح زمین کے ٹھیک نیچے یا پھر کافی گہرائی میں بنی سرنگوں میں بنائی جاتی ہے پہلے طریقے میں مناسب گہرائی کے گڑھے کھود کر ان میں پٹریاں بچھا کر ان گڑھوں کو اوپر سے ڈھک دیا جاتا ہے۔ دوسرے طریقہ کے مطابق سطح زمین سے کافی نیچے مناسب قطر کے سوراخ کر کے سرنگ بنائی جاتی ہے۔ ان سرنگوں کو ٹیوب بھی کہا جاتا ہے اس لیے اس نظام کو ٹیوب ریلوے کا بھی نام دیا گیا ہے

سطح زمین کے ٹھیک نیچے سرنگیں عموماً کھودنے اور ڈھکنے کے طریقہ سے بنائی جاتی ہیں۔

پہلے مطلوبہ چوڑائی اور گہرائی کی خندقیں کھود جاتی ہیں جو ریلوں کی چوڑائی اور اونچائی کے مطابق ہوتی ہیں۔ اس کھودائی کو کافی دور تک جاری رکھنے کے لیے خندقوں کے دونوں کناروں کو ان کی جگہ پر قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے تاکہ یہ گر نہیں سکیں۔ اس کے لیے بہت سے طریقے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔

لیکن سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ خندق کھودا جائے اور خندق کے کناروں کو شیٹ پائلنگ یا شورنگ کے ذریعہ اپنے جگہ قائم قائم رکھا جائے۔ SHEET PILES کو آڑے بندھنوں کے ذریعہ اپنے جگہ پر قائم رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد خندق کے کناروں پر ای ان فورسٹ کنکریٹ کی دیواریں کھڑی کر انھیں اوپر سے کنکریٹ کی چھت کے ذریعہ ڈھک دیا جاتا ہے۔ اس طرح بکس نما سرنگیں تیار ہوجاتی ہیں۔

دوسرا طریقہ بینٹو نائٹ سلری طریقہ ہے۔ اس طریقہ میں ایک خاص طرح کی مٹی بینٹونائٹ کہتے ہیں کو پانی کے ساتھ ایک خاص مناسبت میں ایک مخصوص مشین میں ملایا جاتا ہے۔ جیسے جیسے خندق کی کھودائی آگے بڑھتی جاتی ہے اس کے دیواروں کے کنارے اس مرکب کو بھرا جاتا ہے۔ یہ مرکب خندق کی دیواروں کو گرنے نہیں دیتا ہے۔ اور جب خندق اپنی مخصوص گہرائی تک پہنچ جاتی ہے تو اس کے دیواروں کے کنارے کنارے کنکریٹ بھر دیا جاتا ہے جب یہ کنکریٹ جم کر سخت ہوجاتی ہے
یہ روکنے والی دیوار کا کام کرنے لگتی ہے جس کے سہارے خند
آگے بڑھتی رہتی ہے۔ اب ان دیواروں پر بھی کنکریٹ کی چھ
بنا کر بکس نما سرنگیں بنائی جاتی ہیں۔

سطح زمین سے کافی گہرائی میں سرنگیں بنانے کے
چٹانوں اور مٹی میں سے ہو کر سوراخ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے
پہلے اس گہرائی تک پہونچنے کے لیے زمین میں کھودائی کا راس
بنایا جاتا ہے جس سے ہو کر کام کرنے والے مزدور اور مشینیں
نیچے اتاری جاتی ہیں۔ چٹانی علاقوں میں چٹانوں میں سورا
کرنے کے لیے انھیں بارود کے دھماکہ کے ذریعہ اڑا دیا جا
ہے اور سرنگ بنائی جاتی ہے۔ مٹی میں سرنگ کے لیے سورا
مکنیکل شیلڈ (مشینی ڈھالوں) کے ذریعہ بنایا جاتا
لندن کی زیادہ تر گہری ٹیوبیں ڈرم ڈگر شیلڈ کے ذری
کھودی گئی تھیں۔ جیسے جیسے ڈرم ڈگر زمین کے اند
کھودائی کرتا ہوا آگے بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے دھانوں
ایک مضبوط ڈھال مٹی کے اندر گھسایا جاتا ہے۔ یہ ڈھال
کو اوپر سے یا بغل سے گرنے نہیں دیتا ہے اور انھیں ان کی
جگہ پر روکے رکھتا ہے۔ اب ان سارے طریقوں سے بنی سرنگ
میں برقی ریل لائنیں بچھا دی جاتی ہیں اور زمین دوز ریلو
کا قیام عمل پذیر ہو جاتا ہے۔

ہمارے ملک ہندوستان کے بھی میٹرو پولیٹن شہر
میں لوگوں کو آمد و رفت و بار برداری کے سلسلہ میں ان ہ
سب مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے
ہماری سرکار کی توجہ بھی عرصہ ہوا اس طرف مبذول ہو
تھی اور اس نے ان شہروں میں زمین دوز ریلوے نظام قا
کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اس جانب کام کا آغاز بھی ہو چک
ہے۔ کلکتہ میں ڈم ڈم سے ٹالی گنج تک قریب ½ ۱۶ کیلومیٹر لمب
زمین دوز ریلوے بنانے کا کام چل رہا ہے۔ ڈم ڈم سے بیل
گھیا تک دو کیلومیٹر کا پہلا حصہ شاید اسی سال آزمائش
کے لیے کھل جائے گا۔ دوسرے حصوں میں بھی کام کافی تیزی
ساتھ چل رہا ہے۔

دہلی، بمبئی اور مدراس میں بھی زمین دوز ریلوے
کے لیے ان شہروں میں بھی آمد و رفت بار برداری اور انجی
وغیرہ کا تفصیلی سروے کیا جاچکا ہے اور رپور
کا تفصیلی و تنقیدی جائزہ لیا جارہا ہے۔ پانچ اور میٹرو پولی
شہروں احمد آباد، پونہ، بنگلور، کانپور اور حیدرآباد جہ
کی آبادی دس لاکھ کے نشان سے کافی اوپر ہو چکی ہے ہیں
ان کے اپنے صوبوں کی سرکار کی طرف سے جلد ہی زمین د
ریلوے کے قیام کے لیے بار برداری اور ٹریفک کے متع
وسیع جائزہ لیا جائے گا۔ اس طرح ہم امید کرتے ہیں ک
کے ساتھ ساتھ ہمارے بھی بہت سارے میٹرو پولیٹن شہر
میں زمین دوز ریلوے کا قیام عمل میں آجائے گا۔
(پٹنہ سے نشر

سید جمیل نیر معرفت آفتاب احمد ناصر
درگاہ روڈ، منڈی۔ پوسٹ آفس، مہندرو پٹنہ ۶...

لہسن کی اہمیت اور افادیت

ڈاکٹر فرحت عباسی

قدرت نے زمین پر انسانوں کو پیدا کیا ہے تو اس کے ساتھ ہی ساتھ ان کی ضروریات کی ساری یزیں بھی مہیا کیں غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے پیڑ پودوں ا سب سے اہم مقام ہے ان پودوں میں بیشتر پودے ایسے بھی ہیں جو ذا کے ساتھ ساتھ صحت اور بیماریوں سے حفاظت یا نجات پانے ے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً لہسن، جو آج کل کافی چرچے کا عث بنا ہوا ہے یوں تو مصالحہ کے طور سے یہ برابر اہمیت کا حامل ہا ہے مگر کیا اس کو واقعی مصالحہ سے زیادہ دوا کا درجہ حاصل ہے۔

قدرت نے لہسن کے ننھے سے دانے میں حیرتناک طبی واص محفوظ کر دیئے ہیں۔ لہسن ہزاروں برس پہلے سے بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ زمانۂ قدیم ں طویل بحری سفر کے دوران لوگ لہسن اپنے ساتھ رکھ کر بیشتر امراض ے محفوظ رہتے تھے۔

یونانی ڈاکٹروں نے برابر مریضوں کو لہسن کا استعمال آنتوں ں بیماریوں خون کے دباؤ کو ٹھیک رکھنے۔ سانس کے نظام میں جراثیم دگی جسم کے اندر موجود کیڑوں، جلد کے امراض، پھوڑے پھنسی ر بڑھتی عمر کے ساتھ آنے والی بیماریوں میں ہوتا رہا ہے۔

مراض میں لہسن کی افادیت

اس سوال کا جواب دریافت کرنے کے سلسلے میں کوئی س سالوں سے سائنسداں مشغول ہیں اور بڑی دلچسپی لے رہے ں۔ بدبودار لہسن سے روغن نکال کر روسی سائنسدانوں نے اسے سلین کی جگہ استعمال کرنا شروع کیا ہے اسے روس میں روسی سلین کہہ کر پکارتے ہیں جسے پنسلین سے بہتر کہا گیا کیونکہ اس کے تعمال سے کوئی مضر اثر پیدا نہیں ہوتا خواہ اسے کتنی ہی مقدار میں تعمال کیوں نہ کیا جاتا ہو۔ جب یورپ میں طاعون وبا کی شکل اختیار ر چکا تھا تو جن لوگوں نے لہسن کا کثرت سے استعمال کیا وہ اس اری سے بچ نکلے اس زمانہ میں لہسن کو قبرستان تک میں تعفن ے حفاظت اور بیماری کو مزید پھیلنے سے روکنے کے لیے بھی استعمال ا گیا تھا۔

ہمارے جسم میں بہت سے ایسے بھی بیکٹیریا موجود ہیں جو کہ مفید ہیں خاص کر ہاضمہ کو درست رکھنے کے لیے۔ کیا لہسن کے استعمال سے یہ بیکٹیریا بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔

لہسن مفید بیکٹیریا میں اضافہ کرتا ہے اور اس طرح ہاضمہ کے عمل کو اور آسان بنا دیتا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ نقصاندہ بیکٹیریا کو مار کر ان کی تعداد برابر کم کرتا رہتا ہے۔

خون کے بڑھتے ہوئے دباؤ کو معمول پر لانے کے لیے لہسن پر کافی تجربات ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آخر کیسے لہسن بڑھتے ہوئے دباؤ کو کم کرتا ہے۔

غالباً مریض کی آنتوں میں موجودہ نقصان رساں بیکٹیریا کے پاک ہو جانے سے خود بخود خون کا دباؤ معمول پر آجاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لہسن کے اثر سے خون کی نسیں کچھ پھیل جاتی ہیں جو خون کے دور کو کچھ کم کر دیتا ہے۔ حقیقت کچھ بھی ہو مگر لہسن کے استعمال سے مریض کو آرام ضرور ملتا ہے۔ صدیوں سے مشرق و مغرب میں اس کا استعمال ہوتا چلا آرہا ہے۔ زمانۂ حال میں لہسن کی بدبو سے نجات پانے کے لیے اس کو کیپسول کی شکل دیدی گئی ہے جو پیٹ کے اندر پہنچ کر اپنی اصل شکل میں کام شروع کرتا ہے۔ آج بھی جن لوگوں کو صاف آب و ہوا نہیں ملتی اور گندی بستیوں میں بسر کرنا پڑ رہا ہے لہسن ان لوگوں کی صحت کی حفاظت کر رہا ہے۔

کیا لہسن بطور دوا کچا ہی کھانا چاہئے ؟

ضروری نہیں کہ کچا ہی کھایا جائے۔ اسے کسی بھی شکل میں استعمال کیا جا سکتا ہے حد یہ ہے کہ گوشت کے ساتھ بھون کر کے بھی یہ ہمیں فائدہ پہنچاتا ہے۔

جسم کے بیکٹیریا کے علاوہ کیا یہ ماحول میں موجود نقصاندہ بیکٹیریا کیڑوں، پتنگوں سے بھی نجات دلانے میں مفید ہے ؟

لہسن کی مہک سے مچھروں کو دور رکھا جا سکتا ہے ایسا انکشاف بھابھا اٹامک ریسرچ سینٹر کے بائیلوجی اینڈ ایگری کلچر ڈویژن نے حال ہی میں کیا ہے۔ جہاں سائنسدانوں نے تجربات سے ثابت کیا ہے کہ کھیتی باڑی کو نقصان پہنچانے والے کیڑے پتنگے اور گھروں کے اندر موجود مچھر، مکھی، تیل چٹا اور دوسرے کیڑوں وغیرہ کو لہسن کے تیل سے دور کیا جا سکتا ہے۔ اس واسطے اب تو لہسن کے تیل کو مصنوعی طریقہ سے بھی تیار کیا جانے لگا ہے۔ بمبئی کے گندے علاقوں میں لہسن کے تیل کو استعمال کر کے دکھایا گیا ہے کہ اس سے قدرتی نظام کو بلا نقصان پہنچائے ماحول کی آلودگی کو دور کیا جا سکتا ہے اس سے انسانی جسم پر بھی کوئی مضر اثر نہیں ہونے پاتا۔

کیا پودوں کی بیماریوں کے سلسلے میں بھی لہسن کا استعمال کیا جاتا ہے ؟

بے شک اس کے استعمال سے بہت سے پودوں کو بیماریوں سے محفوظ کیا جا رہا ہے اور خود یہ ایک پودے سے نکلی ہوئی دوا ہوتی ہے اس لیے اس کا لگاتار استعمال بھی اپنے اثر سے خالی نہیں ہونے پاتا۔

اب کچھ چائے اور کافی کے متعلق بھی چرچا ہونا چاہئے کہ کیا یہ ایک نقصاندہ مشروب ہیں اور ان کی لت بری ہے یا اس سے کچھ فائدے بھی ہیں ؟

یوں تو ہر چیز کی زیادتی نقصاندہ ہوتی ہے مگر چائے اور کافی سے صرف یہی نہیں کہ یہ ایک وقت گذارنے اور سرور حاصل کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ صحت بخش بھی ہے۔ روسی سائنسدانوں نے بتایا ہے کہ چائے میں حیاتین کا جز موجود ہے خاص کر حیاتین 'ب' یعنی وٹامن 'بی' اس طرح پہلی بار چائے کو سائنسی نقطہ نظر سے اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ ہندوستان کے ٹی بورڈ کے رسالہ کے مطابق چائے کے ماحول میں موجودہ کارخانوں سے نکلی ہوئی مضر گیس اور دھوئیں کے اثر سے آدمی کو محفوظ رکھتا ہے۔

کیا چائے کے کسی جز کو بطور دوا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ؟

چوہوں کے اوپر تجربہ کر کے دیکھا گیا ہے کہ جن چوہوں پر تابکاری کے اثر سے لیوکیمیا کا عارضہ ہو گیا تھا اور ان کو چائے کے مرکبات دیئے گئے تو وہ زندہ بچ گئے اور جنھیں کوئی طبی امداد نہیں فراہم کی گئی وہ سب لیوکیمیا کی وجہ سے مر گئے۔ اس سے یہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ چائے سے لیوکیمیا کی کوئی دوا تیار ہو سکتی ہے۔ چائے میں یہ مادہ دریافت بھی کیا گیا اور دیکھا گیا کہ یہ وٹامن 'پی' ہوتا ہے جو وٹامن 'سی' کے ساتھ مل کر زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔

چائے میں موجود کون کون سے کیمیائی اجزا ہوتے ہیں اور ان کے کیا کیا فوائد ہیں ؟

چائے میں خاص کیمیا کیفین، تھیوبرومائین اور ٹینین ہوتا ہے۔ ٹینین کے بارے میں مشہور ہے کہ پلیٹس کا کام دیتی ہے اور درم کے عمل کو سست کرتی ہے۔ جسم پر تابکاری کے اثر کو بھی ٹینین ہی دور کرتا ہے۔ چائے گٹھیا، ورم جگر اور سوجن کم کرتی ہے خون کی نلی کی دیواروں میں لچک پیدا ہوتی ہے اور سختی دور ہوتی ہے حد یہ کہ چائے کے استعمال سے چند ہی دنوں میں پیچش کے جراثیم غائب ہو جاتے ہیں۔ چائے جو کہ اینٹی بائیوٹک دواؤں سے بھی زیادہ اثر رکھتی ہے۔ سبز چائے کو پیچش میں زیادہ مفید بتایا گیا ہے۔ اس کے استعمال سے چند ہی دنوں میں پیچش کے جراثیم غائب ہو جاتے ہیں۔ سبز چائے آنتوں کے شدید امراض اور دماغ کی رگوں کو پھٹنے سے محفوظ رکھنے میں کیا جاتا ہے۔ چائے پینے کے بعد پسینہ نکلنا اور مساموں کا کھل جانا جلد کو نرم بنانے لوچدار رکھنے، رنگت اور عام حالات کو درست رکھنے

یں کامیاب ہے۔ غرض کہ چائے ہم کو تازہ رکھتی ہے، دل کو نرم بناتی ہے فکر کو دور کرتی ہے اور حوصلہ بلند رکھتی ہے۔

کافی کا تعلق بہت کچھ چائے سے ملتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

یوں تو کافی اور چائے نباتیات کے اعتبار سے بالکل الگ الگ چیزیں ہیں مگر بہ شکل مشروب دونوں قریب قریب ایک جیسے ہیں ہر وہ کیمیا جو چائے میں موجود ہوتے ہیں وہ کافی میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کافی کے ساتھ بھی تجربہ کیا گیا کہ یہ تاب کاری سے حفاظت کرتی ہے۔ ہندوستان کے سائنسدانوں نے اس سلسلہ میں بہت سے تجربات کئے اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ ایٹمی بھٹیوں میں کام کرنے والے اور ایکسرے مشینوں پر تعینات لوگوں کو کیفین دے کر مضر اثرات سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

سننے میں آتا ہے کہ کافی غذائی جز بھی رکھتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ہندوستان کی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف نیوٹریشن کے سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ تازہ کافی میں ۱۱ فی صدی پروٹین اور آٹھ فی صدی شکر موجود ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں وٹامن 'بی' بھی پائی جاتی ہے۔ جو کافی کے بیج بھوننے میں اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ کافی مشروب کے ساتھ ساتھ ایک طرح کا کھانا بھی ہے۔

کچھ عرصہ پہلے سنا گیا تھا کہ کافی کا تعلق کینسر اور دل کے امراض سے بھی ہے۔ کیا اس بات میں کچھ سچائی موجود ہے؟

امریکی اور ہندوستانی سائنسدانوں نے اب یہ بات ثابت کر دی ہے کہ کافی کا کوئی بھی جز انسانی جسم پر کسی بھی طرح کا خراب اثر نہیں ڈالتا۔

(گورکھپور سے نشر)

غزل

علیم اللہ حالی

ہے غمِ ہجر نہ اب ذوقِ طلب کچھ بھی نہیں
آج تم لوٹ کے آئے ہو کہ جب کچھ بھی نہیں

میں نے بھی پی ہی لیا ہے اثری کا زہر اب
تجھ سے منسوب کوئی رنج و طرب کچھ بھی نہیں

آج یہ بارِ ملاقات اٹھے گا کیوں کر
اس سے ملنا ہے پر ملنے کا سبب کچھ بھی نہیں

اب بھی روشن ہیں ترے نام کے جگنو ہر سمت
یہ جو ہے اک غمِ تنہائی شب کچھ بھی نہیں

تیرے ٹھکرانے کی نسبت سے ہوئے ہیں مشہور
ہم فقیروں کا یہاں نام و نسب کچھ بھی نہیں

رنگ و خوشبو ہو کہ ہو لمس و صدا اے حالی
رہ گذر ہے نہ سفر، آخرِ شب کچھ بھی نہیں

(پٹنہ سے نشر)

شمسی توانائی

ایک تحقیقی جائزہ

خورشید سمیع

اگر ہم تاریخ کے صفحات پر نظر ڈالیں، اور بطور خاص اُن تحقیقات کا جائزہ لیں، جو سائنس دانوں کی توجہ اور جستجو کا مرکز اور منبع رہی ہیں تو ہم دیکھیں گے کہ ایندھن، توانائی یا انرجی کا مسئلہ ہی ہمیشہ باعثِ فکر و تردد رہا ہے اور اس کا حل مناسب اور معقول اعتبار سے ہو سکے، یہی ہماری کاوش رہی ہے۔ کوئلہ اور پٹرولیم اس کا حل ضرور ہے۔ لیکن اس کے ذرائع محدود ہیں۔ اور ذخیرے میں اتنی تیزی سی کمی ہوتی جا رہی ہے کہ اس کے ختم ہونے کے امکانات بھی خارج از بحث نہیں قرار دیے جا سکتے۔ جوہری توانائی ایک مناسب حل ضرور ہے لیکن اس کے ذرائع محدود ذخیرے بھی محدود ہیں۔ بھرری ایکٹروں کی تعداد اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے اور ان میں سے ہر ری ایکٹر لگ بھگ اٹھارہ ہزار ٹن یورینیم سالانہ صرف کر رہا ہے۔ لہذا یہ بھی اب اتنا ٹھوس اور مثبت قدم نہیں رہ گیا ہے جتنا کبھی تھا۔

سورج سے ملنے والی قدرتی توانائی ہی وہ واحد نعم البدل محسوس ہوتی ہے جو نہ صرف خطرات سے محفوظ اور سستی توانائی ہے۔ بلکہ اتنی وافر ہے کہ اس کی بے پناہی کی کوئی حد نہیں رہ جاتی، سورج ہمیں تب سے توانائی دے رہا ہے جب سے یہ شمسی نظام قایم ہے۔ زمین کی سطح پر فی مربع میٹر ہمیں ایک ہزار واٹ کی شمسی توانائی حاصل ہوتی ہے۔ اور خلاء میں یہ توانائی ۴۰ فیصد زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہ توانائی ہمیں دو شکلوں میں ملتی ہے ایک توانائی تو روشنی کی ہے جسے ہم LIGHT ENERGY کہتے ہیں اور دوسری توانائی حرارت پر مبنی ہے جسے ہم HEAT ENERGY کہہ سکتے ہیں۔ اس توانائی کو حاصل کرنے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں۔ تمثیلی طور پر سہل ترین طریقہ وہ ہے جسے ہم رفلکٹر مرر میتھڈ (REFLECTOR MIRROR METHOD) کہتے ہیں۔

ایک عدد ۲۲ فٹ کا پیالے کی شکل کا شیشہ ایک عدد تین کلو واٹ سولر انجن کو بخوبی چلا سکتا ہے۔ اور اس کی طاقت کو ۱۵ کیلو واٹ تک بڑھانے کے لیے شیشے کی جسامت ۴۲ فٹ سے زیادہ نہ ہوگی۔ شیشے کے بجائے بعض سائنسدانوں [نے] شفاف پلاسٹک کا استعمال بھی کیا ہے۔ لیکن اس سے کچھ نقائص بھی وجود میں آجاتے ہیں۔ فرانس نے ایک ۷۵ فٹ کا شمسی توانائی پر مبنی سسٹم تعمیر کر لیا ہے۔ اور اس کا ارادہ ہے کہ ایک عدد ۱۱۵ ضرب ۱۶۵ فٹ کا بڑا اور ... نظم کیا جا سکے۔ جس سے ایک ہزار کیلو واٹ کی بجلی حاصل ہو سکے گی۔ اور یہ پہلا ایسا نظام ہوگا۔ جس کی طاقت ... میگا واٹ تک پہنچ جائے گی اور اس کے توسط سے ہم تین ہزار ڈگری فارن ہائٹ کے درجۂ حرارت تک پہنچ سکیں گے جو اس سلسلے کا یقیناً ایک زبردست قدم ہوگا۔

پھر سولر بیٹری کا معاملہ سامنے آجاتا ہے۔ ذرا ... یہ ایک ایسی ایجاد ہے جس سے سورج کی روشنی بجلی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ فی الحال بہت مہنگی پڑتی ہیں۔ صرف ایک انچ سائز کی سولر بیٹری سو روپے سے [کم] خرچ کی نہ ہو سکے گی۔ سولر بیٹری یا شمسی توانائی کے معا[ملے] میں ایک بہت بڑی دقت یہ بھی ہوتی ہے کہ سورج کی روشنی سے یہ منسلک ہی نہیں بلکہ اُس پر یہ مکمل طور پر منحصر بھی [ہے] اور یہ ۲۴ گھنٹوں تک حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس ... اس کمی کو پورا کرنا ہوتا ہے، اور دوبارہ چارج ہونے وا[لی] بیٹری کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ اس میں سیمی کن[ڈکٹر] کے طور پر سیلیکون، بالو کے ذرات ہیں جو کہ وافر مقد[ار] میں موجود ہیں تاہم بالو کے ذرات سے دانے دار سیلیکون ... کرنا کافی خرچ کا سامان ہو جاتا ہے۔ اور یہی سبب ہے سولر بیٹری کافی قیمتی ہو جاتی ہیں۔

پھر مسئلہ حرارت کا آتا ہے۔ حرارتی توانائی کے ... کرنے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں۔ سورج سے ہمیں د... بھی بطور خاص حرارت بھی حاصل ہوتی ہے۔ جو روشنی ... علاوہ ہے۔ ان تمام طریقوں میں پگھلانے کا طریقہ جسے HEAT OF FUSION کا طریقہ کہتے ہیں۔ بہترین ...

ک تالاب کی کھدائی کی گئی جسے SOLAR - POND
ہتے ہیں۔ اب اتنی بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ بعض ٹھوس
یزوں کو پگھلنے کے لیے کافی مقدار میں حرارت کی ضرورت
ڑتی ہے۔ اسی دوران وہ کافی مقدار میں حرارت کو جذب
ر لیتی ہیں۔ اور جب پگھلی ہوئی حالت سے دوبارہ ٹھوس
شکل میں آتی ہیں، تو یہ تمام مجتمع اور جذب کردہ حرارت کو
چھوڑ دیتی ہیں۔ بس یہی وہ طریقہ ہے، جس کی بنیاد پر حرارتی
توانائی جو شمسی توانائی کی ایک شکل ہے اور اسی سے حاصل
ہوتی ہے۔ مجتمع کرنے یا استعمال کرنے کے لیے کام میں لایا
رہا ہے۔

ہندوستان میں اس سلسلے میں بہت سی تحقیقات
ں جاری ہیں۔ اور یہ تحقیقی کام اطمینان بخش ہیں۔ تمثیلی
ر پر ایک عدد دس کیلو واٹ کا شمسی توانائی پیدا کرنے
لا یونٹ نہایت کامیاب طریقے پر انڈین انسٹی ٹیوٹ آف
نالوجی مدراس میں قایم کیا گیا ہے۔ یہ بھارت ہیوی
کٹریکلس اور فیڈرل ری پبلک آف جرمنی کی مشترکہ کاوشوں
نتیجہ ہے۔ یہ سارا پروجیکٹ محض ۱۶ مہینوں کے وقفے میں
یا ہے۔ جو بہر حال ایک ریکارڈ ہے۔ اس کا استعمال
ں عوامی سطح پر نہیں ہے اور نہ ہی یہ مقصود ہے۔ بلکہ اس
حصل یہ ہے کہ بالآخر ایسے سولر پاور پیکیج جن کا کام کرنے
طاقت زیادہ ہو، بنائے جاسکیں۔ اور یہ کہ ان کی ساخت
س اعتبار سے ہو، کہ ہندوستان کے ذرائع میں یہ بآسانی
ئے جاسکیں اور انھیں حالات میں بخوبی کام میں لائے
ں جاسکیں۔

اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بین الاقوامی
لح پر بھی ایسی ایجنسی کی تشکیل ہوچکی ہے۔ جو توانائی کے
سئلے کو حل کرسکے۔ انٹرنیشنل انرجی ایجنسی نے بھی اسے
ا موضوع قرار دیا ہے۔ اور شمسی توانائی کے استعمال
سلسلے میں مثبت اور ٹھوس قدم اٹھائے ہیں۔ ایک عدد
ک میگا واٹ کا پلانٹ، جو سولر الیکٹرک پلانٹ ہے۔ اٹلی
ں زیر تعمیر ہے تاہم اسے مصر، ایران، اُردن، میکسیکو
ر نائجیریا کا تعاون حاصل ہے۔ اس سے پانی کے
ب کرنے، سمندر کے صاف کرنے، فصل کے خشک
کرنے، گھر کی ضرورتوں کے ایندھن، اور ٹھنڈک حاصل کرنے
کے کام لیے جانے کی بات ہے۔

مدراس کے دس کیلو واٹ، انڈین سولر پاور پلانٹ
کی لاگت ساڑھے تین ملین روپے کی ہوجاتی ہے۔ جس کی وجہ
سے یہ کافی گراں سودا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ یقین ہے کہ
یہ ایک ایسا قدم ہوگا۔ جس کا نقش دوسروں کے لیے قابل
تقلید ہوگا۔ ایک سولر کوکر بھی ساخت کیا جاچکا ہے جس کی
قیمت عام آدمی کے لیے مشکل نہیں ہے۔ اس کی شکل چھلنے
کے جیسی ہوگی اور ایک گرل (GR.I.L - سا) کے ساتھ ہوگی
یہ ایک بکس میں رکھا جاسکے گا۔ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ
لے جایا جاسکے گا۔ اس قسم کا کوکر سورج کی تیز روشنی میں
محض پندرہ منٹوں میں کام کرنا شروع کردیتا ہے۔
کناڈا نے ایک سولر ہیٹڈ ہاؤس تعمیر کرنے میں کامیابی
حاصل کرلی ہے۔ اسرائیل نے ۵ ہارس پاور کا ٹربن بنالیا ہے
جس میں اس نے پلاسٹک کے شفاف رفلکٹر کا استعمال
کیا ہے۔

شمسی توانائی کا موضوع اس لیے بے حد اہم اور مفید
کہا جاسکتا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے توانائی
کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ یہ اگرچہ ابھی ایک نوزائیدہ سائنس
ہے اور عہد طفلی سے گذر رہی ہے۔ تاہم سائنس کے سب ہی
حربے مستعار لینے کے باعث تیزی سے نشوونما پانے کے امکانات
وسیع ہیں۔ اس موضوع پر عالمگیر پیمانے پر کام ہو رہے ہیں
اور کیا پتہ کہ عنقریب ہم کسی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوں۔
ویسے بھی عزم مستقل جستجو اور تحقیق کی بنیاد ہے اور منزل
کا پتہ بھی انھیں ہی ملتا ہے جو عزم مستقل کو نہ صرف چراغ
راہ بنالیتے ہیں، بلکہ راہبر بھی بقول ریاض قادری ؎

خود قدم چومے گی منزل، بڑھ کے راہِ شوق میں
اپنے عزم مستقل کو راہبر ہونے تو دو

(پٹنہ سے نشر)

خورشید سمیع
مظفر پور انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی
مظفر پور ۸۴۲۰۰۳ (بہار)

نظم
سقوط سے کچھ پہلے.....

نشتر خانقاہی

چلو، فاتحینِ قوی دست و بیدارِ قسمت
میں اس جنگ کی آخری ساعتوں میں
شکست اپنی
تسلیم کرنے پر آمادہ ہوں

وہ دیکھو، کھُلے آسمانوں کے نیچے مرے سارے پرچم
زمیں بوس ہونے سے پہلے
عجب خوف انگیز شدت سے لہرا رہے ہیں۔

میں یہ جانتا ہوں
کہ اعمالِ اسفل کو اقدارِ اعلیٰ کی مانند تسلیم کرکے
مرے کتنے ساتھی
خراماں خراماں،
تمہاری صفوں کی طرف بڑھ رہے ہیں

غلاظت کے پروردہ کتوں کا غالب شدہ اشتہائی تمدن
ہوس ناک کوّوں کی اک پارۂ نان پر چھینا جھپٹی
کئی شورہ پشتوں سے اپنی صداقت کو منوا چکی ہے
مگر مجھ کو اب بھی
تمہاری شریعت پر ایمان لانے سے انکار ہے

میں اب دست و پابستہ لیکن بہت مطمئن
تمہاری عدالت میں ساکت کھڑا ہوں
سزا دو مجھے جرم انکار کی
مگر دوسروں کی بہ نسبت (زراہ کشادہ دلی)
فقط ایک انگشت نیچے سے گردن کو میری
تہ تیغ کرنا،

تمہیں تاکہ محسوس ہوتا رہے
کہ میں منکروں کی صفِ منتشر میں
قدآور رہا تھا۔
قدآور رہا ہوں۔

(اردو سروس دہلی سے نشر)

س. یونس

دنیائے حقیقت میں نہ آ کے ملا کر — تو خواب کی تخلیق ہے، خوابوں میں رہا کر
آنکھوں میں حیا ہو کہ بدن میں کوئی لرزش — جس روپ میں آؤں، مجھے پہچان لیا کر
تو ایک ہی نیکی ہے مری پھر بھی ہے رکھنا — اک جرم کی صورت تجھے دنیا سے چھپا کر
پاگل نہ بنادیں تجھے اندر کے تقاضے — باہر کی تگ و تاز میں مصروف رہا کر
رسماً کوئی تحفہ، کوئی نامہ، کوئی پرسش — مرحوم رفاقت کا جو ہے قرض ادا کر
اقرار و پرستش مرا شیوہ سہی پھر بھی — موجود اگر تو ہے تو محسوس ہوا کر
ماضی سے الجھنا مرا جیسے کوئی وحشی — سائے کی حفاظت کرے دیوار گرا کر
یونس! نہ پریشان کر اشعار سے اپنے
شاعر ہی اگر تو ہے رسالوں میں چھپا کر

(ناگپور سے نشر)

ندائی ہندوستانی گیت اور بھجن

ڈاکٹر پرتاپ سنگھ

ہندوستان کی تاریخ کے ابتدائی دور کی شاعری گیتوں اور بھجنوں کی شاعری تھی۔ ارے گیتوں اور بھجنوں کا سارا ادب ویدوں میں موجود حمد وثنا ں میں ملتا ہے۔ اور یہ حمد وثنا قدیم رشیوں کے دلوں سے نکلی ہوئی ہے۔ یہ وہ رشی تھے جو انسان کی روحانی وجود کی جستجو کے ابتدائی ے تھے۔ انھوں نے دن اور رات کے چکر اور موسموں کے تغیر و کے ذریعے زندگی کی وسعتوں کو بغور مطالعہ کیا، اس کی عجیب و حرکت کو محسوس کیا، اس کی کشادگی کا اندازہ لگایا اور ان سب کے خالق کی عظمت کی جھلک دیکھی۔ اس دنیا کے خالق اعلیٰ یال اور اس کی بنائی ہوئی عجیب وغریب دنیا کے دیدار نے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ ان کے دلوں میں جذبات اُمنڈ آتے نے کروٹ لی۔ نتیجتاً ان کے جذبات بھجنوں کی شکل میں ہمارے ے آئے۔

انسان کو سورج اور چاند کی روشنی دیکھ کر، باد صبا کی فرحت بخش ت محسوس کر کے، پہاڑوں اور آسمان میں ہوا سے پیدا ہونے والی ی خوش آہنگ گونج سن کر، فواروں سے مسلسل نکلنے والے پانی اور دریاؤں ج منظر اور سمندروں کی دل دہلانے والی آواز کا مطالعہ کر کے لم کی وحدت کا اندازہ ہوا اور اس نے ٹھان لی کہ جزو ہونے کے دگل میں شامل ہو کر رہے گا۔ یہ تھی انسان کی اپنے گرد ونواح کی عزیب دنیا کے ساتھ پہلی ملاقات اور پھر اس کا ردِ عمل —— اور یز ویدوں میں شامل حمد وثنا کی شکل میں ہمارے سامنے آیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے ان گیتوں اور بھجنوں میں مذہب، محبت، عبادت، استغراق اور تعظیم کے تصورات پنہاں ہیں۔ یہ حمد وثنا مابعد کے م بھجنوں اور گیتوں کی ابتدائی شکل ہیں جو ہمارے ادب میں آگے چل کر لئے۔ ہندوستان کے گیتوں کا اصلی ادب پراکرت زبان کی عشقیہ ں کی شکل میں ملتا ہے۔ پراکرت کے گیتوں کی کتاب "ست سئی" کا اصل رع عشق ہی ہے۔ اس کے سات سو بندوں میں ہمیں قدرت کے وں پہلو دیکھنے کو ملتے ہیں مثلاً موسموں کا تغیر و تبدل، موسم کا خوشگوار بناک ہونا اور تخلیق کی خاموش گردش اور اس تمام منظر کے بیچوں ل پر جو کچھ گذرتی ہے وہ بھی ان گیتوں میں ہمیں واضح طور پر محسوس ہے۔

کلاسیکی ادب میں ہمارے سامنے کالیداس آتے ہیں جن کی تخلیق میگھ دوت میں سنسکرت زبان کے منظوم ادب کی بہترین مثال ہمیں دیکھنے کو ملتی ہے۔ بادل کا پیامبر عشق بن کر رام گری سے الکاپوری تک کا سفر ایسے عمدہ اشعار میں بیان کیا گیا ہے کہ ان جیسے اشعار سنسکرت ادب میں بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ شاعر نے نہ صرف قدرتی مناظر کی خوبصورتی اور دلکشی ہی کو عمدہ الفاظ میں بیان کیا ہے بلکہ ہمیں دردِ محبت، عاشق کی نقاہت، اشک شوئیاں، امیدوں اور دل کی اُمنگوں کی جھلک بھی دکھائی ہے۔ اس تخلیق میں شاعر کا تخیل اپنی حدوں کو چھو گیا ہے کیونکہ اس نے انسانی زندگی کے ناٹک میں قدرتی مناظر کی مدد لے کر خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ شاعر زندگی کی تاریخی سرودگاہ کے بیان میں بشری اور فوق البشری قوتوں کو ایک دوسرے میں سمو کر ہمارے سامنے رکھنے میں بدرجۂ اتم کامیاب رہا ہے۔

کالیداس کی اس نظم کے بعد سنسکرت میں پچاس کے قریب ایسی اور نظمیں لکھی گئی ہیں جن میں پیامبر کی مدد سے اپنا مقصد حل کیا گیا ہے۔ مثلاً دھوئی کی "پون دوت" لکشمی داس کی "سکھ سندیش" واسدیو کی "برہم سندیش" روپ گوسوامی کی "ہنس دوت" اور "اُدھو دوت" ایک اور "ادھو دوت" جسے مادھو بھٹاچاریہ نے لکھا اور کرشنا سرما سردھوم کی "پدنک دوت" وغیرہ وغیرہ۔

شہوانی روایت

ان کے علاوہ امرو بلہانہ اور گوور دھن جیسے ادیبوں نے بھی نظمیں لکھی ہیں۔ ان کا عشقیہ کلام لب ولہجہ اور تعداد کے لحاظ سے مختلف ہے حالانکہ اس میں بھی ہماری توجہ سنسکرت کے شہوانی ادب میں پہلے سے موجود واحد خیال پر مرکوز کرائی گئی ہے۔ "امراستکا" نامی کتاب کے ایک سو بند ہیں ان میں دکھایا گیا ہے کہ کشمیر کے راجہ کے دل میں اپنی ایک سو بیویوں کے لیے کس طرح کے پیار کی اُمنگیں اٹھتی رہتی ہیں۔ بلہانا کی کتاب "پیار کی خفیہ لذتوں کے پچاس بند" ہندوستانی ادب کی مشہور ترین عشقیہ نظموں میں سے ایک ہے۔ گوور دھن کی "آریہ سپت ستی" یعنی سات سو آریہ بند منظوم ادب کی شہوانی روایت کی نمائندگی کرتی ہے۔

شہوانی نظموں سے منہ موڑ کر اگر ہم پرانے مذہبی گیتوں کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ یہاں پھر انسان نے اپنے آپ کو مختلف قدرتی مظاہر کے ساتھ ملانے کی کوشش کی ہے۔ پرانوں اور تنتروں میں موجود سورج، وشنو، کرشن، رام، شو اور درگا کی تعریف میں جو بھجن لکھے گئے ہیں وہ بہترین مذہبی گیتوں میں شامل کیے جا سکتے ہیں۔ یہ گیت استوتروں کی شکل میں ملتے ہیں اور نامی گرامی ادیبوں مثلاً ویاس، والمیکی، کالیداس، یاگیہ ولک، اور شنکرا کے لکھے ہوئے مانے جاتے ہیں۔ دیوتاؤں کو مخاطب کر کے جو بھجن لکھے گئے ہیں وہ "شتک" کی شکل میں ملتے ہیں جن میں سے ایک بان نامی شاعر کا "چنڈی شتک" ہے۔

ایک اور مشہور کتاب میور کی "سوریہ شتک" نامی ہے۔ میور بان کا ہمعصر تھا۔ اس کتاب میں شاعر نے سورج اور اس کے چاروں طرف کی روشن دنیا کی کہانی بیان کی ہے۔

بہت سے بھجن شو، دیوی اور وشنو کو مخاطب کر کے لکھے گئے اور کہتے ہیں کہ شنکرا نے لکھے تھے۔ ان تمام بھجنوں کا مرکزی خیال یہ ہے کہ انسان دیوی کی دین ہے جو سب کی ماں ہے۔ تخلیقی قوت کی مادری شکل ان بھجنوں میں نہایت معنوی انداز میں پیش کی گئی ہے۔ ان دیوی دیوتاؤں کی تعریف میں کشمیر، کیرلا، اور بنگال کے کئی اور ادیبوں نے بھی نظمیں کہنے کی کوشش کی ہے۔ سترھویں صدی عیسوی میں رام بھدر دیکشت نے بھگوان رام، ان کے تیروں اور ان کی بہادری کی تعریف میں بھجن لکھے ہیں۔

سنسکرت ادب میں ہمیں شہوانی اور مذہبی گیتوں کا عجیب امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے۔ خصوصاً بنگال کے جے دیو کے "گیت گووند" کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ کرشن کی رادھا کے ساتھ محبت کا مضمون مہجور عاشق و معشوق کی ایک دوسرے کے لیے تڑپ اور بالآخر ان میں صلح وصفائی اور وصال ہونے کی بہترین مثال کہی جا سکتی ہے۔ ان اشعار میں ایک خاص سُریلا پن اور پیار و محبت کی گرمجوشی کے واقعات اور موڑ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ یہ نظم اعلیٰ پائے کی تسلیم کی جاتی ہے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بیرونی دنیا میں بھی۔ کیونکہ اس کی زبان میں ایک خاص چاشنی، بحر کی روانی، اور جذباتی خوش اسلوبی پائی جاتی ہے۔

بنگال کی چیتنیہ تحریک اور مدھوسودن سرسوتی کی "آنند منداکنی" اور اسی طرح کی دیگر کوششیں ہمارے ادب کی بہترین نظموں میں شامل ہوتی ہیں۔ چنڈی داس، ودیاپتی، سور، میرا اور تلسی کی یاد آتے ہی ہمیں بیحد خوشی ہوتی ہے کیونکہ انھوں نے ہمیں بعض بہترین قسم کے گیتوں اور بھجنوں سے نوازا ہے۔ بھگتی کے یہ گیت انسانی پر رقت طاری کر دیتے اور انھیں پڑھ کر ہم نہ صرف دنیا ومافیہا کو بھول جاتے ہیں بلکہ ہمیں رنج و الم، اپنی مجبوریوں، تفکرات، بے ثباتی، اور شکایات کی کوئی خبر نہیں رہتی ان بھجنوں اور گیتوں میں کھو کر ہم اپنے آپ کو معبودِ حقیقی کے نزدیک محسوس کرنے لگتے ہیں۔ ان بھجنوں میں انسان کو جس ہیرو کی شکل میں پیش کیا گیا ہے وہ پہلے تو بیحد غمزدہ اور متاسف نظر آتا ہے پھر وہ محبت کی بھٹی میں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے اور اس طرح بالآخر اس کی مسرت اس کی زندگی کا جزو لاینفک بن جاتی ہے۔

ہندوستان کے گیتوں اور بھجنوں کا یہ سارا ورثہ محدود کی لامحدود سے ہم بغل ہونے کی اُمنگ کو اُجاگر کرتا ہے اور یہ اُمنگ زندگی کے اتار چڑھاؤ میں برابر قائم رہتی ہے۔ چنانچہ یہ ایک ایسا آدرش ہے جو دوامی حیثیت رکھتا ہے۔

(آل انڈیا ریڈیو، گورکھپور سے نشر)

آج کے دور میں عورت کا مقام

ڈاکٹر صادق ذکی

نئے دور میں اپنا ایک خاص مقام پانے میں آج کی خاتون کو بڑی قربانیاں پیش کرنا پڑتی ہیں۔ سیاسی اور سماجی زنجیروں سے آزادی حاصل کرنا اتنا آسان نہیں تھا پھر بدلی ہوئی فضا میں مخالف صنف کو بھی بڑے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس آزادی کے لیے مردوں نے اپنے آرام و آسائش کے تصور کو خیر باد کہا۔ نئے دور میں یہ بہت مشکل ہو گیا کہ عورت صرف "خاتون خانہ" ہو کر رہ جائے تعلیم اور ملازمت کی ذمے داریوں نے اس کی توجہ کو کئی خانوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور مرد اس حقیقت کو ماننے کے لیے مجبور ہو گئے کہ اس کی توجہ کا مرکز جو کبھی ایک نقطہ ہوتا تھا اب وہ پھیل کر حلقہ بن گیا ہے۔ لیکن یہ اس کی حوصلہ مندی ہے کہ وہ گھر اور باہر کے کاموں میں ایک قسم کا توازن بنائے رکھتی ہے۔ اور جب کبھی یہ توازن ٹوٹتا ہے تو اس بے چاری کو اس کی بھاری قیمت بھی ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ نئے دور کی ایک چبھتی ہوئی حقیقت ہے جس سے انکار کرنا ذرا مشکل ہے۔

آج کی خاتون اگر ایک طرف گھرہستی کی ذمے داریوں سے دوچار ہے تو دوسری طرف دفتروں اسکولوں اور کالجوں میں بھی اس نے نہ صرف اپنی بہترین صلاحیتوں کا ثبوت دیا ہے بلکہ بڑی حد تک مردوں کا ہاتھ بٹا کر ان کے بار کو ہلکا بھی کیا ہے۔ جدید معاشرہ میں اس کی مختلف حیثیتیں ہیں۔ وہ جج اور وکیل ہے۔ انصاف کی کرسی پر بیٹھ کر فیصلے کر سکتی ہے۔ عدالتوں میں لڑ سکتی ہے۔ ڈاکٹر بن کر کراہتی ہوئی انسانیت کو شفا یاب کرنا اب کوئی خاص بات نہیں رہی۔ سیاسی منچ پر بھی اس نے اپنا سکہ جمایا۔ اپنے سخت ترین ایثار۔ مادرانہ جذبات اور بھائی چارگی سے اس نے عوام کا دل جیت لیا۔ وہ سوشل کاموں کے دائرہ پر۔ اسمبلی پارلیامنٹ۔ راجیہ سبھا اور وزارت سے وزارت عظمیٰ تک دیکھی اور پہچانی جا سکتی ہے۔

صحافتی میدان اور فنون لطیفہ کی ترقی میں بھی آج کی خاتون کا ایک خاص مرتبہ ہے۔ وہ شاعرہ۔ ادیبہ مصورہ گلوکارہ رقاصہ اور اداکارہ۔ کیا کچھ نہیں ہے۔ تعلیم و تربیت تو گویا اس کا فطری پیشہ ہے۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیمی اداروں تک وہ مختلف کاموں میں منہمک نظر آتی ہے یہاں ٹیچر۔ لکچرر۔ اور پروفیسر اس کے کئی روپ ہیں۔ اس کے علاوہ کئی قسم کے ایجوکیشنل اور کلچرل اداروں کی چیرمین شپ قبول کر کے اس نے اپنی رنگارنگ انتظامی صلاحیتوں کا ثبوت بھی دیا ہے۔

آج کی خاتون کی مختلف حیثیتوں پر غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ ملک کے تعمیری کاموں میں مردوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ بلکہ اکثر پیش پیش رہتی ہے۔ وہ صنف نازک کہلانے کے باوجود سخت ترین کام انجام دے سکتی ہے۔ چنانچہ اعلا اداروں سے قطع نظر کیجئے تو وہ ہر ضروری ڈگر پر ذوق و شوق سے گامزن ہے کیا وہ کنٹرکٹر سیلز گرل نہیں ہے۔؟ وہ کیمسٹ ہے بیوٹی شین ہے۔ کارخانوں اور کانوں میں پسینہ بہاتی دیکھی جا سکتی ہے۔ اسپورٹ اور امپورٹ کے جھمیلوں سے دوچار ہے۔ بند گھروں اور گلی کوچوں میں اسے کیا کچھ نہیں کرنا پڑتا۔

نئے دور کا ایک المیہ یہ ہے کہ بڑے اور اہم اداروں میں اس کی نمائندگی اس کی اپنی آبادی کے لحاظ سے کم ہے۔ بعض شعبوں کو چھوڑ کر کوئی بھی ادارہ ایسا نہیں ہے کہ جہاں وہ اپنی استعداد اور آبادی کی نسبت سے مناسب تعداد میں نظر آئے اس کا ایک سبب اگر تعلیم کی کمی ہے تو اس میں جاگیردارانہ ذہنیت کا بھی دخل معلوم ہوتا ہے۔ عورت کے کاموں کو اگر محدود کر دیا جائے تو یہ پورے ملک اور پوری قوم ہی کا نقصان ہو سکتا ہے۔

خواتین کی تعلیم و ترقی کے سلسلے میں ایک زیادتی یہ بھی محسوس ہوتی ہے کہ اسے عام طور پر جمالیاتی نظر ہی سے دیکھا جاتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس میں ہماری قدیم ہندوستانی تہذیب کا بھی ہاتھ ہے۔ قدیم فنکاروں نے مبالغہ سے کام لے کر عورت کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اسے صرف ایک ہی جذبہ کے ساتھ نمایاں کیا گیا۔ ایک رخ بلکہ آدھے رخ پر روشنی ڈالی گئی۔ باقی صلاحیتوں پر پردہ ڈال دیا گیا۔ اور یہ حقیقت بھی مبالغہ آمیز ہے۔ اس میں حقیقت کا پرتو کم معلوم ہوتا ہے۔ قدیم فنکاروں نے قدیم سنگتراشوں نے مجسمہ سازوں نے اور مصوروں نے انسان کو تقریباً برہنہ دکھلایا اور نسوانی خطوط کو اتنا نمایاں کیا کہ وہ حقیقت سے دور ہو گیا۔ اس کے برعکس یورپین آرٹ نے حقیقی مجسمے اور اصلی زندگی کی تصویریں دکھائیں۔ اس سے ہمیں اس دور کے انسانوں اور ان کے جذبات کو سمجھنے میں خاص رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ سراپا نگاری کے سلسلے میں یہ مبالغہ شاعری میں بھی موجود ہے۔ اردو مثنویوں کی تو بات الگ ہے۔ صنف غزل جو اشاروں کا فن ہے خاص حد تک اس مبالغہ کی حامل ہے۔

اس انداز خیال سے آج کے کاروباری ذہن نے فائدہ اٹھایا۔ اپنے صنعتی کارناموں کو مشتہر کرنے کے لیے انھوں نے بھی نسوانی عریانیت کا سہارا لیا۔ گری ہوئی اشتہار بازی بھی ایک بدترین پہلو ہے۔ فلمی صنعت نے بھی اچھی اداکاری اور اچھی کہانیوں کے بجائے برہنگی کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دی۔ اس کا غلط اثر یہ ہوا کہ خواتین کو صرف ایک ہی جذبہ اور ایک ہی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ سماج میں یہ اخلاقی گراوٹ پیدا ہوئی۔ اور اس سے اس کی عصمت و آبرو اور بہترین صلاحیتوں کو نقصان پہونچا۔ "موڈلنگ" بھی اس کاروباری ذہن کا نتیجہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صنعتی معاشرہ میں عشقیہ جذبات اور عریانیت کا سہارا لیے بغیر تجارت ممکن نہیں ہے۔ اس خواہش کی بہتات نے "خیال کی عمدگی اور تازگی" کو متاثر کیا۔ اور غور سے ذرا سوچا جائے تو یہ کچھ کم نقصان دہ نہیں ہے۔

اس تلخی کے باوجود نئے دور میں خواتین نے اپنی محنت شوق اور انتظامی صلاحیت سے بہت کچھ حاصل کیا اس کے کاموں کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ہے۔ تمام کام خوش اسلوبی سے انجام دینے میں اس کی صحت کے معیار کو بھی تباہ کیا ہے۔ نئی نسل پر اس گری ہوئی صحت کے اچھے اثرات مرتب نہیں ہونگے۔ ننھی منی نسل کی توانائی اور تازگی ماؤں کی صحت سے وابستہ ہوتی ہے۔ جس طرح فیملی پلاننگ اور جہیز کے خلاف تحریک چلائی گئی ہے۔ اور اس کے بہتر نتائج سامنے آئے ہیں اسی طرح خواتین اور بچوں کی صحت بھی توجہ طلب ہے۔

آج کی خاتون اگرچہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے لیکن اس کے مسائل ہنوز غور طلب ہیں۔ وہ محض ایک جمالیاتی پیکر ہی نہیں بلکہ گھر اور باہر کی ذمے داریوں کو سنبھالنے والی ایک حوصلہ مند عورت ہے۔

(اردو سروس سے)

"م" کی ستم ظریفی

سعید زیدی

فٹ پاتھ پر ایک شخص اپنے قدموں میں جنتریوں کا ڈھیر لگائے مسلسل چیخ رہا تھا "نئے سال کی جنتری..... نئے سال کی جنتری" اسے دیکھ کر یاد آیا کہ نیا سال شروع ہو چکا ہے اور ہر شریف آدمی کی طرح ہمیں بھی ایک عدد جنتری خرید لینی چاہیئے جس میں دن تاریخ کے علاوہ شورے، تجربے، نسخے، عملیات اور پیشین گوئیاں ہوتی ہیں۔ پھر کیا تھا ہم نے ایک عدد جنتری خرید لی۔

دوپہر میں چائے کی طلب ستا رہی تھی ہم ایک ہوٹل میں گھس گئے ایک کرسی کا انتخاب کرنے کے بعد چائے کا آرڈر دیا ہمارے سامنے چوراچکوں جیسی صورت والا ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جو بغور ہمیں دیکھ رہا تھا جب ہم چائے کی چسکیاں لے رہے تھے تو احساس ہوا کہ گرمی بڑھ گئی ہے اور کانوں سے لپٹا ہوا مفلر تکلیف دہ بنتا جا رہا ہے۔ صبح جب ہم نکلتے ہیں تو اتنی سردی ہوتی ہے کہ مفلر لپیٹنا ضروری ہو جاتا ہے اور دوپہر میں سخت گرمی۔! ہم نے مفلر اتار کر ٹیبل پر رکھ دیا اور گذرے ہوئے سال کی ستم ظریفی یاد کر کے پیچ و تاب کھاتے رہے جس نے ہم پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے تھے کہ ہمارے سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں سفیدی نمودار ہو گئی تھی۔ خدا جانے یہ سال ہمارے لیے کیسا رہے گا اچانک یاد آیا کہ جیب میں پڑی جنتری مستقبل کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتی ہے۔ جنتری نکال کر ہم نے پیشین گوئیوں کا صفحہ نکالا اور دم سادھ کر ہدایت پڑھنے لگے۔ "جس شخص کو اپنے مستقبل کا حال معلوم کرنا ہو وہ آنکھیں موند کر نیچے دیئے گئے خانوں میں سے کسی ایک پر انگلی رکھ دے۔ اس حرف کی وضاحت نیچے دی گئی ہے جس پر عمل کرنے سے بلائیں دور رہ سکتی ہیں"

ہدایت کے مطابق ہم نے آنکھیں موند لیں دل ہی دل میں بسم اللہ پڑھ کر خانوں پر انگلی گھمائی اور ایک جگہ انگلی روک دی۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو انگلی "م" کے خانے میں تھی دھڑکتے دل کے ساتھ نیچے کے کالم پر نظر ڈالی اور "م" تلاش کر کے تفصیل پڑھنے لگے۔ "تیرا ستارا مشتری ہے جو تیرے مستقبل پر بہت برے اثرات ڈالنے کے چکر میں ہے اس لئے اے مستقبل جاننے کے لئے بے چین ہونے والے نادان شخص پس خبردار ہو جا کہ "م" تیرے لیے خطرات اور تباہیاں لے کر آیا ہے۔ یہ ہر ہر قدم پر تیرے سامنے آئے گا لیکن اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو ہر اس چیز سے بچنے کی کوشش کر جو "م" سے شروع ہوتی ہے ورنہ سمجھ لے تیرے دن پورے ہو چکے نئے سال کے آغاز کے ساتھ ہی "م" اپنا اثر دکھانا شروع کر دے گا"

اپنے متعلق یہ بھیانک پیشین گوئیاں پڑھتے ہی تھرتھری چھوٹ گئی ہم نے جنتری بند کی چائے کا بل ادا کیا اور اٹھنے سے پہلے ٹیبل پر نظر ڈالی تو مفلر غائب! گھبرا کر سامنے دیکھا لیکن وہ شخص بھی جا چکا تھا۔ پہلے تو ہم نے اس پیشین گوئی پہ یقین نہیں کیا تھا لیکن اس کے اثرات فوراً ہی ظاہر ہونے لگے تھے اور "م" اپنی تباہی کا آغاز کر چکا تھا ہم اپنے مفلر سے گردن دھو چکے تھے اب ہمیں پورا یقین ہو گیا کہ ہمارے متعلق پیشین گوئی حرف بحرف سچ ثابت ہو گی۔ یہ نتیجہ ہم نے اس طرح اخذ کیا کہ ایک تو ہم مدرس، مہینوں تنخواہ سے محروم، ماڈرن کالونی کے قریب مکان نمبر میں بھی ایم تھا۔ علاقہ مراٹھواڑہ ریاست مہاراشٹر۔ غور کرنے پر انکشاف ہوا کہ ہمارے پورے تعارف میں "م" ہے جس نے ہمیں ان حالوں پہنچایا۔ اب ہم نے ارادہ کر لیا کہ ہر اس چیز سے بچیں گے جو "م" سے شروع ہوتی ہے۔ اچانک ہم پر بجلی گر پڑی، یاد آیا کہ آج منگل ہے۔ ہم نے گڑگڑا کر دعا مانگی کہ خدایا یہ دن جلدی سے ٹل جائے لیکن ایک بہت بڑا مسئلہ سامنے کھڑا تھا اور وہ تھا مکان پر پہونچنے کا — مکان کا نام ہمیں ڈرا رہا تھا ایسا لگتا تھا مکان میں داخل ہوتے ہی وہ منہدم ہو جائیگا اور ہم ملبہ میں دب کر مر جائیں گے مکان، منہدم، ملبہ، موت ایک ساتھ اتنے میموں کا تصور کرتے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ مرے ہوئے قدموں سے ہم ہوٹل سے باہر نکلے سڑک پر زبردست ٹریفک تھا سینکڑوں موٹریں تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھیں اور سڑک پار کرنے کی ہم میں ہمت نہ تھی۔ کوئی غیبی آواز کانوں میں سرگوشی کر رہی تھی۔

"تم جیتے جی سڑک پار نہیں کر سکتے" دیکھتے نہیں موٹروں کا سلسلہ۔ موٹروں کے "م" نے ہمارا رہا سہا حوصلہ پست کر دیا ہم سڑک پار کر کے اپنی موت کو دعوت نہیں دے سکتے تھے چنانچہ کافی دور جانے کے بعد ایک پل عبور کر کے دوسری طرف نکل آئے اور بس کا انتظار کرنے لگے اچانک ایک آواز نے ہمیں متوجہ کیا۔

"ماسٹر صاحب!" ہم نے مڑ کر دیکھا اور ہمارے ہاتھ پاؤں جو پہلے ہی سے پھولے ہوئے تھے اور پھول گئے دیکھا مرزا محمد محسن مومن آبادی ہماری طرف آ رہے تھے ان کے ساتھ ایک صاحب بھی تھے۔ مصافحہ کرنے کے بعد وہ گویا ہوئے۔ "مدت ہوئی آپ سے ملاقات کئے، مصروف تو سب ہی رہتے ہیں مگر محبت بھی تو کوئی چیز ہے"

ہم گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئے اور مشکوک نظروں سے انھیں دیکھنے لگے۔ مرزا صاحب نے اپنے دوست کا تعارف کرانا ضروری سمجھ کر کہا۔

"آپ سے ملئے۔ مجاہد ملت مولوی ممتاز مجبور۔ متوطن مرشد آباد موصوف مانے ہوئے معالج اور منجھے ہوئے مقرر..... ہمیں ایسا لگا جیسے مرزا ہمارا تعارف موت کے فرشتہ سے کرا رہے ہیں، قطع کلامی کرتے ہوئے ہم نے کہا "اتنا ہی تعارف کافی ہے، اتنی دوپہر میں کہاں نکل پڑے" "فرمایا، موتی ٹاکیز میں "منگرول خان" کا مٹینی شو دیکھنے کا ارادہ ہے، آپ بھی چلیئے نا!!" ہمارا خون خشک ہو گیا کیونکہ یہ شخص پوری طرح ہماری تباہی کا سامان بنتا جا رہا تھا [illegible] منٹ کی گفتگو میں اتنی مرتبہ "م" کہہ چکا تھا کہ ہم بے دم ہو چکے تھے۔ ہم نے دل میں ٹھان لی کہ اب مرزا صاحب سے تعلقات ختم ہوئے۔ جیسے تیسے ان کو رخصت کرنے کے بعد ہم نے سکون کا سانس لیا بس آ چکی تھی ہم آگے بڑھے لیکن اچانک کسی غیبی قوت نے ہمارے قدم پکڑ لیے نظر

کر دیکھا تو بس نمبر کے سلسلہ میں 46B..... ہم سوچ میں پڑ گیے اس بس میں سفر کریں یا نہیں کیونکہ اردو کا "م"، انگریزی کا ایم یا مرہٹی کا "ام" بات ایک ہی ہے جان کسے پیاری نہیں ہوتی وہ بس ہم نے چھوڑ دی اس کے بعد کتنی بسیں آئیں لیکن ان کے نمبر میں بھی ایم تھا آخر کار ہم نے ایک ٹیکسی روکی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر گرا دیا اچانک ہماری چھٹی حس بیدار ہو گئی آگے بڑھ کر نمبر پلیٹ پر دیکھا ڈبل ایم.......

"بیٹھئے صاحب" ٹیکسی ڈرائیو نے دروازہ کھول کر

"نہیں —— ہم پیدل ہی جائیں گے"

"لیکن آپ ٹیکسی انگیج کر چکے ہیں میٹر ڈال دیا گیا آپ بیٹھیں یا نہ بیٹھیں تین روپے ساٹھ پیسے دے دیجئے" جان تین روپے ساٹھ پیسے سے زیادہ قیمتی ہے با دل ناخواستہ حجت کرنے کے بعد اسے پیسے دے دیئے "م" کی ستم ظریفی

آنسو بہانے کے سوا ہم کیا کر سکتے تھے۔ گھر بہت دور تھا اس لیے اب تانگہ میں بیٹھنے کا ارادہ کیا اور ایک تانگہ والے کو آواز دے کر بلایا۔ ماتھے سے پسینہ پونچھ کر بیٹھ گئے۔"

"کہاں چلنا ہے ماسٹر؟" تانگے والے نے گھوڑے سے پہلے جیسے ہم پر چابک مارا۔ ہم شش و پنج میں پڑ گئے، اپنی زبان سے ہم منحوس ایم بھی نہیں کہنا چاہتے تھے اس لیے کہا "جدید کالونی"

اس نے حیرت سے دہرایا "جدید کالونی!" "یہ کہاں ہے ماسٹر؟"

اب بھلا ہم اسے کیسے سمجھائیں کہ ہم کیا کہنا چاہتے ہیں "اردو میں اسے جدید کالونی کہتے ہیں"، ہم نے اپنے دل کی بات اسے سمجھانی چاہی۔ تانگے والے نے اوپر سے نیچے تک ہمیں مشکوک نظروں سے دیکھا اور کہا۔

"اردو میں۔! کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟ کہاں جانا ہے آخر؟"

ہم بے چین ہو گئے اور وضاحت کرتے ہوئے کہا بھئی وہ نہرو پارک کے پیچھے جو کالونی ہے نا......"، تانگہ والے نے گردن گھماتے ہوئے کہا "سمجھ گیا ـــ آپ ماڈرن کالونی چلنا چاہتے ہیں"

"ہاں ہاں وہی" ہم نے خوش ہو کر کہا اور دل ہی دل میں تانگہ والے کی دانشمندی کا اعتراف کرتے ہوئے پوچھا۔

"پڑھے لکھے ہو؟"

"جی ہاں ایم اے ہوں"

"ذرا تیز چلاؤ" ہم نے ہدایت دی۔ اس نے چابک لہرایا اور چیخا۔

"چلو بے ملّو"

ہم سنبھل کر بیٹھ گئے اور اپنے آپ پر فاتحہ پڑھنے لگے کیونکہ ہمارے تانگہ کے گھوڑے کا نام ملّو تھا۔ اپنے خوف پر قابو پانے کے لیے ہم نے تانگہ والے سے اس کا نام پوچھا! اس نے کہا "منگرول خان"، آگے کچھ اور پوچھنے کی جرأت نہ کر سکے کیونکہ ہم موت کی گاڑی میں سفر کر رہے تھے ہمیں یقین ہو

چلا تھا کہ یہ تانگہ ملّو کھینچ کر ماڈرن کالونی کی طرف لے جا رہا تھا منزل تک صحیح سلامت نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے ہم ایسے چوکنا ہو کر بیٹھے ہوئے تھے کہ خطرہ کا احساس ہوتے ہی چھلانگ لگا دیتے۔ خدا خدا کر کے گھر آیا ہم نے سانس درست کی اور آنے والے حادثات سے خود کو تیار کرتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے لیکن دوسرے ہی لمحہ ہم پر بجلی گر پڑی ہماری گناہگار آنکھوں نے دیکھا سامنے دالان میں مونگیر کے ماموں، ممانی معہ میرے بھائیوں کے براجمان تھے۔ ابھی ہم بھاگنے کے لیے پر تول ہی رہے تھے کہ ماموں کی پیار بھری آواز سنائی دی "میرا تو اکتنا بڑا ہو گیا ہے رے، میرے لال ادھر آ"

ہم بے جان قدموں سے ان کی طرف بڑھے اور سلام کیا۔ تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں جس میں ہم نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ م کا منحوس حرف بھی زبان سے

غزل

رمضان ساغر جلگانوی

ایسی بگڑی میری تقدیر پتہ بھی نہ چلا — کب پڑی پاؤں میں زنجیر پتہ بھی نہ چلا
تو نے خوشیوں کے ابھی گیت سنائے تھے مجھے — کب بنی رنج کی تصویر پتہ بھی نہ چلا
دل کے اُس پھول پہ بیٹھی تھی تُو تو شبنم سی — کب شعاع کر گئی تسخیر پتہ بھی نہ چلا
اپنی انگلی سے ابھی تو نے دکھائی تھی بہار — کب خزاں چھائی میری ہیر پتہ بھی نہ چلا
میں نے چاہا تھا بناؤں گا محبت کا محل — ٹوٹ کب خواب کی تعبیر پتہ بھی نہ چلا
ہم تو مدہوش پرندے کی طرح اُڑتے رہے — کب لگا ہائے مجھے تیر پتہ بھی نہ چلا

زندگی ڈوبی تھی خوشیوں سے بھرے ساغر میں
کب ہوا درد بغل گیر پتہ بھی نہ چلا

(جلگاؤں سے نشر)

نہ نکالنے پائے۔ ادھر بیوی نے اعلان کیا کہ دسترخوان تیار ہے وہاں سے اٹھتی ہوئی خوشبوؤں نے ہمارا خوف کسی قدر کم کر دیا، دسترخوان پر بیٹھتے ہی ہماری بھوک مر گئی ایسا لگتا تھا جیسے گھر والوں نے ہمارے قتل کا پورا سامان کر رکھا تھا۔ مٹر پلاؤ، مٹن فرائی، مزا مفر، منچورین مولی اور سب سے اہم بات یہ کہ وہ مہمان اور ہم میزبان۔ ہم نے اپنے آپ کو ٹٹول کر دیکھا اور حیرت ہوئی کہ ہم بڑے سخت جان ہیں جو اب تک زندہ ہیں ورنہ جہاں اتنے سارے میم یکجا ہو کر حملہ آور ہو رہے ہوں وہاں جان بچانے کا موقع بھی کسے ملتا ہے۔ دسترخوان پر ہاتھ ڈالنے کی ہم میں سکت نہ تھی اس لئے مزاج کی ناسازی کا بہانا کر کے اٹھ گئے اور اپنے آپ کو مسہری پر گرا کر سنگین حالات پر غور کرنے لگے۔ ہمیں پورا یقین ہو چکا تھا کہ اب ہمارے دن پورے ہو چکے لیکن جان کسے پیاری نہیں ہوتی اس لیے فیصلہ کیا کہ اپنے گھر سے ان تمام چیزوں کو ہٹا دیں گے جن کا تعلق اس منحوس حرف سے ہے لیکن پہلے ہی مرحلہ پر ہمیں یہ کام کافی دشوار اور ناممکن معلوم ہوا کیونکہ ہماری بیوی کا نام ماہ منور ہے اس لیے کچھ سوچنا ہی بیکار تھا ستم بالائے ستم یہ کہ اسی وقت یہ انکشاف بھی ہوا کہ بچوں کے نام بھی اتفاق سے اسی منحوس حرف سے شروع ہوتے ہیں تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد یہ مسئلہ حل ہوتا نظر آیا۔ بیوی اور بچے چھوڑنے سے زیادہ قابل عمل یہ تھا کہ ان کے نام تبدیل کر دیئے جائیں۔ ہم نے اسی وقت اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے نام بچوں کے نام تبدیل کرنے کی درخواست لکھ دی جس سے قدرے سکون ہوا۔ م سے شروع ہونے والے ماہناموں، ناولوں حتیٰ کہ اخباروں کا مطالعہ بند کرنے کے علاوہ کئی اہم فیصلے کئے اور مطمئن ہو گئے۔

دروازہ پر آہٹ سن کر اس طرف دیکھا، چنٹو (جس کا نام پہلے منو تھا) ہاتھ میں لفافہ لئے آ رہا ہے۔ لفافہ ہمیں تھما کر وہ چلا گیا ہماری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہیں یہ لفافہ بم تو نہیں کانپتی انگلیوں سے لفافہ کھول کر رقعہ نکالا جسکی تحریر نے ہم پر رعشہ طاری کر دیا۔

محترمی و مکرمی!

محفل مزاحیہ مشاعرہ منجانب محبان مزاج مٹمٹہ محفل مشاعرہ میں معہ متعلقین موجودگی موجب مسرت ہوگی۔

مہمان خصوصی: محترمی مولانا مقیم مفتاحی

مصرعہ طرح:

(۱) محبت میں مزا ملنا میری محبوب مشکل ہے
(۲) مہ جبیں معشوق مت منہ توڑ مکا مار نا

مقام مشاعرہ: منزل مقصود۔ محلہ ماہی گراں مٹمٹہ

رقعہ کی صورت میں ہمارے ہاتھ میں موت کا پروانہ تھا ہم نے ڈوبتے ہوئے ذہن سے سوچا مشاعرہ، مطلع اوّل، مطلع ثانی اور مقطع ـــ یہ سب وہ ہتھیار تھے جو ہمارا خاتمہ کرنے کے لیے دانت نکوسے بیٹھے تھے۔ یا الٰہی ہم کیسے چھٹکارہ پائیں اچانک ہمیں خیال آیا کہ ایک مرتبہ پھر جنتری دیکھ لیں ہو سکتا ہے اس آفت سے بچاؤ کی کوئی صورت نکل آئے۔

دھڑکتے دل اور کانپتی انگلیوں سے پیشین گوئیوں کا صفحہ نکالا۔ دل ہی دل میں دعا مانگی کہ اس مرتبہ منحوس "م" پر انگلی نہ پڑے۔ آنکھیں موند کر لرزتی انگلی گھمائی اور آنکھیں کھول کر حیرت اور خوشی سے دیکھا۔ انگلی "ب" پر تھی۔ اطمینان کا سانس لے کر نیچے کے کالم میں اس کی تعبیر پڑھنے لگے۔

"بیوقوف شخص"! تو ستاروں اور اپنے آپ کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ پہلے تیرے مقدر کا ستارہ "م" تھا اور اب بھی وہی برقرار ہے لیکن تو مطمئن نہیں یاد رکھ قسمت کا لکھا اٹل ہوتا ہے......

اس سے آگے کے لفظ ہمیں چونٹیوں کی طرح رینگتے محسوس ہوئے اور ہمارا سر چکرانے لگا۔

(اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)

انی کا قتل

رضوان احمد

آؤ! الغزالی میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا" تم رک کیوں گئے۔ آؤ بیٹھو میں تمہیں اپنی ...سنانا چاہتا ہوں۔ وقت بہت کم ہے۔ واقعات ...ہیں کافی طویل بھی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ فرشتۂ اجل ...اور میں کہانیاں اپنے سینے میں دفن کیے ہی ختم ہو جاؤں ...ر انھیں کوئی نہ لکھ سکے۔"

"مگر آپ انھیں خود ہی کیوں نہیں لکھ لیتے۔ میں تو ...گے سلسلے میں مفلس ہوں۔ آپ الفاظ کے امیر ہیں۔" ...الی نے رک رک کر کہا۔

"آہ! یہ تو اور بھی دردناک کہانی ہے۔ میں کیا ...وں آؤ تم میرے اوپر سے یہ چادر سرکاؤ ——"

اور الغزالی نے جھجکتے ہوئے چادر سرکائی تو اس کا ...غ سُن ہو گیا۔ العزیز کے دونوں بازو کٹے ہوئے تھے ...ب وہ کچھ نہیں لکھ سکتا تھا۔ وہ ایک بے مثل ادیب تھا ...اس کے دونوں بازو کٹ چکے تھے۔

"مگر یہ کیسے ہوا؟ پہلے تو ایک ہی بازو کٹا ہوا تھا ...دونوں بازو کیسے کٹ گئے؟"

"یہ سب پوچھ کر کیا کرو گے الغزالی! کیونکہ اب میرے ...یدہ بازو مل نہیں سکتے اور میں آئندہ کچھ لکھ نہیں سکتا۔ ...ی کے دونوں بازو کٹ جانا ایسا اہم واقعہ بھی نہیں ہے ...ونکہ جہاں ایک پل میں ہزاروں افراد کے سر قلم ہو جاتے ...وں وہاں ایک شخص کے بازو کٹ جانا کون سا اہم واقعہ ...ہو سکتا ہے۔ جہاں سروں کی کوئی قیمت نہیں وہاں بازوؤں ...ی کیا قیمت ہو سکتی ہے۔ خود ہم نے نفرت کی آگ میں جل ...کر کتنوں کے سر قلم کر ڈالے؟ ان کا کوئی حساب ہے؟ کیا یہ ...م نہیں ہے کہ میں صرف دونوں بازوؤں سے ہی محروم ہوا ...وں اور میرا سر سلامت ہے۔ جب انسان کے یہی دو بازو ...ہوتے ہیں تب وہ ان کی قوت کا اندازہ کرتا ہے۔ پھر اپنی ...وت تعمیری کاموں سے زیادہ تخریبی کاموں میں لگاتا ہے ...ب کٹے ہوئے دونوں بازوؤں پر افسوس کیا کرنا —— ہاں! ...میں کہہ رہا تھا کہ آخری سانس لینے سے قبل تمہیں ایک کہانی ...سنا دوں تاکہ مرنے سے قبل شاید تمہارے الفاظ اسے محفوظ کر لیں۔ ممکن ہے کہ مستقبل میں اسے ترسیل کا موقعہ مل جائے ——!"

"میں آپ کی کہانی لکھنا چاہتا ہوں۔ لیکن میرے ساتھ مشکل یہ ہے کہ میں ابھی قلم لانا بھول گیا ہوں۔"

"یہ تو واقعی بہت بڑی مشکل ہے۔" العزیز نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ "کیا تم ابھی گھر جا کر اپنا قلم نہیں لا سکتے؟"

"قلم تو میں لا سکتا ہوں لیکن آنے سے قبل میں نے گھر کے دروازے مضبوطی سے بند کروا دیے تھے۔ اور اب میرے ہی گھر کے دروازے مجھ پر بند ہیں۔ رات اندھیری ہے اور اتنی رات گئے اندھیرے میں قلم تلاش کرنا کچھ آسان کام نہیں ہے۔" الغزالی نے کہا۔

"یہ بڑا ہی جان لیوا مرحلہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اندر کے کسی کونے کھدرے میں میرا قلم موجود ہو۔ ممکن ہے کہ عرصہ سے استعمال نہ ہونے کی وجہ سے وہ زنگ آلود ہو چکا ہو لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کبھی کبھی قلم زنگ آلود ہو کر بھی چلتے رہتے ہیں۔"

اس نے ٹارچ سنبھالی۔ اندر کے کمرے میں داخل ہوا تاریک کمرے میں اِدھر اُدھر روشنی ڈالنے پر اسے بڑے ہیبت ناک سنّاٹے کا احساس ہوا۔ پھر اسے کونے میں ایک الماری نظر آئی۔ اس نے سوچا کہ شاید اسی الماری میں قلم موجود ہو۔ الماری کے قریب گیا مگر یہ دیکھ کر اسے سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا کہ الماری میں قفل لگا ہوا تھا۔ بھاری بھرکم مضبوط۔ اس نے قفل کو چھو کر دیکھا اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا۔ پھر اسے جھنجھوڑا۔ قفل بہت مضبوط تھا۔ اس نے مایوسی سے سر ہلایا۔ پھر کمرے میں ادھر اُدھر ٹارچ سے روشنی ڈالی۔ ہر جانب خوفناک سنّاٹا پورے کمرے میں تیرتا ہوا ہیبت ناک سنّاٹا۔ اچانک ہی اسے فرش پر کنجیوں کا گچھا نظر آیا۔ اس نے لپک کر کنجیاں اٹھا لیں۔ پھر یکے بعد دیگرے کنجیوں کو تالے میں ڈالتا رہا اور بالآخر ایک کنجی کے سہارے تالا کھل گیا۔

اس کا دل سینے میں زوروں سے دھڑک رہا تھا

"اس الماری میں کیا ہے؟"

اس نے دیوانہ وار الماری کے دروازے کھول دیے اور بالکل غیر متوقع طور پر کوئی دھم سے اس پر آ گرا۔ وہ سہم کر پیچھے ہٹ گیا۔ ہیبت ناک سنّاٹا چیخنے لگا۔

وہ ایک حنوط شدہ لاش تھی۔

الغزالی دیوانہ وار وہاں سے بھاگ کر العزیز کے کمرے میں آیا۔ اس نے اپنی الجھی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کی۔

"کیا ہوا الغزالی" العزیز نے اطمینان سے پوچھا۔

"وہ لاش —— لاش —— حنوط شدہ لاش ——"

لیکن العزیز کے رویّہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس نے بہت ہی سکون سے کہا۔

"کیا تم نے اس سے قبل کبھی لاش نہیں دیکھی؟ کیا تم نے آج پہلی بار لاش دیکھی ہے؟"

"نہیں میں یہ کہہ رہا تھا کہ کمرے میں لاش۔"

میں نہیں جانتا کہ تم اس قدر بے خبر ہو۔ جہاں سڑکوں پر لاشوں کے انبار ہوں جہاں بازاروں میں لاشیں چل پھر رہی ہوں جہاں دفتروں کی میزوں پر لاشیں جھکی ہوئی ہوں وہاں ایک کمرے کی الماری میں لاش کی موجودگی کون حیرت کی بات ہے۔؟ کیا تمہیں اس کی یہاں موجودگی پر حیرت ——؟"

"ہاں برادر! مجھے اس کی یہاں موجودگی پر تعجب ہوا ہے۔"

"تب تمہیں میری اور اپنی موجودگی پر تعجب کیوں نہیں ہوتا۔ یہ تو حنوط شدہ لاش ہے جو سڑ نہیں سکتی۔ اس سے کوئی تعفن نہیں اُٹھ رہا ہے۔ لیکن تم کسی بھی گھر کے دروازے پر جاؤ اور جھانک کر اندر دیکھو تو تمہیں لاشیں ہی لاشیں نظر آئیں گی جن سے تعفن اُٹھ رہا ہے۔ ان لاشوں کو حنوط کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ مشکل یہ ہے کہ اتنی مقدار میں کیمیائی اجزا بھی کہاں سے فراہم کیے جائیں۔"

"یہ مسئلہ تو ہے۔ لیکن یہ لاش ——"

"تو تم سڑتی ہوئی متعفن لاشوں کے بارے میں نہیں بلکہ اس حنوط شدہ لاش کے بارے میں جاننا چاہتے ہو——؟ یہ انسان کی درندگی کی علامت ہے۔ میں نے اسی وجہ سے اس کو محفوظ کر دیا ہے کہ جب وقت کی بہت سی پرتیں جم جائیں اور کوئی اس کھنڈر کو اکھاڑنے کی کوشش کرے تو اسے اہم مربوط سلسلے مل جائیں۔ یہ لاش اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ لاش ایک ایسے انسان کی ہے جس کے دل میں جینے کی آرزو تھی، اُمنگ تھی، لیکن اس کی سانسوں کو چھین لیا گیا۔ اس کی دھڑکنوں کو پابندِ سلاسل کر دیا گیا بہت طویل عرصہ بیتا۔ ایک زمانہ گذر گیا۔ جگ بیت گیا۔ اسے سونے کی تھالیوں میں موتی چگنے کے لیے دیے گئے۔ استراحت کے لیے اطلس و کمخواب بچھائے گئے۔ خس خانہ و برفاب فراہم کیے گئے لیکن اس کی سانسیں اسے واپس نہ مل سکیں دھڑکنیں پابندِ سلاسل رہیں اور لبوں پر مہریں لگی رہیں

بالآخر اس نے اس عیش و عشرت کی کس مپرسی کی حالت میں جان دے دی کہ اس کے لیے زندگی بے معنی ہو چکی تھی تو میں نے اسی لیے اس کو حنوط کروا کر رکھوا دیا کہ آنے والے جگ میں لوگ زندگی کے ساتھ صوت و الفاظ کے رشتے کو سمجھ سکیں ۔"

اس کمرے میں بھی ویسے ہی دبیز سناٹے کی چادر تنی ہوئی تھی ۔ ہیبت ناک سناٹا بھیانک اور وحشتناک ماحول ۔ اچانک ہی باہر سے زوردار چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں ۔ سناٹے کے پرخچے اڑ گئے ۔ رونے پیٹنے اور چیخنے چلانے کی کریہہ آوازیں ۔ باہر لوگ سڑکوں پر دوڑ رہے تھے وہ بھی دوڑ کر راہداری کی جانب آیا تو العزیز نے اسے پکارا ۔ "کہاں جا رہے ہو؟"

"کیا آپ نے یہ کریہہ آوازیں نہیں سنیں ۔ ؟"

"باہر تو قیامت ٹوٹ پڑی ہے ۔"

"یہ کیا قیامت ہے ۔ کہا گیا ہے کہ قیامت ایک روز آئے گی مگر یہاں روزانہ سر سے قیامتیں گذر رہی ہیں ۔ ہر لحظہ قیامت ہے ۔ کون جانے کس لمحے صور اسرافیل پھونک دیا جائے ۔ آسمان اور زمین شق ہو جائیں اور پہاڑ روئی کے گالے کی طرح اڑنے لگیں ۔"

باہر ایسی ہی قیامت مچی ہوئی تھی اور اس نے چھت کے ایک روشندان سے دیکھا کہ گھپ اندھیرے میں بہت سے سائے دوڑ رہے تھے ۔ کہیں کہیں آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور اس کی سرخ روشنی میں وہ عفریت جیسے نظر آ رہے تھے ۔

اچانک ہی کچھ لوگ تیزی سے دوڑتے ہوئے اوپر آ گئے ۔ اس سے قبل کہ وہ اپنے آپ کو سنبھالتا لوگ اس کے بالکل قریب آ گئے ۔ ایک شخص جو سب سے آگے تھا بے حد بدحواس تھا ۔ اس کا سانس بُری طرح پھول رہا تھا ۔ اس نے اپنی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے پوچھا :

"کیا یہ جائے اماں ۔ ؟"

الغزالی نے اس کے سراپا کا جائزہ لیا اور کہا :

"نہیں یہاں کوئی جائے اماں نہیں ہے ۔"

"کیا روئے زمین پر کوئی جائے اماں نہیں ہے ؟"

"مجھے نہیں معلوم کیونکہ میں اس روئے زمین کا مالک نہیں ہوں ۔"

اجنبی نو واردوں میں سے ایک نے حیرت سے کہا "تم عجیب آدمی معلوم ہوتے ہو ۔ یہاں ہر شخص ملک گیری کی ہوس کا شکار ہے اور تم کہتے ہو کہ میں روئے زمین کا مالک نہیں ہوں جبکہ وہ لوگ جن کے پیروں تلے زمین تک نہیں ہے روئے زمین کے مالک ہونے کے دعویدار ہیں ۔"

"ہاں ! میں یقیناً ان لوگوں میں سے نہیں ہوں" الغزالی نے سرد لہجے میں کہا ۔

اچانک ہی الغزالی کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ شاید ان لوگوں میں سے کسی کے پاس قلم ہو ۔ اس نے پوچھا "کیا آپ لوگوں کے پاس قلم ہے ۔"

"اے عزیز برادر ! اگر ہمارے پاس قلم ہوتا تو ہم اس طرح بے یار و مددگار نہ بھٹکتے پھر رہے ہوتے ۔ یہ بڑی دردناک کہانی ہے ۔ مگر بہت طویل ہے ۔ مختصراً یہ بتا دوں کہ ہم بھی کبھی صاحب قلم تھے لیکن ہمارے ہاتھوں سے قلم چھین لیے گئے اور پابند سلاسل کر دیے گئے اگر ہمارے پاس قلم ہوتے تو کم از کم اپنی داستان تو لکھ ہی سکتے تھے کہ صدہا برس سے یہ قتل و خون کا سلسلہ جاری ہے لیکن ہم سے قلم چھین کر ہمیں اسلحوں سے لیس کر دیا گیا تاکہ ہم قتل و غارتگری کرتے رہیں ۔ قلم ہوتا تو ہم اپنی داستان الم لکھ ہی کر محفوظ کر جاتے جو آئندہ نسلوں کے لیے درس عبرت ہوتی ۔ مگر افسوس !"

"— لیکن تم قلم لے کر کیا کرو گے ؟"

"مجھے بھی ایک داستان رقم کرنی ہے ۔ ایک شخص کے ذہن میں بہت سی داستانیں ہیں لیکن اس کے ہاتھ قلم کر ڈالے گیے ۔ وہ بے مثل ادیب تھا مگر اب وہ کچھ لکھ نہیں سکتا ۔ اس سے قبل کہ اس کا ذہن بھی مفلوج ہو جائے یا وہ دم توڑ جائے ۔ وہ داستانیں محفوظ کرنا کرنا ضروری ہے ، میں اپنا قلم گھر بھول آیا ہوں اور باہر بہت اندھیرا ہے ۔ اس گھر کے کسی گوشے میں قلم محفوظ ہے مگر اس وقت تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل رہا ہے ۔"

"یہی تو المیہ ہے کہ ہر صاحب قلم کے ہاتھ قلم کر دیے جاتے ہیں ۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم بھی صاحب قلم بننے کی کوشش نہ کرو ۔"

"— اچھا تو تم قلم تلاش کرو یہ لوگ کہیں جا کر امان تلاش کرتے ہیں ۔ شاید کوئی اپنی تلاش میں کامیاب ہو جائے ۔ اگر تمہیں قلم مل جائے تو ہمیں بھی خبر کر دینا کیونکہ ہمیں بھی بہت سی مزے کی داستانیں یاد ہیں ۔"

"ہم مسلسل ایک طویل نیند سو رہے ہیں ۔ اس سے قبل کہ اس نسل کی تاریخ سو جائے تمہیں قلم تلاش کر کے اس کی تاریخ محفوظ کر لینا چاہیے ۔ اب میرے پاس وقت نہیں ہے ۔ بہتر ہے کہ تم قلم تلاش کرنے میں عجلت سے کام لو ۔" العزیز نے کہا

"ہاں میں آپ کو یہ بتانا تو بھول ہی گیا کہ ابھی سڑک پر بھاگتے ہوئے کچھ لوگ جائے اماں کی تلاش میں اوپر چلے آئے تھے ان میں بھی کسی کے پاس قلم نہیں تھا صرف اسلحے تھے وہ سب بھی قلم کی تلاش میں تھے ۔ مگر ان کا کہنا تھا کہ ماضی میں وہ بھی صاحب قلم تھے مگر ان کے قلم چھین لیے گئے اور اسلحوں سے آراستہ کر کے انھیں قتل و غارتگری کی ترغیب دی گئی ۔"

"ہاں ! میرے عزیز قلم کی حفاظت کرنا بہت مشکل کام ہے ۔ ہر صاحب قلم سے اس کا قلم چھین لیا جاتا ہے ۔ اس کے ہاتھ قلم کر دیے جاتے ہیں اور تاریکی میں بھٹکنا پڑتا ہے ۔ مجھے ڈر ہے کہ ہمیں بھی قلم نہ مل سکا تو یہ کہانی کبھی بھی نہ لکھی جا سکے گی ۔"

"جب اتنے اصحاب قلم کے قلم چھین لیے گ[ئے]
بھلا کس شمار قطار میں ہوں کیونکہ میں تو صاحب [قلم] نہیں ہوں ۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ کی کہا[نی رقم] کرنا چاہتا ہوں ۔ اس لیے اس تاریکی کے باوجو[د] متلاشی ہوں ۔"

اب اس نے قلم کی تلاش میں چوتھے کمرے [کا رخ] کیا ۔ لیکن کمرے میں قدم رکھتے ہی اس کے پیر زمی[ن نے] پکڑ لیے ۔ وہ ساکت رہ گیا ۔ سامنے فرش پر ایک [لاش] پڑی تھی ۔ جس کے قلب میں ایک خنجر پیوست تھا [اور] خون بہہ کر فرش پھیل رہا تھا ۔ وہ بدحواس ہو کر [واپس] جانا چاہتا تھا کہ کسی نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ [دیا وہ] شخص اس کے لیے بالکل اجنبی تھا ۔ اس نے سپاٹ [لہجے] میں کہا — "میں نے وقت کو قتل کر دیا ہے ۔"

"نہیں تم وقت کو قتل نہیں کر سکتے ۔ وقت [سب] سے زیادہ طاقتور ہے ۔ کوئی وقت کو قتل نہیں کر سکتا ۔ تم نے قتل کر کے جرم کا ارتکاب کیا ۔ الغزالی نے خوفز[دہ] آواز میں کہا ۔

"میں نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا میں نے صرف وقت کو قتل کیا ہے جو سب سے زیادہ طاقتور لیک[ن] ظالم ، جابر اور بے رحم ہے ۔ کوئی کتنا ہی زیادہ طاقت[ور] کیوں نہ ہو لیکن ظلم و جبر کا دور بہت دنوں تک نہیں چ[ل] سکتا ۔ اسی لیے میرے جیسے کمزور ناتواں انسان نے عظ[یم] طاقت کو زیر کر لیا ۔"

"مگر اس کے لیے تم نے اس مکان کے مالک سے اجازت کیوں نہیں لی ۔" الغزالی نے اجنبی سے پوچھا ۔

"ظلم کا خاتمہ کرنے کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ۔" اجنبی نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"میں اس کے بارے میں العزیز سے دریافت کر کے آتا ہوں ۔ تم یہیں ٹھہرو ۔"

"بے کار ہے میرے عزیز دوست ، العزیز تو بہت پہلے وقت کا مقتول ہو چکا ۔ اب وہاں کیا بچا ہے ؟"

الغزالی بدحواس تیز تیز قدموں سے العزیز کے کمرے میں واپس آیا لیکن اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ بالکل ساکت و جامد ہو چکا تھا ۔ اس کی لاش سڑ گل چکی تھی ۔ بے پناہ سڑاند کمرے میں پھیلی ہوئی تھی ۔

بدبو کے بھبکوں سے بے قابو ہو کر وہ کمرے سے باہر نکلا تاکہ تازہ ہوا کا جھونکا اسے سکون دے ۔ باہر سڑک پر لوگوں کے دوڑنے کی بے ہنگم آوازیں آ رہی تھیں ۔ اس نے جھانک کر دیکھا تاریکی میں بہت سے سائے دوڑ رہے تھے اور وقت کو قتل کرنے والے کا کوئی پتہ نہیں تھا — شاید وہ زمان و مکان کی دسترس سے بہت دور جا چکا تھا ۔

(پٹنہ سے نشر)

رضوان احمد
ایڈیٹر روزنامہ "عظیم آباد ایکسپریس"
پٹنہ (بہار)

سیلاب بلا

شبیر احمد

اماوس کی وہ تاریک رات، خوفناک اور بھیانک بھی تھی۔ چاروں طرف المناک فضاؤں کا
ــــــ اور جب یہ سکوت ٹوٹا تو دھرتی ڈول گئی۔ اور ڈوب
و ہر طرف کہرام مچ گیا ــــــ بھاگو، بھاگو، ــــــ بچاؤ، بچاؤ،
مجھے بچاؤ ــــــ چیخ و پکار، گریہ وزاری اور کان پڑی آوازیں
طرف سے آرہی تھیں۔ اور پھر یہ لوگ اپنا سب کچھ لٹا کر محفوظ مقام
ش میں ادھر اُدھر بھٹکنے لگے۔ ان پر خوف و دہشت کی عجیب
طاری تھی ــــــ پناہ کی تلاش میں وہ ایک سورج کے
کے قبل سے دوسرے سورج کے ڈوبنے تک، بے یقینی
نگل میں ٹھوکریں کھاتے رہے، تب کہیں جاکر پناہ گزیں ہوئے۔
جگہوں اور کیمپوں میں۔ کیمپوں کا عجیب منظر تھا ــــــ
س اداس، پریشان اور متفکر۔

یہاں کون کس کا غم بانٹتا ہے یہ سب سے سب غموں کے
ے دبے ہوئے لوگ تھے اور اسی لیے جب ایک دوسرے کا
ہو جاتا تو بس ایک دوسرے کو ایک ٹک دیکھتے رہتے، سر
پاؤں تک ــــــ وہ لوگ کیمپ میں آنے والے ہی آدمی
چپ چاپ اس طرح دیکھتے رہتے جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں
رہے ہوں " بھائی! بہت غم زدہ ہوں، میرا کچھ بوجھ ہلکا
دو ــــــ!"

"تین دنوں سے بھوکا ہوں بھائی، دو روز تک تو محفوظ
کی تلاش میں بھٹکتے رہے ــــــ بچے بھی بھوکے ہیں۔"

"بھائی صاحب! آپ بسکٹ لائے ہیں؟"

"آپ صابن لائے ہیں ــــــ؟"

"بچوں کے لیے دودھ کا ڈبہ بھی ہے آپ کے پاس؟"

"تو پھر جلدی کیجیے، پہلے مجھے دیدیجئے ــــــ خدا کے
لیے جلدی کیجیے، مجھے صرف ایک ڈبہ دودھ ــــــ اور
کچھ نہیں ــــــ دودھ کا ایک ڈبہ ــــــ صرف ایک
ڈبہ دودھ ــــــ خدا کے لیے ایک ڈبہ دودھ ــــــ"

"گڑگڑائیے نہیں، آپ لائن میں لگ جائیے، سب کچھ
ملے گا ــــــ آپ ہی لوگوں کے لیے تو لایا ہوں۔"

"لائن میں لگ جاؤں؟ ــــــ اس نے لمبی لائنوں کا
جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"تب تو بہت دیر ہو جائے گا۔ میرا نمبر بہت پیچھے چلا جائے گا اور اس وقت میرا بچہ بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر چکا ہوگا میں جس وقت دودھ کی تلاش میں نکلا تھا بھائی، وہ لمبی لمبی زبان باہر نکالنے لگا تھا ــــــ" اور پھر وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور تب قریب میں ہی کھڑے ہوتے ایک اخباری رپورٹر نے دیکھا کہ ریلیف تقسیم کرنے والے نے اس آدمی کو، جو لائن میں نہیں تھا، سب سے پہلے دیدیا اور سب کچھ دے دیا ــــــ دو پیکٹ بسکٹ، صابن کی دو ٹکیا اور ایک ڈبہ دودھ ــــــ ان چیزوں کے ملتے ہی اس کے ناتواں جسم میں تازہ لہو کی ایک لہر دوڑ گئی اور کمہلایا ہوا مضمحل چہرہ اچانک کھل اٹھا۔ پھر وہ دوڑتا ہوا اپنے کیمپ کی طرف چلا گیا ــــــ لائن میں لگے ہوئے ایک شخص نے، جس وقت اسے ساری چیزیں دی جا رہی تھیں، صدائے احتجاج بلند کیا تھا ــــــ ریلیف تقسیم کرنے والے نے ایک نگاہ غلط اس پر ڈالی۔ اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اور احتجاج بلند کرنے والا خاموش ہو گیا۔ شاید وہ ڈر گیا تھا ــــــ اور یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ کہیں احتجاج بلند کرنے کے جرم میں اسے اپنے حصے سے محروم نہ ہونا پڑے۔ پھر جب خالی ہاتھوں اپنے کیمپ میں جائے گا اور بیوی پوچھے گی کہ بچوں کے لیے کچھ لائے، تو وہ کیا جواب دے گا۔

"بھائی صاحب! آپ کپڑا بھی لائے ہیں؟"

"نہیں! ہم لوگ جلدی میں تھے۔"

"کپڑا لے کر کوئی نہیں آئے گا؟"

وہ اپنے آپ بڑبڑاتا ہوا جا رہا تھا ــــــ اخباری رپورٹر نے اس کی یہ بات سن لی تھی۔ جب وہ اس کے قریب سے گزرا تو اس نے بہت ہی محبت سے پوچھا۔

"کپڑوں کی بہت سخت ضرورت ہے کیا؟"

"ہاں! بہت سخت ضرورت ہے۔"

"اپنے لیے یا کسی اور کے لیے؟"

"اپنی جوان اور کنواری بیٹی کے لیے جو اب تک قریب قریب ننگی ہے۔ اس کے پاس صرف ایک باریک سا دوپٹہ بچ گیا ہے، جس سے وہ اپنے جسم کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتی ہے ــــــ"

"جسم کے دوسرے کپڑے کیا ہوئے؟"

"بڑی دردناک کہانی ہے بھائی! ــــــ جب تم نے پوچھ ہی لیا تو بتائے دیتا ہوں۔" اور تب وہ اپنی اکھڑی ہوئی سانسوں کو درست کرنے کے بعد بتانے لگا۔

"سیلاب کی تباہ کاریوں اور ہلاکت خیزیوں سے بچنے کے لیے وہ آنکھیں بند کرکے بھاگی۔ میں چیختا ہی رہا کہ اُدھر نہ جاؤ مگر اس نے میری ایک نہ سنی اور بھاگتی ہی گئی ــــــ اور پھر ــــــ کانٹوں میں الجھ گئی ــــــ اور ایسا الجھی کہ اس کے جسم کے تمام کپڑے تار تار اور وہ خود لہولہان ہو گئی۔"

ایک لمحہ کے لیے وہ رکا، اپنی اکھڑی اکھڑی سانسوں کو درست کیا اور پھر بغیر کسی توقف کے کہنے لگا ــــــ "اس کے نازک بدن پر بے شمار زخم ہیں مگر ان زخموں سے زیادہ اذیت ناک اور کبھی نہ مندمل ہونے والا زخم اس کی روح میں ہے۔ یہ زخم جب انگڑائی لیتا ہے تو وہ پاگل سی ہو جاتی ہے اور چیخنے لگتی ہے ــــــ اور تب میرے ضبط کا بندھ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اسے گلے سے لپٹا کر رونے لگتا ہوں ــــــ اور تب وہ روتے روتے سو جاتی ہے ــــــ اگر اس کی ماں زندہ ہوتی تو شاید یہ کام وہی انجام دیتی ــــــ"

"ان کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا ــــــ؟"

"سیلاب میں ڈوب گئی ــــــ میں نے اسے بچانے کی کوشش کی مگر بچا نہ سکا ــــــ اچانک پانی کا کئی فٹ اونچا ریلا آیا اور اُسے بہا کر لے گیا۔ وہ مجھے مدد کے لیے پکارتی رہی اور میں بے بس نگاہوں سے اُسے مرتے ہوئے دیکھتا رہا ــــــ اس کے سوا اور کر بھی کیا سکتا تھا ــــــ"

اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئی تھیں۔ پہلے اس نے اپنی آنکھوں کو خشک کیا پھر رپورٹر کی طرف دیکھا، جو بت بنا کھڑا تھا ــــــ پھر آگے بڑھنے لگا کہ اس نے اسے روک لیا ــــــ میرے بھائی! نماز پڑھنے کے لیے میں نے احتیاطاً ایک لنگی رکھ لی تھی، اسے تم رکھ لو ــــــ کیونکہ تمہارے جسم پر جو کپڑا ہے وہ تمہاری ستر پوشی کرنے سے لاچار ہے! ــــــ اخباری رپورٹر نے اپنے چرمی ہینڈ بیگ سے ایک لنگی نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ جسے لیتے ہوئے اس نے کہا:

"مجھ سے زیادہ ضرورت میری بیٹی کو ہے، یہ لنگی اُسے دے دوں گا۔"

"نہیں، یہ تم پہنو گے۔ اور اپنی بیٹی کے لیے شلوار، جمپر خرید لو یا اگر ساری پہنتی ہو تو ساری۔"

"ہمارے یہاں کنواری لڑکیاں ساری نہیں پہنا کرتیں۔"

"تو پھر شلوار جمپر خرید لو ــــــ"

"کہاں سے خریدوں گا بھائی ــــــ سب کچھ تو سیلاب کی نذر ہو گیا ــــــ گھر، مویشی، غلے، زیورات او سب کچھ ــــــ پلک جھپکتے ہی میں فقیر ہو گیا، بلکہ فقیر سے بھی بدتر، وہ تو گداگری کا فن بھی جانتا ہے ــــــ مجھے تو یہ فن بھی نہیں آتا ــــــ جن ہاتھوں کو دینے کی عادت رہی ہے وہ مانگنے کے لیے کب اُٹھتے ہیں۔"

"رقم میں دے دیتا ہوں ــــــ البتہ تم خرید کر لے آو۔" رپورٹر نے کہا اور اس کا کمہلایا ہوا چہرہ اچانک کھل اٹھا۔

"تم کون ہو بھائی ــــ ؟"

پھر اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر خود ہی بولا۔

"تم کوئی بھی ہو، مگر میرے لیے رحمت کا فرشتہ بن کر آئے ہو۔ اللہ تم کو اس کا اجرِ عظیم دے گا ــــ" وہ دعائیں دیتا ہو چلا گیا اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تب بھی وہ وہیں پر کھڑا ریلف لینے والوں کی لمبی قطاروں کو دیکھ رہا تھا۔ ان میں مرد بھی تھے عورتیں بھی، بوڑھے بھی تھے اور بچے بھی ــــ کچھ دیر تک وہ ان لوگوں کو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ گیا۔ کیونکہ اسے سیلاب کی تباہ کاریوں پر اپنے اخبار کے لیے ایک مربوط اور مفصل رپورٹ تیار کرنا تھا ــــ اور اسی کام کے لیے وہ یہاں آیا بھی تھا۔ اب تک اس نے جو معلومات حاصل کی تھیں اس کے مطابق یہ سیلاب زدہ علاقہ نہیں تھا، اس سے پہلے یہاں کبھی سیلاب نہیں آیا تھا۔ اس لیے لوگ تیار نہیں تھے لیکن اس سال مسلسل کئی روز تک زوردار بارش ہوتی رہی، ندی، نالے، تالاب سب جل تھل ہو گئے ــــ اور شہر کے قریب کی ندی کے بندھ میں ہلکا سا شگاف ہو گیا اور ایک محلے میں اس کا پانی داخل بھی ہو گیا ــــ لیکن لوگوں کی متحدہ کوششوں سے شگاف پر قابو پا لیا گیا اور پانی جہاں تک پہنچ چکا تھا اس سے آگے نہ بڑھ سکا ــــ اور تب لوگوں کو اطمینان ہو گیا اور یہ یقین بھی کہ اب وہ لوگ محفوظ ہیں۔ لیکن صرف چوبیس گھنٹے کے بعد جب تمام لوگ اطمینان سے اپنے اپنے گھروں میں سوئے تھے کہ اچانک ندی کا پشتہ ٹوٹ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کافی دور تک ٹوٹتا ہی چلا گیا، کئی فٹ اونچا پانی کا ایک خوفناک ریلا پہلے شہر پھر مضافات میں گھس گیا اور پھر ــــ گھر ڈوب گئے، کھلیان ڈوب گئے، سیکڑوں مویشی اور انسان ڈوب گئے ــــ یہ سب کچھ اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوا۔ وہ بھی اماوس کی تاریک رات میں کہ لوگوں کو اپنی دفاع میں کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ بس کسی طرح کچھ لوگ اپنی جانیں بچا کر بھاگ گئے کہ انھیں تیرنا آتا تھا ــــ اور کچھ لوگ جنہیں تیرنا نہیں آتا تھا اور سیلاب میں گھرے ہوئے تھے انہیں فوج کے جوانوں نے بچایا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ سیلاب بھی کیا مصیبت ہے۔ ہر سال یہ ملک کے کسی نہ کسی حصّے میں اپنی ہلاکت خیزی کا کریہہ منظر دکھا ہی جاتا ہے حالانکہ حکومت نے سیلاب پر قابو پانے کی تمام تر کوششیں کیں اور یہ کوشش اب بھی جاری ہے۔ ندیوں کو گہرا، پشتوں کو مضبوط اور اونچا کیا گیا، ندیوں کے دہانے ایک دوسرے سے ملا بھی دیئے گئے کہ فاضل پانی بٹ جائے ــــ لیکن سب لاحاصل۔ ایک ایک کر کے تمام تدبیریں ناکام ہو گئیں۔

وہ سوچ رہا تھا ــــ اگر سیلاب پر قابو پا لیا جائے تو بڑے پیمانے پر جانی و مالی نقصانات سے یہ ملک محفوظ ہو جائے گا اور تب ہم تیزی کے ساتھ خود کفالت کی طرف بڑھنے لگیں گے ــــ مگر آج جو نقشہ جو ہمارے سامنے ہے، اس کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ سب خواب کی باتیں ہیں۔

اب وہ کیمپ میں تھا۔ جہاں ہزاروں مرد، عورتیں اور بوڑھے بڑی بے پناہی کے عالم میں اِدھر اُدھر پڑے ہوئے تھے۔ اس نے تمام لوگوں پر پہلے ایک نگاہ ڈالی ــــ پھر سوچا ــــ انٹرویو کہاں سے اور کس سے شروع کیا جائے ــــ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک آواز نے اُسے چونکا دیا۔

"اے خدا اب تو ہی بتا کہ ان معصوم بچوں کے لیے میں کیا کروں"

"بابا، تمہارے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا ــــ ؟"

"حادثہ ؟ میرے ساتھ۔ کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔ حادثہ کا شکار تو وہ بچے ہوئے ہیں !"

"کون بچے ــــ ؟"

"آؤ میرے ساتھ، میں دکھاتا ہوں"

اور پھر وہ چل پڑا۔ رپورٹر بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا ــــ کچھ ہی دور جا کر وہ ایک مکان کے باہری برآمدہ پر جا کر ٹھہر گیا۔

"پوچھو ان بچوں سے کہ ان کی معصوم اور بے چین نگاہیں لوگوں کے اس ہجوم میں کن کو تلاش کرتی ہیں ؟"

"یہ بچے تمہارے کون ہیں بابا ؟ ــــ"

"کوئی نہیں ــــ یہ تو میرے گاؤں کے بھی نہیں ہیں"

"پھر یہ تمہارے ساتھ کس طرح ہیں ــــ ؟"

اور تب اس نے بتایا کہ جب اچانک آدھی رات کے بعد سیلاب کا پانی اس کے گاؤں میں بھی داخل ہو گیا تو وہ لوگ بدحواس ہو گئے اور سب کچھ چھوڑ کر صرف جان بچا کر بھاگے۔ راستے میں یہ بچے مل گئے جو اِدھر اُدھر بھٹک رہے تھے تو انہیں اپنے قافلے میں شامل کر لیا۔ ان بچوں کے گھر کے تمام لوگ شاید ہلاک ہو چکے ہیں ــــ کوئی نہیں بچا، ماں باپ، بہن، کوئی نہیں۔

"یہ بچے کس طرح بچ گئے ؟"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا، بس بچ گئے ــــ"

اس کے سامنے تین معصوم بچے کھڑے تھے۔ سب سے بڑے بچے کی عمر نو یا دس سال رہی ہوگی اور سب سے چھوٹے بچے کی عمر تین سال یا اس سے کچھ زیادہ۔

"پوچھو ان بچوں سے کہ ان کی بے چین نگاہیں کن کو تلاش کرتی رہتی ہیں۔"

"اِدھر آؤ بیٹے" ــــ اس نے اشارے سے ایک بچے کو بلایا اور وہ اس کے قریب آ کر سہم کر کھڑا ہو گیا۔

"تم کس کو تلاش کر رہے ہو بیٹے ؟" اس نے پیار و شفقت سے پوچھا تو بچے کی ہمت بڑھی۔

"اپنی امی اور ابا کو ــــ آپ نے دیکھا ہے کہیں ؟"

"نہیں بیٹے میں نے تو نہیں دیکھا انھیں !" ــــ

"تو آپ نے بھی نہیں دیکھا ــــ .... ؟"

پھر وہ بلک بلک کر اور اپنی آنکھیں مل مل کر رونے لگا...

... امی امی، پیاری امی .... ابا ابا .... پھر دوسرے بچے بھی رونے لگے ــــ

"روؤ مت بیٹے، تمہاری امی اور ابا مل جائیں گے۔"

"کیسے مل جائیں گے، آپ کھوج دیجئے گا ــــ ؟"

"ہاں میں تلاش کروں گا"

اور تب اس بچے نے اس کا دامن پکڑتے ہوئے کہا ــــ

"تب میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا، میں دیکھتے ہی انہیں پہچان لوں گا، اور جب وہ مجھے دیکھیں گے تو منہ پھیر لوں گا، ان سے بات بھی نہیں کروں گا ــــ" پھر وہ کچھ توقف کے بعد بولا "آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں گے نا ــــ ؟"

"ہاں ! تم میرے ساتھ چلو گے" اور ــــ ا...
آواز رندھ گئی ــــ آنکھیں بھر آئیں ــــ وہ گم صم کھڑا تھا... سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اتنے میں پانچ ساڑھے پانچ... کی عمر کا ایک بچہ دوڑتا ہوا آیا، اس کے دونوں ہاتھوں میں بسک... کئی پاکٹ تھے جسے اس نے اپنے بڑے بھائی کو تھماتے ہو...

"بھیا ! ابا نے یہ بسکٹ بھیجا ہے ــــ مگر وہ خود نہیں آئے ــــ بولو بھیا ! ابا کیوں نہیں آئے ــــ اماں کہاں چلی گئیں ــــ وہ کیوں خفا ہیں ہم سے ؟"

"چپ رہو، بک بک مت کرو !"

بڑے بھائی نے ڈانٹا اور وہ سہم کر ایک کونے میں... ہو گیا اور تب وہ اسی لمحہ وہاں سے ہٹ گیا ــــ کہ اب اس میں... ٹھہرنے کی تاب نہیں تھی۔

اور جب وہ اس کیمپ کے لوگوں کا حال معلوم کر کے د... کیمپ کی طرف جا رہا تھا کہ ٹھیک اسی وقت مغرب کی اذان کی د... آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ا... وامانده اپنا سب کچھ لٹا کر مالک کی دہائی دے رہا ہو ــــ !!!

شبیر احمد
معرفت روزنامہ "صدائے عام" پٹنہ ــــ

غزل

علیم حسرت...

مزاج امن و آشتی تھکن سے چور چور ــ
سکون پا سکے جہاں وہ شہر اب بھی دور ــ
ہمارے اُن کے فاصلے مٹیں تو کس طرح مٹ...
اُدھر غرورِ حسن ہے اِدھر دلِ غیور ــ
ہمیں نہ روک پائیں گی زمیں زماں کی بندش...
ہمارے حوصلوں میں اک جنوں صفت شعور
طریق کار و مدعا جُدا جُدا ہیں ناصح...
مجھے ہے فکرِ دو جہاں تری نظر میں حُور ــ
بتوں کے پائے ناز پر جھکا چکے ہیں سر...
دماغ ہے ابھی وہی ابھی وہی غرور ــ
ہمارا نقطۂ نظر الگ الگ سہی...
کوئی تو قدرِ مشترک بہم دگر ضرور ــ
ترا جمال معتبر کسی کو آئے کیوں نظ...
کہ اب کلیم بھی نہیں، نہ اب وہ کوہِ طور ــ
صنم کدوں کے درمیاں جو ڈھونڈتا رہا اما...
وہی بقصد نیاز اب کھڑا ترے حضور ــ
یہیں سکون پاؤ گے یہیں پلٹ کے آؤ...
یہ انجمن ہے پیار کی یہاں دلوں میں نور ــ

(گورکھپور سے نشر)

کون پہچانے

کلام حیدری

کون ہے ——؟ اُس نے کھنڈر میں ارد گرد دیکھا .... سوچا کون پوچھ رہا ہے؟ یہاں جہاں منہدم دیواریں ہیں، ٹوٹی اینٹیں ہیں .... جہاں کھنڈر بے جان ہے .... جہاں ...

اس کا واہمہ .... واہمہ ہو گا —— مگر واہمہ پکارتا نہیں ہے، واہمہ کی زبان نہیں ہوتی ——

کون ہے؟ کوئی ضرور پکارتا ہے .... مگر یہ آواز آئی کدھر سے؟

کھنڈر کے پچھمی کنارے پر منسوری ندی کی ایک شاخ نصف دائرہ بناتی ہوئی خان بہادر مشتاق احمد ملک کے مکان کی پشت پر ختم ہو جاتی ہے، خان بہادر مشتاق احمد ملک کے مکان کی باہری دیواریں .... سب کی سب پتھر کی بنی ہوئی تھیں .... تھیں مت کہو، کیونکہ یہ دیواریں ابھی تک زبوں حالی اور طوفانوں کے بوجھ کو لیے کھڑی ہیں اور بوسیدہ، پھٹی ہوئی، گری ہوئی، چھتوں کو انھوں نے روک رکھا ہے۔

کون ہے؟

اس کا واہمہ! مگر واہمہ کو زبان .... بے زبانوں کو زبان کیسے اور کب مل جائے گی۔ یہ تم جاننے والے کون ہوتے ہو ——؟

کس نے کہا ہے کہ واہمہ کو زبان نہیں ہوتی، زبان ہوتی ہے، واہمہ کو جان بھی ہوتی ہے .... واہمہ سب کو ڈرا سکتا ہے!

ڈرا سکتا ہے .... مگر پکار نہیں سکتا ....

"پھر تم چونک کر واہمہ کی زبان کیوں سننا چاہتے ہو۔ اس کی زبان سمجھنا چاہتے ہو، تم تو اسے دیکھنا بھی چاہتے ہو ....."

یہ کون بول رہا ہے؟" اُس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے مگر صوت بن نہ سکے!

"کون ہے"؟ اس نے چاروں طرف دیکھا اور جی کڑا کر کے ہمت سے بولا ——

میں ڈاکٹر علی حسن ملک کا نواسہ ہوں —— میں خان بہادر مشتاق احمد ملک کا پرنواسہ ہوں —— میں ...

"بڑے آدمی ہو —— ! کیوں آئے ہو؟"

یہ کھنڈر دیکھنے .... اور یہ دیکھنے کہ میرے ننیہال کا جب کوئی فرد یہاں نہیں ہے تو .... تو

"وہ سب کے سب وطن کی پہچان کو اچانک ایک زلزلے میں بھول گیے کیونکہ زلزلے نے اس دھرتی پر جو ٹیڑھی میڑھی دراڑیں ڈال دی تھیں وہ اُن کے سہارے چلنے لگے اور ——"

"اور جب ہوش میں آئے"

"میرا جملہ تم مکمل کرنے کی کوشش مت کرو ——"

"وہ ہوش میں آئے ہی کب؟"

"تم —— جو نظر نہیں آتے۔ مجھ سے بحث مت کرو۔ مجھ سے سوال مت کرو۔ میرے پاس وقت کم ہے۔"

وہ ہوش میں آئے ہوتے تو یہاں کھنڈر نہ ہوتا۔

بکو مت —— وقت کم ہے، میں ننیہال کو دیکھنے آیا ہوں —— میں ددھیال دیکھنے بھی گیا تھا وہ —— وہ بھی کھنڈر تھا —— یہ ننیہال ہے —— یہ بھی کھنڈر ہے؟

"تم کھنڈروں کے پیچھے کیوں دیوانے ہو؟

دیوانے کو یہ کیا معلوم؟ بکو مت! تم! بے نام و نشان، بے جسم، عدم کی دنیا سے بولنے والے کون ہو اور میرے کام میں کیوں مخل ہو؟

تم کتنے بڑے تھے —— یعنی کیا عمر تھی تمہاری جب زلزلہ آیا تھا؟

میں تیرہ سال کا تھا اور نویں درجے میں پڑھتا تھا —— مگر تم ....

ہاں —— میں تیرہ سال کے بچے! تم کیا جانو ...

بکواس مت کرو —— میری عمر اس وقت باون برس ہے۔ میرے بال آدھے سفید ہو چکے ہیں۔ میں یہ دیکھنے آیا ہوں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے! جب میری ننیہال کا ایک فرد بھی یہاں نہیں ہے —— سب کہاں ہیں؟

بچے! تمہاری ننیہال اب اتنی بڑی نہیں کہ اس کھنڈر میں سما سکے۔

چپ رہو —— کھنڈر میں کون ....

تمہارا مطلب ہے تمہاری ننیہال کی کئی پشتیں پیدا ہو چکی ہیں اور ....

تم چپ رہو! واہمہ! واہمہ!

مگر میں سچ کہہ رہا ہوں، وہم نے تمہاری ننیہال کو ڈرا دیا تھا کہ وہ اپنے وطن کو پہچان نہ سکے اور وطن کی تلاش میں کہاں سے کہاں چلے گیے اور اپنی گمرہی کا احساس انھیں نہ ہوا۔ اور ان کو نہ ہوا تو ان کی نئی نسل کو کیا ہو گا مگر نئی نسل کے پاس کیا تھا ——؟

ان کے پاس کھنڈر نہیں اور جس کے پاس کوئی کھنڈر نہ ہو وہ اپنی جڑیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور اس کے بدلے میں اسے ریال ملتے ہیں، پونڈ ملتے ہیں، ڈالر ملتے ہیں ..... اسبی ملتے ہیں، اکھڑے ہوئے پیڑ کی شاخوں کو ...

چپ رہو، میں واہمہ سے سننے کے لیے .... میں واہمہ کا قائل نہیں۔!

مگر تم واہمہ کے قاتل بننے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے!

قتل وہ ہوتے ہیں جن کو جسم ہوتے ہیں!

جھوٹ! قتل وہ بھی ہو سکتا ہے جس کو جسم نہ ہو ——

میں وہمی نہیں بننا چاہتا ——

پھر تم وہمی بھی نہیں بن سکتے کیونکہ .... ایک تمہاری ننیہال کی بات نہیں ہے، ہزاروں اور لاکھوں کی باتیں ہیں۔ خان بہادر مشتاق احمد ملک کے مکان کے کھنڈروں میں کبوتروں کے جھنڈ رہتے ہیں پھٹی چھتوں اور پھٹے ہوئے فرشوں میں سانپ رہتے ہیں اور اُن کی اولاد .....؟

ریال کماتی ہے!

پونڈ کماتی ہے!

ڈالر کماتی ہے!

اور کسی امریکی کی طرح اپنے پردادا کے بارے میں کوئی علم نہیں رکھتے —— ہندوستان کے مندروں میں ہپی بن کر اوم شانتی کے معنی اور سحر کو جاننے کی کوشش کرنے والوں کی طرح .....

اوم شانتی کو کوئی جسم نہیں ہے اس کے معنی سرِ راہ نہیں مل جاتے، اس کا تاثر ہوتا ہے، اس کا طلسم ہوتا ہے

جادو ہوتا ہے، اللہ اکبر — یہ کوئی میکانیکی آلہ نہیں، یہ کمپیوٹر نہیں — یہ ہپی گوری چمڑی والے ہپی اور تیل کے خزانوں میں گم ہپی خصلت والوں کو حقیقت کی تلاش ہے جبکہ انھیں چار پشتوں کا اپنا شجرہ نہیں معلوم — ان کے پاس کوئی کھنڈر نہیں اس لیے یہ ہپی نالندہ، اجنتا بودھ گیا، موہن جوداڑو کے کھنڈروں میں پیڑوں کے پتے دیکھتے پھرتے ہیں — اوم شانتی .....

تمہاری نانیہال اپنا کھنڈر دیکھنے نہیں آتا کیونکہ اس نے کئی منزلہ مکانات بنوائے ہیں اور گرمیوں کو سردیوں میں اور سردیوں کو گرمیوں میں تبدیل کرتا رہتا ہے — اللہ اکبر!

ریال آتے رہیں گے!
پونڈ آتے رہیں گے!
ڈالر آتے رہیں گے!

اور انھیں یہ کبھی نہیں معلوم ہوگا کہ یہ کھنڈر .....

چپ رہو! بکے جاتے ہو!

جب کہ سورج ڈھل رہا ہے اور میں اس کمرے کو ڈھونڈ رہا ہوں جس میں میری نانی آماں مجھے اپنی رضائی میں سلاتی تھیں اور گرم گرم بھوبھل والی بورسی میں مرغی کے انڈے بھون کے منہ اندھیرے کھلا دیتی تھیں!

تمہاری نانیہال کو یہ ہوش نہیں ہے کہ تمہاری نانی کہاں دفن ہے اور — مگر اُسے یہ معلوم ہے کہ ایک پونڈ کتنے ریال یا ڈالر کے برابر ہوتا ہے اور یہ نہیں معلوم کہ دن بھر کی مزدوری کتنے پاؤ چاول کے برابر ہوتی ہے؟

تمہاری نانیہال کا ایک بے حد ذہین اور پڑھا لکھا نوجوان 'ہمارا کلچر' کے عنوان سے مقالہ لکھتا ہے تو وہاں سے شروع کرتا ہے جب تمہاری عمر تیرہ سال تھی، باون میں سے تیرہ نکال دو — کل ۳۹ سال کے اندر وہ اپنا کلچر ڈھونڈ رہا ہے۔

باؤلے کو کون بتائے — کون بتائے کہ ....

باؤلا کیوں؟ وہ کلچر پر مضمون لکھتا ہے تو بُرا کیا کر رہا ہے؟

بُرا میں نے کب کہا — میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ کلچر 'مارشل لا' کا نام نہیں ہے ..... اور

چُپ رہو، بے جسم کے تم کون ہو جو بکے جا رہے ہو!

بے جسم کا ہوں — کلچر بھی بے جسم کا ہوتا ہے، وہ روح کا نچوڑ ہوتا ہے، جغرافیائی خطوں کو لکیروں کے ذریعہ تقسیم کر کے، اُن کا الگ الگ نام رکھنے اور پھر کلچر تلاش کرنا باؤلا پن ہے — یہ چند منزلہ مکان ہے جو سال دو سال میں بن جاتا ہے — کلچر .....!

چپ رہو! خدا کے واسطے چپ رہو — مجھے دیکھو میں اسی کمرے کے وسط میں کھڑا ہوں، جس میں میری نانی آماں رہتی تھیں .... یہاں پر .... یہاں ....

یہاں پر ایک پلنگ ہوا کرتا تھا۔ اور یہاں پر دوسرا اور یہاں پر بڑی سی چوکی رکھی رہتی تھی جس پر بہت خوبصورت جانمازیں گول گول لپیٹ کر رکھی رہتی تھیں اور ان پر میری خالائیں نماز پڑھا کرتی تھیں اور ختم پڑھتی تھیں .....

پکّی پاک صاف مٹّی کا بیضوی شکل کا ایک ٹکڑا تیمم کے لیے ایک کونے میں رکھا رہتا تھا .....

اور وہ تمہاری خالائیں ..... اور خالاؤں کے نیچے .....

بادام کے دانوں پر ختم نہیں پڑھتے وہ یہ گنتے ہیں کہ ریال ....

چپ رہو، سورج ڈھل رہا ہے اور مجھے یاد آیا ....

یاد آیا .....

چند مہینے پہلے ایک ڈاکٹر صاحب میرے یہاں آئے تھے نائجیریا سے، انھوں نے اپنا تعارف کرایا!

میں نائجیریا میں ڈاکٹر ہوں — یہ چند تصویریں آپ کو دکھانا چاہتا ہوں .....

تصویریں میرے سامنے تھیں، میں نے کئی بار ان تصویروں کو بہت غور سے دیکھا، دماغ پر زور دیا — پھر میں نے اس ڈاکٹر کو پہچاننے کی کوشش کی۔

ہاہاہا — احمق! تم تصویروں اور ڈاکٹر کو کیسے پہچان لیتے بھلا؟

چُپ رہو! مجھے یاد کرنے دو، وقت کم ہے۔

ڈاکٹر نے کہا مجھے پہچاننے کی کوشش مت کیجئے کیونکہ آپ مجھے نہیں جانتے، ان تصویروں میں سے کسی کو پہچانتے ہوں تو کہیے — ایک مرد، ایک عورت — کئی بچے اور مرد — پھر عورت اور مرد .....

میری پیشانی پہ پسینے کے قطرات اگ آئے — گرمی سے ہیں یا ندامت کے؟

"ندامت کے ہوں گے کہ تم کسی کو پہچان نہیں سکے۔"

کچھ دیر اور چپ نہیں رہ سکتے —؟

ڈاکٹر صاحب! لیجئے چائے حاضر ہے ..... میں تو تصویروں میں کسی کو نہیں پہچان پا رہا ہوں ....."

"ڈاکٹر صاحب نے قہقہہ لگایا۔ چلئے صاحب! میں ہی بتائے دیتا ہوں — نائجیریا میں آپ کے سب سے چھوٹے ماموں کی بیٹی — آپ کی ماموں زاد بہن ہیں — یہ اُن کے ڈاکٹر شوہر — یہ اُن کے بچے ..... یہ .....

ڈاکٹر بولتا چلا جا رہا ہے ....

اور قصبہ جلیسر — محلّہ نوشیان — کے ہر گھر سے گھنگھروؤں کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔

یہ نیم والی کے یہاں کے گھنگھرو ہیں، چمک دار وقت —

گھنگھرو —

تصویریں دوڑ رہی ہیں، وقت کوئی [illegible] نہیں ہے، ٹیبل پر رکھی ہوئی تصویریں کون پہچان سکے گا۔

دبے پاؤں گذرنے والے وقت کے قربان!

قصبہ جلیسر کے محلّہ نوشیان کو نہ نائجیریا میں پہچان سکتی ہو میری بہن!

اور نہ یہاں — میں

(پٹنہ سے نشر)

کلام حیدری

ماہنامہ "آہنگ" رینا ہاؤس، بھگیون روڈ گیا۔ (بہار)

خانہ بدوش

جنید احمد ج

وہ جا رہا ہے خانہ بدوشوں کا قافلہ
صحرا نورد سنگ فروشوں کا قافلہ

فکر و نظر میں وسعتِ صحرا لیے
آنکھوں میں سرخیٔ غمِ فردا لیے
سر میں غمِ حیات کا سودا لیے
کاندھوں پہ عزم و پیار کی دنیا لیے

وہ جا رہا ہے خانہ بدوشوں کا قافلہ
صحرا نورد سنگ فروشوں کا قافلہ

طوفانِ برف و بار سے ڈرتے نہیں
مرنے سے پہلے خوف سے مرتے نہیں
اوروں سے رسم و راہ یہ کرتے نہیں
منزل پہ چند روز ٹھہرتے نہیں

وہ جا رہا ہے خانہ بدوشوں کا قافلہ
صحرا نورد سنگ فروشوں کا قافلہ

اس قافلہ میں حُسن کی رسوائیاں بھی
تابِ جمالِ یار کی رعنائیاں بھی
گونج اٹھے کوہسار وہ شہنائیاں بھی
تاروں کی انجمن بھی ہے تنہائیاں بھی

وہ جا رہا ہے خانہ بدوشوں کا قافلہ
صحرا نورد سنگ فروشوں کا قافلہ

جنگل میں ایک شہر بساتے ہیں را
خیموں کے پاس جشن مناتے ہیں را
دل ہی نہیں چراغ جلاتے ہیں را
یوں زندگی کے ناز اٹھاتے ہیں را

وہ جا رہا ہے خانہ بدوشوں کا قافلہ
صحرا نورد سنگ فروشوں کا قافلہ

وہ کون سا شجر ہے جو سایہ فگن نہ
وہ کون سا چمن ہے جو ان کا چمن نہ
کوئی مقام ہو یہ غریب الوطنی نہ
گردش میں ان کے واسطے چرخِ کہن نہ

وہ جا رہا ہے خانہ بدوشوں کا قافلہ
صحرا نورد سنگ فروشوں کا قافلہ

(ناگپور سے نشر)

ونے کا دل

عطیہ پروین

وہ بڑی دیر سے خالی بیٹھا تھا۔

آج کا دن اس کے لیے بہت خراب تھا ...ا کی ننھی سی ٹوکری میں رکھے امرود ویسے کے ویسے ہی ...ے تھے بس دو ایک آدمیوں نے امرود خریدے تھے۔ ...بھی ۵۰۔۔۵۰ پیسے اور ۲۵ پیسے کے اور اب شام ہو رہی ...ا۔ روزے کا وقت قریب آ رہا تھا اماں اُس کے انتظار ...بیٹھی ہوں گی اور وہ .... خالی ہاتھ خالی جیب لیے ...ا خالی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید ...ا ایسا دل والا آ جائے جو اس کی ٹوکری کے سارے ...د خرید لے۔ پانچ روپیہ! پورا پورا پانچ روپیہ لے کر ...ر جائے گا تو اماں کتنی خوش ہوں گی

واہ! میرے لال نے تو آج میری گودی بھر دی! جب کبھی وہ زیادہ پیسوں کا سامان بیچ کر گھر ...تا تو اماں خوشی کے مارے کھل اٹھتی تھیں۔ اس کا ...بڑھانے کے لیے کہتیں۔

"واہ! آج تو میرے لال نے پیسوں سے میری ...ی بھر دی!"

مگر آج! آج اماں کی گودی تو کیا ہتھیلی بھی ...ے گی حالانکہ گودی کبھی بھی نہیں بھرتی تھی۔ اس ...ننھا سا دل اور دماغ خوب سمجھتا تھا کہ اماں صرف ...کا دل رکھنے کے لیے ایسا کہہ رہی ہیں۔ پیسے سے ...ی تو اماں کی تب بھرتی تھی جب ابا زندہ تھے۔ ابا کی ...سٹینڈ پر پھلوں کی دوکان تھی۔ شام کو ابا گھر ...تو اُن کی جیبیں پیسوں سے بھری ہوتیں اور وہ ...ا جیبیں اماں کے آنچل میں الٹتے تو پیسوں اور روپیوں ...اماں کا آنچل اتنا بھاری ہو جاتا کہ وہ پیچھے سے اس ...یوں ہاتھوں سے سنبھالنے لگتیں۔ کتنے مزے کے ...تھے وہ۔ پیٹ بھر کے کھانا، مزیدار پھل اچھے کپڑے ...سا گھر خوش و خرم سرخ و سفید اماں۔ ہنستے بولتے ...ے ابا اور گڑیا سی رانی ـــ

وہ اچھے اسکول میں پڑھنے جاتا ماسٹر گھر پر پڑھانے آتے ابا کی خواہش تھی کہ اس کو خوب پڑھائیں گے انجینیر یا ڈاکٹر بنائیں گے مگر .... مگر قسمت کو کس نے دیکھا ہے ـــ ابا کا ایک روز گھر آتے ہوئے ٹرک سے ایکسیڈنٹ ہو گیا ان کی خوشیوں کو آگ لگ گئی۔ اماں کا سہاگ اُجڑ گیا ـــ تین سال میں یہ حال ہو گیا۔ دوکان بک گئی ـــ پھر گھر کا سارا قیمتی سامان بک گیا۔ پیسے پیسے کی محتاجی ہو گئی۔ اماں اس روز پھوٹ پھوٹ کر روئیں جس روز اسکول سے اس کا نام کٹا تھا ـــ مگر گیارہ برس کا راجو ایک دم ایک ذمہ دار مرد بن گیا تھا۔ اس کے کمزور کندھوں پر اماں اور رانی کا بوجھ تھا۔ اس نے اماں کے آنسو پونچھے رانی کو سینے سے لگایا اور زندگی کے کٹھن راستے پر ننگے پاؤں ہی چل کھڑا ہوا ـــ سچ مچ ننگے پاؤں کیونکہ اب ابا تو نہیں تھے جو اس کو عمدہ جوتے اور چپلیں پہناتے سارے جوتے پھٹ چکے تھے چپلیں ٹوٹ چکی تھیں۔ راجو نے اپنی کتابیں کاپیاں بیچ بازار سے امرود خریدے ایک ٹوکری میں بھر کر بس اسٹینڈ کے ایک کونے میں جا بیٹھا۔ شام تک اس کی ٹوکری خالی ہو چکی تھی اور خالی جیب میں پیسے کھنک رہے تھے۔ اماں اس کے ہاتھ سے پیسے لے کر خوش بھی ہوئیں۔ روئیں بھی لیکن راجو نے اُن کو سمجھایا

"اماں! خدا کا شکر ادا کیجئے۔ ہمیں بھیک نہیں مانگنا پڑی، چوری نہیں کرنا پڑی۔ یہ میری محنت کے پیسے ہیں اماں!"

اماں نے آنسو پونچھ کر اس کو کلیجہ سے لگا لیا یہ ننھا سا ایک کمزور پودا آج ان پر ایک سایا دار پیڑ بن کر چھایا جا رہا تھا۔

اس طرح زندگی بہرحال گذرنے لگی۔ بس اسٹینڈ پر اس کے موسمی پھلوں کی بکری خوب ہوتی تھی لوگ اس کا بھولا بھالا چہرہ دیکھ کر بھی متاثر ہو جایا کرتے۔

مگر آج ـــ

آج اللہ جانے وہ کس کا منہ دیکھ کر اٹھا تھا امرودوں کی ٹوکری ویسے ہی بھری رکھی تھی اور اب شام ہو چلی تھی۔ اماں اس کی منتظر ہوں گی ـــ اس کا اور اماں کا، دونوں ہی کا روزہ تھا۔ آج تو اتنے پیسے بھی نہیں مل پائے تھے کہ وہ سحری کے لیے ڈبل روٹی اور چائے کے لیے دودھ شکر اور پتی لے لیتا۔

مغرب کی آذان ہونے والی تھی وہ مایوس ہو کر اُٹھا۔ ٹوکری اُٹھائی چھوٹا سا ترازو اور بانٹ اٹھائے رُک کر ادھر اُدھر دیکھا۔ اکا دکا مسافر تھے اب جلدی کوئی بس بھی نہیں آنے والی تھی رات ہو رہی تھی اور اب امرود خریدتا بھی کون ـــ وہ مرے مرے قدموں سے باہر کی طرف چلا۔ اس کے آگے ایک بوڑھی عورت چل رہی تھی۔ لوہے کے جنگلے کے پاس پہنچا تو ٹھٹھک کر رہ گیا۔ اس بوڑھی عورت کی کمر سے کپڑے کی پھولدار ننھی سی تھیلی گرتے ہوئے اس نے صاف دیکھا تھا۔ بوڑھی آگے بڑھ گئی تھی۔ وہ تھیلی کے قریب آیا۔ پہلے امرود کی ٹوکری زمین پر رکھی پھر تھیلی اُٹھائی۔ چھن چھن چھن۔ اندر پیسے بج اُٹھے۔ کچھ اور بھی تھا۔ کیونکہ تھیلی کافی بھاری تھی۔ اس کا دل دھڑکنے لگا۔ ہاتھ پاؤں میں عجیب سی سنسناہٹ سی دوڑ گئی ماتھے پر پسینہ آ گیا۔ بہت تیزی سے تھیلی اس نے امرودوں کے بیچ میں رکھی اور اس سے بھی زیادہ تیزی سے پھاٹک کے باہر آیا۔ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ گھر تھوڑی دور پر رہ گیا ہو گا۔ اس کے قدم رُک گیے۔ یہاں پر سناٹا تھا دو ایک دوکانیں تھیں بھی تو لوگ اس پر مصروف تھے۔ کوئی ادھر دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ اس نے ٹوکری ایک طرف رکھ کر تھیلی اُٹھائی ڈوری کھولی اور اندر جھانکا ـــ

اتنے ڈھیر سے روپے ـــ

اور سکے! اور ہاں سونے کی چھوٹی چھوٹی چار چوڑیاں بھی۔ واہ رے میرے مولیٰ! اس نے خوش ہو کر آسمان کی طرف دیکھا۔ چھپر پھاڑ کر دینا اسی کو کہتے ہیں۔ اب جو وہ بھاگا ہے تو بس اپنے دروازے پر ہی جا کر دم لیا اس کا جی چاہ رہا تھا دوڑے اور اماں کی گود میں یہ تھیلی خالی کر دے۔

اسی وقت آذان کی آواز سنائی دی۔ اللہ اکبر اللہ سب سے بڑا ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ دیکھ رہا ہے اس نے دیکھا ہو گا یہ تھیلی ایک بوڑھی عورت کی گری ہے اور اس لڑکے نے اٹھائی ہے۔ جس کے امرود آج نہیں بکے کل اس کے گھر مکمل فاقہ ہے۔

عید کے دن کے لیے اس کے اور اس کی ننھی بہن کے پاس کپڑے بھی نہیں ہیں چپلیں بھی نہیں ہیں اس کی اماں کے پاس نئی ساڑی نہیں ہے۔ اسی رقم سے سب کچھ بن سکتا ہے وہ رانی کو جی بھر کے پھل کھلا سکتا ہے اس کے لیے موتیوں کا ہار اور چوڑی لا سکتا ہے۔ عید کے دن اس کے گھر بھی اچھے اچھے کھانے پک سکتے ہیں کئی طرح کی سوئیاں

پرکاش پنڈت

کمال احمد صدیقی

نام ادوم پرکاش شرما۔ ولادت لائل پور (جو اب پاکستان میں فیصل آباد ہے) ۷ راکتوبر ۱۹۲۴۔ وفات اتر پردیش اور دلی کی سرحد سوریہ نگر ۲۶ دسمبر ۱۹۸۲ء۔ لیکن یہ کوئی کہانی نہیں بنتی۔ اور وہ اول اور آخر کہانی کار تھا۔ جی ہاں میں پرکاش پنڈت کی بات کر رہا ہوں۔ وہ ہر واقعہ میں، چھوٹی سی چھوٹی بات میں کہانی ڈھونڈ لیتا تھا۔ بلکہ مجھے تو کبھی کبھی شک ہوتا ہے کہ جہاں کہانی نہیں بھی ہوتی تھی، وہاں وہ کہانی پیدا کر لیتا تھا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس میں اس کے ذہن کی صفائی کا زیادہ ہاتھ ہوتا تھا، یا قلم کی صفائی کا۔

پرکاش پنڈت سے میری پہلی ملاقات ۱۹۴۹ء میں، اسی دلی میں ہوئی۔ پرکاش پنڈت اور ساحر لدھیانوی پل بنگش کے ایک مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے۔ ساحر دلی چھوڑ کر فلموں میں نام اور پیسہ کمانے بمبئی چلے گئے، تو تین چیزیں پرکاش کے لیے دلی میں چھوڑ گئے۔ پل بنگش کے مکان کے دو کمرے۔ ایک لڑکو بڑوسی اور رسالہ شاہراہ کی ایڈیٹری۔ لڑکو پڑوسی نے رفتہ رفتہ سارے مکان پر قبضہ کر لیا، اور پرکاش پنڈت کو اپنے مختصر سے کنبے کے ساتھ جان بچانے کے لیے گھر چھوڑنا پڑا۔ شاہراہ کی ایڈیٹری میں نام زیادہ تھا اور پیسے کم۔ لیکن یہ کام پرکاش کو مشن کے جذبے سے کرنا پڑا۔ گھر کے اخراجات چلانے کے لیے قلم کی مزدوری کرنا پڑتی تھی "شاہلو" کے علاوہ پرہیت لڑی کا کام بھی تھا، اس کے معقول پیسے ملتے تھے۔ دن بھر اردو بازار میں دفتر۔ دلی آنے والا ہر قابل ذکر اور ناقابل ذکر اردو ادیب وہاں آتا تھا، اور پرکاش کی چائے اور سگریٹیں پیتا تھا۔ یہ خرچ کبھی کبھی اس کی یومیہ تنخواہ سے زیادہ ہوتا تھا۔ تنخواہ یومیہ نہیں، ماہوار کے حساب سے ملتی تھی۔ لیکن کچھ اس طرح کسی روز ایجنٹوں یا خریداروں کے منی آرڈر آ گئے تو پورے ایک ہفتہ کے پیسے مل گئے۔ کہیں سے کوئی منی آرڈر نہیں آیا تو دو مہینے کچھ نہیں ملا۔ ادیب دوست صرف دفتر میں اپنی آؤ بھگت نہیں کراتے تھے بلکہ اسٹیشن سے سیدھے سامان لے کر چاندنی چوک میں پرکاش پنڈت کے گھر رہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ زیادہ بے کار ہوتے تھے، اور ان کے اخراجات پورے کرنے کے لیے پرکاش کو اور زیادہ ترجمے کرنے پڑتے تھے۔ اور زیادہ کہانیاں لکھنا پڑتی تھیں۔ پرکاش پنڈت کا گھر ادیبوں کے لیے ایک کھلا گھر تھا۔ پرکاش پنڈت اور ان کی بیوی تنگ دستی کے دنوں میں بھی تنگ دل نہیں، اب انسانوں کی یہ قسم ناپید ہوتی جا رہی ہے، شاید سکے کی قیمت میں کمی اور مسلسل کمی رہنا اس کی واحد وجہ نہیں، تو سب سے اہم وجہ بھی ہے۔

پرکاش پنڈت کی کہانیوں کا پہلا مجموعہ "میراث" جس میں ۱۳ کہانیاں ۲۲۴ صفحوں پر پھیلی ہوئی ہیں، ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا تھا۔ دوسرا مجموعہ "کھڑکی" ۱۹۲ صفحوں کا ہے۔ اس میں ۲۴ کہانیاں ہیں۔ یہ دو برس پہلے دسمبر ۱۹۸۰ء میں چھپا تھا۔

پرکاش پنڈت کی زندگی ایک مسلسل اور مستقل جد و جہد تھی۔ اس نے اتنی کتابیں لکھیں کہ صحیح تعداد خود اس کو بھی یاد نہیں تھی۔ اردو شاعری کو ہندی میں بڑے سلیقے سے پیش کرنا اس کا ایک کارنامہ ہے، اور اس کی تاریخی حیثیت ہے۔ لیکن ذاتی طور پر اس سے پرکاش پنڈت کو ایک بڑا نقصان ہوا۔ جو وقت وہ تخلیقی کاموں میں صرف کرنا چاہتے وہ دوسرے کاموں میں صرف ہوا۔

پرکاش پنڈت نے ایڈیٹر کی حیثیت سے بہت سے ادیبوں کو ابھرنے کے موقع فراہم کیے لیکن خود پرکاش پنڈت کے فن پر ادب کے پارکھوں نے کم لکھا۔ بہت ہی کم۔ یہ ناانصافی ہے۔ وہ چاہتا تو خود پر کئی کتابیں لکھوا سکتا تھا، کیونکہ ایک بڑے پبلشنگ ہاؤس سے وابستہ تھا۔ میں نے نہ صرف پرکاش کی سب کہانیاں پڑھی ہیں، بلکہ کئی کہانیوں کے لکھے جانے کے مرحلوں کا گواہ بھی ہوں۔ کئی کہانیوں کے خاکے، لکھے جانے سے پہلے سنی ہیں اور لکھے جانے کے بعد چھپنے سے پہلے، سب سے پہلے میں نے سنی یا پڑھی ہیں۔ پرکاش پنڈت ادب کی ترقی پسند تحریک کا ایک اہم ستون تھا۔ حقیقت پسندی اس کا شعار تھا۔ لیکن وہ واقعہ نگاری کافی نہیں سمجھتا تھا۔ وہ شعوری طور پر دو کوششیں کرتا تھا۔ ایک یہ کہ اس کا قاری بور نہ ہو، اور اس کی تحریر کو من گھڑت نہ سمجھے۔ دوسری یہ کہ جو واقعہ اس نے پیش کیا ہے، وہ لطیفہ نہ ہو، سماج اور ماحول سے الگ تھلگ نہ ہو، بلکہ اس سے سماج کا ایک پہلو سامنے آئے۔ ان دونوں کوششوں میں وہ ہمیشہ کامیاب ہوا،

(اردو مجلس (دہلی) سے نشر)

بن سکتی ہیں۔ جب سے ابا مرے ہیں ان لوگوں نے اچھا کھانا نہیں کھایا ہے۔ اچھے کپڑے نہیں پہنے ہیں۔ اماں نے لونگ الائچی والا پان کھانا چھوڑ دیا ہے اس نے قدم بڑھایا اور رک گیا ــــ مگر ــــ اللہ اس عورت کے درد و غم کو بھی تو دیکھ رہا ہوگا۔ اس کے آنسو بھی دیکھ رہا ہوگا وہ بوڑھی کمزور عورت۔ خدا جانے یہ ننھی چوڑیاں کس کے لیے لے جا رہی ہوگی۔ اس کے اندر کوئی دھیرے دھیرے کہہ رہا تھا۔

"سلیم ــــ نہیں نہیں۔ واپس جاؤ ــــ گھر میں نہ جاؤ ــــ"

"سلیم ــــ اماں اس تھیلی کو یوں دیکھیں گی جیسے اس تھیلی میں روپے نہیں سانپ بند ہوں وہ اماں کی نظروں میں گر جائے گا۔ وہ رانی کو کیسے بتائے گا کہ یہ رقم اس کو کہاں سے ملی ہے۔" اس کو فیصلہ کرتے دیر نہیں لگی۔ اس نے امرود کی ٹوکری چپکے سے اندر سرکا دی اور تھیلی مٹھی میں دبا کر واپس بھاگا۔

ہانپتا کانپتا بس اسٹینڈ پہنچا تو جہاں سے اس نے تھیلی اٹھائی تھی وہاں مجمع سا لگا دیکھا۔ وہ بوڑھی عورت بری طرح رو رہی تھی بڑے درد بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"میں لٹ گئی لوگوں میں لٹ گئی ــــ میری لڑکی اسپتال میں ہے۔ سونے کی چار چوڑیاں لے کر میں بازار جا رہی تھی انھیں بیچتی کچھ روپے جمع کیے تھے .... ہزار کے قریب ہوں گے ان کو ملا کر لڑکی کے آپریشن کی فیس دیتی اور دوائیں لیتی .... ہائے میں بن موت مر گئی ....

میں بیوہ دکھیاری عورت۔ ابھی ابھی گاؤں سے آئی تھی .... ہائے ہائے میری لڑکی اسپتال میں بھرتی ہے ــــ"

سلیم کا دل تھرا گیا۔ وہ آگے بڑھا اور بوڑھی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا ــــ

"یہ لو اپنی تھیلی ماتا جی ..... مجھے یہاں پڑی"

"تھیلی! آئیں کیا کہا۔ میری تھیلی ــــ" کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ سر سے پاؤں تک اس چھوٹے سے بھولے بھالے چہرے والے اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی جس کے کپڑے پھٹے تھے۔ پاؤں ننگے تھے۔ ہونٹ خشک تھے مگر ــــ آنکھوں میں ایک بے پناہ چمک تھی خوشی کی، سکون کی محبت اور ایمانداری کی۔ اور اس کے ہاتھ میں پیسوں کی تھیلی جھول رہی تھی۔ بوڑھی عورت نے بے اختیار اس کو اپنی باہوں میں بھر لیا۔

(لکھنؤ سے نشر)

عطیہ پروین
اندرون قلعہ رائے بریلی (یو پی)

نیشنل پروگرام

بھونیشور مشرا کا وائلن وادن :
۵ر فروری رات ساڑھے نو بجے

بھونیشور مشرا کا شمار ملک کے نمایاں [فن]کاروں میں کیا جاتا ہے۔ موسیقی سے ان کو بچپن سے ہی دلچسپی تھی۔ ان کے اس رجحان کو ڈاکٹر وینکٹا سوامی نے پہچانا اور وائلن وادن کی تعلیم دی۔ گو کہ انھیں کرناٹک اور ہندوستانی دونوں طرح کی موسیقی کا علم ہے لیکن ہندوستانی موسیقی میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں۔

راگ کی اصل روح اور موڈ کو برقرار رکھتے ہوئے تخیلی بلند پروازی ان کے وائلن وادن کی انفرادی خصوصیت ہے۔

نایاب صلاحیتوں کے مالک کمپوزر بھونیشور مشرا متعدد ناٹکوں، فیچر اور فلموں کے لیے موسیقی ترتیب دے چکے ہیں۔ آپ آج کل بحیثیت پروڈیوسر آل انڈیا ریڈیو کی وودھ بھارتی سروس سے منسلک ہیں

منگل شب کی محفل موسیقی

رام جی لال شرما کا پکھاوج وادن:
یکم فروری رات دس بجے

رام جی لال شرما نے پکھاوج وادن کی تعلیم ۵ سال کی عمر میں ہی اپنے والد پنڈت ایودھیا پرشاد جی سے حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ اس کے بعد وہ ۲۵ برس تک موسیقی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے رہے۔

۱۹۷۲ء میں پکھاوج کی اعلیٰ تربیت کے لیے انھیں ۳ برس کا نیشنل ایوارڈ اسکالرشپ بھارت سرکار کی جانب سے دیا گیا۔

کشوری پاریکھ کا گائن :
۸ر فروری رات دس بجے

کرانہ گھرانا کی نمائندہ فنکار کشوری پاریکھ نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم یشونت رائے پروہت سے حاصل کی اور گذشتہ بیس برسوں سے انھیں استاد نیاز احمد خاں اور استاد فیاض احمد خاں جیسے عظیم فنکاروں کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔

ملک اور بیرون ملک منعقد موسیقی کی محفلوں میں اپنے فن کے مظاہرے سے کشوری پاریکھ نے خود کو ایک نامور فنکار ثابت کر دیا ہے۔ ان کے فن میں کرانا گھرانے کا روایتی انداز ملتا ہے۔

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸٫۷۰ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

صبح
۵-۳۲ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵-۳۵ صبح گاہی
۶-۱۵ خبریں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۰۰ پرانی فلموں سے
۷-۲۵ شمع فروزاں
۷-۳۰ ساز سنگیت (سازینہ)
۷-۴۵ گذشتہ شب ۹ کی دوبارہ نشریات (بجز جمعہ)
جمعہ : ہم سے پوچھئے (I, III, V)
کتابوں کی باتیں (II, IV)
۷-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۰۰ آپ کی فرمائش
۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ/اتوار : آؤ بچو!
۹-۰۵ آپ کی فرمائش
۹-۱۵ لوک گیت (بجز جمعہ/ ہفتہ/ اتوار)
جمعہ/اتوار آؤ بچو!
ہفتہ: گیت اپنے دیش کے (حب الوطنی کے نغمے)
۹-۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی (بجز جمعہ/ ہفتہ/ اتوار)
جمعہ: آپ کے خط آپ کے گیت
ہفتہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
اتوار: چلتے چلتے
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

دوپہر
۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
۲-۰۷ اتوار : آپ کا خط ملا
پیر: دھنک (I)
نگاہِ انتخاب (III, V)
میری نظر میں (II, IV)
منگل : بھکتی گیت (I, III, V)
فلمی قوالیاں (II, IV)
بدھ : سب رس
جمعرات : دھوپ چھاؤں
جمعہ : مشاعرہ (I)
۳ بجے تک
سات سوال (II, IV)
کہانی ایک گیت کی (III, V)
ہفتہ : گیتانجلی (I, III, V)
گیت آپ کے شعر ہمارے
۱۴-۳۰ اتوار: کہکشاں (I)
محفل (II)
گیتوں بھری کہانی (III)
غیر فلمی غزلیں (IV)
رنگ محل (V)
پیر: دھنک/ نگاہِ انتخاب (جاری) (I, III, V)
راگ رنگ (II, IV)
منگل : نغمہ و تبسم (I, III, V)
گیت سے گیت (II, IV)
بدھ : بزم خواتین
جمعرات : حرف غزل
جمعہ : مشاعرہ (I) جاری
چٹکلے (III, V)
یادیں بن گئیں گیت (II, IV)
ہفتہ : بزم خواتین
۱۵-۰۰ اتوار : قوالیاں (فلمی)
(I, III)
غیر فلمی قوالیاں (II, IV)
رنگ محل (V) جاری
پیر : سازینہ
منگل : نئی نسل نئی روشنی
بدھ : فلمی دنیا (II, IV)
رنگا رنگ (دوبارہ) (I, V)
بات ایک فلم کی (III)
جمعرات : غیر فلمی قوالیاں (I, III, V)
ایک فنکار (II, IV)
جمعہ : آواز دے کہاں ہے
ہفتہ : پھر سنئے
۱۵-۳۰ آپ کی پسند
۱۶-۰۰ جہاں نما (بجز اتوار)
اتوار : آپ کی پسند (جاری)
۱۶-۱۰ آپ کی پسند (جاری)
۱۶-۳۰ تبصرہ/ ہفتہ بھر کی پارلیمانی کا[رروائی]
۱۶-۳۵ آپ کی پسند (جاری)
۱۶-۵۰ خبریں ۱۷-۰۰ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

رات
۷-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۱۵ سازینہ (منگل، بدھ، جمعرات، جمعہ)
آہنگ نظم (پیر، ہفتہ)
آواز دے کہاں ہے (اتوار)
(گذشتہ جمعہ کی مکرر نشریات)
۸-۲۰ جہاں نما (بجز اتوار)
اتوار : آواز دے کہاں ہے (جاری)
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز (بجز جمعرات)
جمعرات : ڈرامہ / خواب زار
۹-۰۰ اتوار : کھیل کھلاڑی (بجز پانچواں اتوار)
پانچواں اتوار : اردو دنیا
پیر : کلام شاعر
منگل : تقریر
بدھ : شہر نامہ (I & III)
دلی ڈائری (II & IV)
شہ پارے (V)
جمعرات : ڈرامہ / خواب زار (تسلسل)
جمعہ : تقریر
ہفتہ : ریڈیو نیوز ریل
۹-۱۰ آبشار (بجز جمعرات)
جمعرات : ڈرامہ / خواب زار (تسلسل)
۹-۳۰ اتوار : گجرا بن کا رے
پیر/ بدھ : غیر فلمی قوالیاں
منگل : علاقائی نغمے
جمعرات : ڈرامہ (تسلسل)
جمعہ : جیون درپن (I, III)
افسانہ (II, IV)
صدائے رفتہ (V)
ہفتہ : منظر پس منظر (اردو اخبارات پر مبنی)
۹-۴۵ خبریں
۹-۵۵ تاریخ ساز (مکرر نشریات)
۱۰-۰۰ اتوار : رنگا رنگ (...
دریچہ (II, IV)
ایک راگ کئی روپ (...
پیر
داستان ایک شہر کی (...
اظہار خیال (II)
فیچر (III)
ایک ہی فلم کے گیت (...
شکریہ کے ساتھ (V)

منگل: کھیل کے میدان سے (I، III)
سائنس بگزین (II، V)
مشاعرہ (IV)
بدھ
ریڈیو دوستی (I، III)
کہانی سنگیت کی (II، IV)
اس سماہی میں تحریر (V)
جمعرات: ادبی نشست (I)

آئینہ (II، IV)
جمال ہم نشیں (III)
ماضی کے دیار (V)
جمعہ: روبرو
ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
۱۰-۱۵ خط کے پیچھے شکریہ
(جمعہ - ہفتہ وار)
۱۰-۳۰ تعمیلِ ارشاد
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ

۱۱-۰۵ تعمیلِ ارشاد (تسلسل)
۱۱-۲۵ شمع فروزاں (مکرر نشریات)
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں
۱۲-۰۵ بزم موسیقی (تسلسل)
۱۲-۳۰ نور و نغمہ (قوالیاں)
۱۲-۵۸ اگلے دن کے پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ اختتام

منگل یکم فروری

صبح

۵-۱۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ سازسنگیت
وی سی راناڈے، وائلن پر
راگ نٹ بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
پنڈت منی رام جی، خیال درباری

دوپہر

۲-۰۰ بھگتی گیت
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پنڈت منی رام جی، خیال بسنت
وی سی راناڈے، وائلن پر جوگ

بدھ ۲ فروری

صبح

۵- صبح گاہی
نعت، قوالی اور بھجن
۶- شہر صبا
۷- سازسنگیت
اننت لال و ساتھی، شہنائی پر
بھیروی
۹- کلاسیکی موسیقی
استاد امیر خاں، خیال

دوپہر

۲ سب رس
۲ بزم خواتین
(۱) نفسیاتی مسئلے 'نمائش کی ہوس'
تقریر از شبانہ یونس
(۲) گیت
(۳) دسترخوان
۳-۰۰ رنگارنگ

رات

۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ شہر نامہ
۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں
۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد امیر خاں، خیال
اننت لال و ساتھی، شہنائی
پر مدھوکونس

جمعرات ۳ فروری

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ سازسنگیت
الیاس خاں، ستار پر راگ سرپردہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مالتی پانڈے، خیال دیسی

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں
۲-۳۰ حرف غزل
۸-۴۵ ڈرامہ
۱۰-۰۰ ادبی نشست
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مالتی پانڈے، خیال کیدارہ
الیاس خاں، ستار پر
راگ چھایانٹ

جمعہ ۴ فروری

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک معہ تشریح
نعت و نعتیہ کلام
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ سازسنگیت
امجد علی خاں، سرود پر راگ للت
۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲-۰۷ مشاعرہ
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ جیون درپن
۱۰-۰۰ روبرو
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ملک ارجن منصور: خیال نند
امجد علی خاں، سرود پر راگ تلک کامود

ہفتہ ۵ فروری

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ سازسنگیت
امر لال ستاری، وچتر وینا پر
راگ اہیر بھیروی
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
بیگم اختر، ٹھمری، دادرہ

دوپہر

۲-۰۷ گیتانجلی
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) اردو شاعری میں عورت کا تصور
'اردو نظم میں' تقریر از
صبیحہ انجم
(۲) غزل
(۳) خطوں کے جواب
۳-۰۰ پھر سنیئے

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ منظر و پس منظر
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بھیم راجورکر، خیال مالکونس
شمس الدین، وینا پر راگ مالکونس

اتوار ۶ فروری

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ سازسنگیت
راجندر پرسنا، بانسری پر راگ للت
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ کہکشاں
۳-۰۰ فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ کھیل کھلاڑی
۹-۳۰ کجرہن کارے
بھیم سین جوشی، ٹھمری
۱۰-۰۰ رنگارنگ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
روشن آرا بیگم، خیال مارو بہاگ
راجندر پرسنا، بانسری پر راگ بالیشری

پیر ۷ فروری

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ سازسنگیت
علاؤالدین خاں: اسراج پر
سندھی بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
موجود حسین خاں، خیال دیسی

دوپہر

۲-۰۷ دھنک
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل

۸ ساز اور آواز
۹ کلام شاعر
۹۔ غیر فلمی قوالیاں
۱۰ داستان ایک شہر کی
۱۱۔ بزم موسیقی
موجود حسین خاں ؛ خیال جے جے ونتی
علاؤالدین ؛ اسراج پر بہار و بہاگ

منگل ۸ رفروری

صبح
۵۔ صبح گاہی : قوالیاں
۶۔ شہر صبا
۷۔ ساز سنگیت
پی ڈی سپت رشی ؛ وائلن پر
راگ بسنت
۹۔۳ کلاسیکی موسیقی
نصیر الدین خاں گورے ؛
خیال لاچاری توڑی

دوپہر
۲۔ فلمی قوالیاں
۲۔۳ نغمہ و تبسم
۳۔ نئی نسل نئی روشنی

رات
۸۔۱ سازینہ
۸۔۳ حسن غزل
۸۔۴ ساز اور آواز
۹۔ تقریر
۹۔۳ علاقائی نغمے
۱۰۔ سائنس میگزین
۱۱۔۳ بزم موسیقی
نصیر الدین خاں گورے ؛ خیال ہمیر
پی ڈی سپت رشی ؛ وائلن پر
راگ پوریا کلیان

بدھ ۹ رفروری

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور بھجن
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ ساز سنگیت
بسم اللہ خاں اور ساتھی ؛
شہنائی پر گجری توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
رشید حسین خاں ؛ خیال توڑی

۲-۰۷ سب رس
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) 'ہم اور سماج ۔ سماجی تبدیلیوں
کی ضرورت' مباحثہ
شرکا ؛ عزیزہ امام، منجو موہن،
کمل مشرا اور کسم انسل
(۲) گیت
(۳) کام کی باتیں
۳-۰۰ فلمی دنیا

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ دلی ڈائری
۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں
۱۰-۰۰ کہانی سنگیت کی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
رشید حسین خاں ؛ خیال چندر کونس
استاد بسم اللہ خاں ؛ شہنائی پر
راگ کیدارہ

جمعرات ۱۰ رفروری

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ ساز سنگیت
سروجیت کور ؛ ستار پر راگ دیوگندھر
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
روما رانی بھٹاچاریہ ؛ خیال للت

دوپہر
۲-۰۷ دھوپ چھاؤں
۲-۳۰ حرف غزل
۳-۰۰ ایک فنکار

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ڈرامہ
۱۰-۰۰ آئینہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
روما رانی بھٹاچاریہ ؛ خیال راگیشری
سروجیت کور ؛ ستار

جمعہ ۱۱ رفروری

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قران پاک معہ تشریح
نعت و نعتیہ کلام
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ ساز سنگیت
یعقوب علی خاں ؛ سرود پر
راگ جوگیا
۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر
۲-۰۷ سات سوال
۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ افسانہ
۱۰-۰۰ روبرو
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
یعقوب علی خاں ؛ سرود پر
راگ چندر کونس
شنو کھورانہ ؛ خیال کونسی کانہڑہ

ہفتہ ۱۲ رفروری

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ ساز سنگیت
برہم سروپ سنگھ ؛ وچتر وینا پر
راگ جوگیا
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

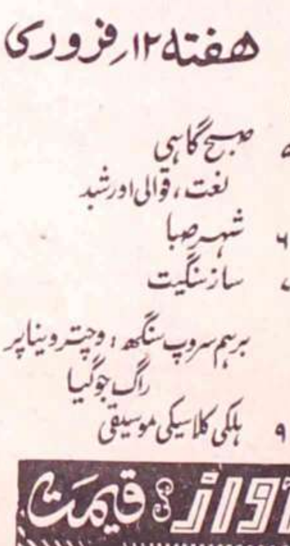

بینا پانی مشرا ؛ ٹھمری بھیروی، دادرا

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) 'مساوات کا تصور قانون کی نظر میں'
تقریر از مزمل صدیقی ایڈوکیٹ
(۲) غزل
(۳) خطوں کے جواب

رات
۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ منظر و پس منظر
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
برہم سروپ سنگھ ؛ وچتر وینا
پر راگ مالکونس

اتوار ۱۳ رفروری

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ ساز سنگیت
پرکاش این سکینہ ؛ بانسری پر
راگ دیوگری بلاول
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر
۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ محفل
۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات
۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ کھیل کھلاڑی
۹-۳۰ گجر بن کارے
نرملا دیوی : پہاڑی ماہیا
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سلوچنا یجرویدی ؛ خیال الہین بسنت
پرکاش این سکینہ ؛ بانسری پر جوگ

پیر ۱۴ رفروری

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد

۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ ساز سنگیت
چت دیو برمن، اسراج پر
راگ بلاسں خانی توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سنگھ بندھو؛ خیال للت

دوپہر
۲-۰۷ میری نظر میں
۲-۳۰ راگ رنگ
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات
۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ کلام شاعر
۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں
۱۰-۰۰ اظہار خیال
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
چت دیو برمن؛ اسراج پر راگ درباری
سنگھ بندھو؛ خیال کلاوتی

منگل ۱۵ فروری

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی؛ قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ ساز سنگیت
الیس این گلاٹی، وائلن پر
راگ سندھی بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شیلا دھر؛ خیال بلاسخانی توڑی

دوپہر
۲-۰۷ بھگتی گیت
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
الیس این گلاٹی، وائلن پر مالکونس
شیلا دھر، خیال اڈانہ

دہلی

میڈیم ویو
دہلی الف ۳۶۶.۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب [illegible] میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی ج [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز
دہلی د [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز

شارٹ ویو
[illegible]

خبریں

دہلی الف: خبریں
ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، ۲-۱۰ شام ۵-۰۰ (سوائی) شام ۶-۰۵، ۷-۵۰ (علاقائی)
رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵ (عالمی) انگریزی: دوپہر ۱۲-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ) پنجابی: دوپہر ۱-۴۰
دہلی ب: ہندی: دوپہر ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے) انگریزی: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۳۰ (دھیمی رفتار سے)
شام ۴-۰۰، ۶-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی) پنجابی: صبح ۸-۳۰ شام ۷-۳۰ ہندی نیوز لیٹر: صبح ۹-۰۰ بجے
دہلی د: ہندی: شام ۷-۳۰ انگریزی: رات ۹-۱۵ کھیل کود: شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

منگل یکم فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۴۰
سلوچنا برہسپتی؛ گائن
۱۱-۰۲ اودم پرکاش؛ اسراج

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۰۰ سدھ سنگیت
۹-۱۰ ناٹک
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
سلیمان خاں؛ سارنگی
رام جی لال؛ پکھاوج

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نثار حسین خاں، گائن
۷-۵۰ سنگم؛ بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۲-۱۵ سور منجوشا
۴-۰۲ رس ترنگ
۲-۳۰ اودم پرکاش؛ اسراج

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
انجلی بنرجی؛ گیت، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

بدھ ۲ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
حفیظ اللہ خاں؛ سارنگی
۱۱-۰۲، سہ پہر ۵-۴۰
رادھے راج؛ گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ جھلکی
۸-۱۵ وگیان آلوک
۸-۳۵ شاستریہ سنگیت
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
علی اکبر خاں؛ سرود
۷-۵۰ سنگم؛ گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۲-۱۵ سور منجوشا
۴-۰۲ رس ترنگ
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
کماری کے سدھا؛ گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
چندر کانت گندھرو؛ ملتانی کافی
اور غزلیں
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعرات ۳ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۳۰
بے نظیر بیگم؛ گائن
۱۱-۰۲ اشوک کمار و ساتھی؛ شہنائی

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلا لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۰۰ سدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام؛ علاقائی سنگیت
گجرات کا سنگیت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
سرسوتی سنتانم؛ گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پروین سلطانہ؛ گائن
۷-۵۰ سنگم؛ مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت

دوپہر
۲-۱۵ سور منجوشا
۴-۰۲ رس ترنگ
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
سرسوتی سنتانم؛ گائن

۶-۴۵، ۸-۴۵
دیناناتھ : گیت، بھجن، غزلیں
۹- ورس اینڈ وائس

جمعہ ۴ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۳۰، ۱۱-۳۰، سہ پہر ۴۰-۵
اشوک کمار رائے : سرود
۱۱- ، رات ۹-۰۰
مشتری بیگم : گائن

دوپہر

۱۲- لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵- گڑھوالی سنگیت

رات

۸- گاندھی چرچا
۸- اولوکن
۹- ناٹک
۱۰- کرناٹک سنگیت
اکھلا کرشنن : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷- سنگیت سوربھی
روشن آرا بیگم : گائن
۷- سنگم : تامل گیت
۹- لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳- سورمنجوشا
۴- رس ترنگ
۳- کرناٹک سنگیت
اکھلا کرشنن : گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
ایرا نگم، گیت، بھجن، غزلیں
۹- نیشنل پروگرام : اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۵ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، سہ پہر ۴۰-۵، رات ۹-۰۰
کرشنا لشٹ اور بھارتی چکرورتی
گائن

۱۱-۲۰ سدھیر گوتم : سنطور
۱۱-۳۰ میرا بنرجی : گائن

دوپہر

۱۲-۲۰ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
بھونیشور مشرا : وائلن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۰۰ وجے راگھوراؤ : بانسری
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کمار گندھرو : گائن
۷-۵۰ سنگم : ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک سنگیت

دوپہر

۳-۱۵ سورمنجوشا
۳-۳۰ سدھیر گوتم : سنطور
۴-۲۰ رس ترنگ

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اورگیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۶ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ راجیش کماری ببو : گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ اسد علی خاں : بین
۱۱-۲۰ یووا اوانی سے
۱۱-۳۰، سہ پہر ۳۵-۵
ایم۔ ایس۔ سدا شوم : گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'دنیا نگر' سلسلہ وار جھلکی
تحریر : چرنجیت
۲-۳۰ 'ایک گیت کی موت' ناٹک
تحریر : کالندی چرن پانی گرہی
پیشکش : چرنجیت
۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۰۰ استاد علاؤالدین خاں : سرود
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نزاکت علی خاں، سلامت علی خاں
۷-۵۰ سنگم : اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ سورمنجوشا
۳-۳۰ راجیش کماری ببو : گائن
۴-۲۰ رس ترنگ

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پپیہا ملک : غزلیں
۹-۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۷ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، سہ پہر ۴۰-۵، رات ۹-۰۰
مشتاق علی خاں : ستار
۱۱-۲۰ غلام حسین خاں : گائن
۱۱-۳۰، رات ۱۵-۸
دیا شنکر و ساتھی : شہنائی

دوپہر

۱۲-۲۰ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'پھول اور شول' ناٹک
تحریر : بھارت رتن بھارگو

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
'راشٹریہ ایکتا کے آدھار : اتپادن کے انتر راجیہ سروت'
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
مہندر شرما : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
رام نارائن : سارنگی
۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ سورمنجوشا
۳-۳۰ غلام حسین خاں : گائن
۴-۲۰ رس ترنگ

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
لکشمن داس سندھو : ملتانی کافی اور غزلیں
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۸ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، سہ پہر ۴۰-۵
وسنت ٹھکار : گائن
۱۱-۲۰ وجے کمار : بانسری
۱۱-۳۰ مالویکا کانن : گائن

دوپہر

۱۲-۲۰ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ وگیان وارتا
۹-۰۰ ٹھمری
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
کشوری پاریکھ :

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سنگھ بندھو : گائن
۷-۵۰ سنگم : بنگلا گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ سورمنجوشا
۳-۳۰ وجے کمار : بانسری
۴-۲۰ رس ترنگ

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
اندر نارائن : گیت، بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۹ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ اجیت سنگھ پینٹل : گائن

۱۱-۰۲ بھیم سنگھ : کلارنٹ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت

۵-۴۰ بھیم سنگھ : کلارنٹ

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'نیا انگر' سلسلہ وار جھلکی
تحریر : چرنجیت

۸-۱۵ وگیان آلوک

۸-۳۰ شاستریہ سنگیت

۹-۰۰ سدھ سنگیت

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
نصیر ظہیر الدین ڈاگر
نصیر فیاض الدین ڈاگر : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

۷-۵۰ سنگم : گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
میتھیلی لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، سور منجوشا

۳-۳۰ سرسوتی رامانا تھن : گائن

۴-۰۲ رس ترنگ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
کمل ہنس پال : گیت، بھجن
اور غزلیں

۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۱۰ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰
امجد علی خاں : سرود

۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
او-پی-کپور : ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کونکنی لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ 'جن سوویدھائیں اور ناگرک دائیتو' : 'جن سواستھ اور سیوائیں' تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

۱۰-۰۰ ملک ارجن منصور : گائن

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
پپو چندر شیکھر : وینا

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
بھیم سین جوشی : گائن

۷-۵۰ سنگم : مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ سور منجوشا

۳-۳۰ ایم ڈی مالتی : گائن

۴-۰۲ رس ترنگ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ارملا ناگر : گیت، بھجن اور غزلیں

۹-۳۰ ورس اینڈ وائس

جمعہ ۱۱ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰
غلام صادق خاں اور
غلام سراج خاں : گائن

۱۱-۰۲ ، سہ پہر ۴-۴۰ ، رات ۹-۰۰
سعید ظفر خاں : ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ ادلوکن

غزل

جاوید اکرم

بھیگی بھیگی سی اب وہ رات کہاں — گرمیٔ مہر و التفات کہاں
اک فرشتہ اُداس بیٹھا ہے — اس کی قسمت میں حادثات کہاں
سہمے سہمے سے ہیں در و دیوار — اب چھپاؤ گے واقعات کہاں
ڈال دیتے ہیں پاؤں میں زنجیر — ہیں مگر آنسوؤں کے ہات کہاں
برف کی پیالیوں میں ٹھٹھری ہوئی — کھینچ لائی ہے مجھے حیات کہاں
بوڑھے پیپل کی نرم چھاؤں میں — آج گوتم کو بھی نجات کہاں
کہکشاں اب بھی مسکراتی ہے
ہاں مگر پہلی سی وہ بات کہاں

(اردو مجلس 'دہلی' سے نشر)

۹-۳۰ 'کھیل گھر' ناٹک
تحریر : ونود شرما

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ایس وی رمنی : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۰۰ استاد احمد جان تھرکوا : طبلہ

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد بڑے غلام علی : گائن

۷-۵۰ سنگم : تیلگو گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گرمکھ سنگھ و ساتھی : شبد

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
مہندر پال : گیت، بھجن، غزل

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

ہفتہ ۱۲ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
مصطفیٰ رضا : وچتر وینا

۱۱-۰۲ ، سہ پہر ۴-۴۰
نصیر احمد : ٹھمری، دادرا

۱۱-۳۰ منی رام : گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجرات لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۰۰ برج بھوشن کابرہ : گٹار

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد فیاض خاں : گائن

۷-۵۰ سنگم : کنڑ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
برگیڈیر مہندر سنگھ : گیت اور بھجن

۳-۳۰ مصطفیٰ رضا : وچتر وینا

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت

۹-۳۰ اور گیسٹ لومناٹ

اتوار ۱۳ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ چت دیو برمن : اسراج

۹-۰۰ بال کاریہ کرم

۱۰-۰۰ کمل سہگل اور کویتا سہگل : خیال

۱۱-۰۲ یووا وانی سے

۱۱-۳۰ ، سہ پہر ۵-۳۵
کرناٹک سنگیت
امینی شنکر شاستری : وینا

دوپہر

۱۲-۱۵ جھلکی

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

۸ - رابندر سنگیت
۸ - ساہتیکی
۹ - سدھ سنگیت
۹ - سنگیت پتریکا
۱۰ - چلین

دلہی 'ب'

صبح
۷ - پنالال گھوش : بانسری
سنگیت سوربھی
۷ - روی شنکر : ستار
سنگم : آسامی گیت
۷ - اپنی نگری
۹ -

دوپہر
۳ - سورمنجوشا
۳ - چت دیوبرمن : اسراج
۴ - رس ترنگ

شام
۶، ۴۵ - ۸
سگم سنگیت
۹ - کرنٹ افیئرز

پیر ۱۴ر فروری

دلہی 'الف'

صبح
۸ - واسودیو دیشپانڈے : گائن
۱۱ - سہ پہر ۴۰ - ۵
چندن رائے : سرود
۱۱ - منوراما آہوجہ : گائن

دوپہر
۱۲ - لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲ - ناٹک

رات
۸ - سواستھ رکھشا
۸ - استاد امیر خاں : گائن
۹ - سدھیشوری دیوی : ٹھمری
۹ - نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
۱۰ - سنگیت سبھا
جگن ناتھ پچروال : شہنائی

دلہی 'ب'

صبح
۷ - ۲۰ سنگیت سوربھی
استاد امیر خاں : گائن
۷ - سنگم : سندھی گیت

۹ - ۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر
۳ - ۱۵ سورمنجوشا
۳ - ۳۰ واسودیو دیشپانڈے : گائن
۴ - ۰۲ رس ترنگ

شام
۶ - ۴۵، ۴۵ - ۸
سگم سنگیت
۹ - ۳۰ انگریزی پروگرام

منگل ۱۵ر فروری

دلہی 'الف'

صبح
۸ - ۱۰، سہ پہر ۴۰ - ۵
برجو مہاراج : ٹھمری، دادرا
۱۱ - ۰۲، رات ۰۰ - ۹
گھاسی رام نرمل : جلترنگ
۱۱ - ۳۰ چندر کانت : گائن

دوپہر
۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت
۵ - ۰۵ گیان وگیان

رات
۸ - ۰۰ ادیوگ منڈل
۸ - ۱۵ ہندی تقریر
۱۰ - ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
شوناتھ بھٹاچاریہ : گٹار

دلہی 'ب'

صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
ڈی وی پلسکر : گائن
۷ - ۵۰ سنگم : بنگلا گیت
۹ - ۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۳ - ۱۵ سورمنجوشا
۳ - ۳۰ نورتی بوا سرناٹیک : گائن
۴ - ۰۲ رس ترنگ

شام
۶ - ۴۵، ۴۵ - ۸
سرنیدر گور : شبد اور پنجابی گیت
۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۴۰۱.۶۰ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز لکھنؤ ج ۲۰۷.۳۰ میٹر ۱۴۴۸ کلو ہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۹۳.۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز (صبح ۵.۵۵ سے ۸.۰۵ تک اور شام ۵.۱۵ کے بعد) ۶۱.۴۸ میٹر ۴۸۸۰ کلو ہرٹز، ۳۱.۳۸ میٹر ۹۵۶۰ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی انگریزی: صبح ۶.۰۰ (عالمی) ہندی: صبح ۸.۰۰ بجے، دوپہر ۱.۰۵ اور ۲.۱۰ بجے، شام ۶.۰۵، شب ۸.۴۵ اور ۱۰.۰۵ بجے
انگریزی: صبح ۸.۱۰ دوپہر ۱.۰۰ بجے شب ۹.۰۰ اور ۱۱.۰۰ بجے
سنسکرت: صبح ۷.۰۰ بجے، شام ۶.۱۰ بجے اردو: صبح ۸.۰۵، شب ۹.۱۵ بجے نیوز ریل (ہندی): صبح ۹.۰۰ بجے
ضلع کی چٹھی: صبح ۹.۰۵ بجے علاقائی: دوپہر ۲.۳۰ بجے (اردو)، صبح ۷.۲۰ بجے، شام ۷.۲۰ بجے (ہندی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

لکھنؤ 'الف'

صبح
۵.۵۵ وندے ماترم / منگل دھونی
۶.۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶.۲۰ آرادھنا
۶.۴۵ گاندھی چرچا (جمعہ)
۶.۵۰ وچار وندو (جمعہ کے علاوہ)
۶.۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷.۰۵ مانس گان
۷.۱۵ روزگار سے متعلق اطلاعات
۷.۳۰ آورتی
۸.۲۱ صبح، شام : لوک گیت
۸.۳۰ اردو پروگرام
۹.۱۰ اس ہفتہ کا گیت (اتوار)
۹.۱۵ پتر کے لیے دھنیہ واد
۹.۳۰ گیتکا (دوسرے اور چوتھے اتوار)
انگڑ (پہلے، تیسرے اور پانچویں اتوار)
۱۰.۳۰ منجوشا (اتوار)
۱۱.۳۰ پھر سنیے (اتوار)

دوپہر
۱۲.۰۰ کچھ باتیں کچھ گیت (اتوار)
۱۲.۱۰ دریا کھیتوں کے لیے (اتوار اور چھٹیوں کے علاوہ)
۱۲.۳۰ کاریہ شیل مہیلاؤں کے لیے (اتوار)
من بھاون (پیر، بدھ، ہفتہ)
اندر دھنش (منگل)
سنگیت سنواد (جمعرات)
ایک ہی کلاکار (جمعہ)
۱.۱۰ آج اتوار ہے : جھلکی (اتوار)
گھر آنگن (پیر، جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل، جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ اور بدھ)
۱.۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱.۴۰ جوانوں کے لیے
۲.۳۰ وگیان اور کسان
۲.۳۵ آج اور کل کا کاریہ کرم اور موسم کا حال

شام
۴.۳۰ جوانوں کے لیے (اتوار، منگل، ہفتہ)
۴.۳۵ لوک گیت (پیر، بدھ، جمعہ)
۴.۴۵ لوکائتن (اتوار، پیر، منگل، جمعرات، ہفتہ)
آؤ بچو! (بدھ)
بال گوپال (جمعہ)
۵.۱۵ یوواوانی
۶.۰۰ اطلاعات
۶.۱۵ مزدور منڈل
۶.۴۵ آج اور کل کے کاریہ کرم اور موسم کا حال
۶.۵۰ کسانوں کے لیے
۷.۳۰ بات ایک فلم کی (ایک ہی فلم کے گیت) اتوار
یوواانس (پیر)
کلا جگت (منگل)
پتر کے لیے دھنیہ واد (بدھ)
وگیان جگت (جمعرات)
کھیل جگت (ہفتہ)
جن جیون (جمعہ)
۷.۵۰ بھاؤ بھجن (پیر کے علاوہ)
۸.۰۰ انوبھوتی (اتوار)
دیس ودیش (پیر)
وارتا کرم (منگل)
سامایک پرسنگ (بدھ)
سوتنتر وارتائیں (جمعرات)
کرشیہ (جمعہ)
اس بچھوارے کی کہانی (ہفتہ)
۸.۱۵ سنسکرت پروگرام (اتوار، منگل)
سنسکرت شکشا (پیر، بدھ)
بنگلا شکشا (جمعرات، ہفتہ)
رویندر سنگیت (جمعہ)
۹.۴۵ بھارت بھارتی (منگل)
۹.۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری (بدھ)
۱۰.۰۰ سنگیت رس (اتوار)
۱۱.۱۰ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ 'ب'

صبح
۵.۵۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۷.۴۵ اختتام
۸.۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۹.۳۰ اختتام (اتوار کے علاوہ)
۱۲.۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۲.۳۵ اختتام

شام
۵.۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۵.۴۵ اترائن پروگرام (لکھنؤ اور نجیب آباد)
۶.۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۱۱.۱۰ اختتام

منگل یکم فروری

صبح
۸ - ۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
تاریخ کی مجروح شخصیتیں
شیواجی : بات چیت
افسانہ : احمد ابراہیم علوی
۹ - ۱۰ بہادر خاں : سرود وادن
۱ - ۲۵ دوپہر ۲ - ۳۵، ۳۰ - ۳

رات
۱۰ - ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بھارت اور پاکستان کے درمیان کراچی میں کھیلے جا رہے کرکٹ ٹسٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال
دوپہر ۴۰ - ۱، شام ۴۵ - ۴
کرکٹ ٹسٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال (صرف شارٹ ویو پر)

بدھ ۲ فروری

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
مزاحیہ خاکہ
مزاحیہ کلام

۱۰-۹، رات ۳۰-۱۰
ایم۔ڈی شرنگی رشی
وائلن

دوپہر

۱-۱۰ نثار حسین خاں : خیال

رات

۱۰-۰۰ ڈرامہ

جمعرات ۳ فروری

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
خط کے لئے شکریہ
کلام ذوق

۹-۱۰ بھیم سین جوشی : خیال

۱۰-۲۵ دوپہر ۲-۳۵، ۲-۳۰-۳
بھارت اور پاکستان کے
درمیان کراچی میں کھیلے
جارہے ٹیسٹ میچ کا
آنکھوں دیکھا حال

دوپہر ۴۰-۱، شام ۴۵-۴
کرکٹ ٹیسٹ میچ کا آنکھوں
دیکھا حال (صرف شارٹ
ویو پر)

رات

۱۰-۳۰ شرد ستوانے : خیال

جمعہ ۴ فروری

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
عرفان اور بصیرت کا سنگم
آستانہ سید سالار مسعود
غازی
ڈاکٹر سعید عارفی کی بات چیت
کلام شاعر

۹-۳۰، رات ۳۰-۱۰
شمشیر سنگھ : سرود

۱۰-۲۵ دوپہر ۲-۳۵، ۲-۳۰-۳
بھارت اور پاکستان کے
درمیان کراچی میں کھیلے
جارہے کرکٹ ٹیسٹ میچ
کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر ۴۰-۱، شام ۴۵-۴
کرکٹ ٹیسٹ میچ کا آنکھوں
دیکھا حال (صرف شارٹ
ویو پر)

رات

۹-۳۰ مرچھکا : ڈرامہ
مصنف پریم شنکر تیواری
پیشکش : ستیش ماتھر

ہفتہ ۵ فروری

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کے لئے
ادب اور خواتین
شاعری
سیدہ شان معراج کی
بات چیت
شاعرہ کا کلام

۹-۱۰ منور علی خاں : خیال

دوپہر

۱-۱۰ کتھک مہاراج : طبلہ وادن

رات

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل
پروگرام
بھوبنیشور مصرا : وائلن وادن

اتوار ۶ فروری

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
یہ رنگ یہ روپ یہ آوازیں
خسرو باغ الہ آباد میں
چند گھنٹے : تمثیلی فیچر
ترتیب و پیشکش
ایس ایم زاہد فاخری

۱-۱۰ آج اتوار ہے : جھلکی

رات

۹-۳۰ آور گیسٹ ٹو نائٹ

پیر ۷ فروری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام : ملاقات
ڈاکٹر اختر حسین سے ان کے
سائنسی کاموں پر جناب
حسین امین کی بات چیت

۹-۱۰، رات ۳۰-۱۰
ونائک واؤ لیلے : خیال

رات

۸-۰۰ دیش ودیش
دیریندر سنگھ

منگل ۸ فروری

صبح

۷-۴۵، شام ۴-۲۰، رات ۳۰-۸
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام

۹-۱۰ رئیس خاں : ستار وادن

رات

۸-۰۰ راج نیتی کے پرتی اناستھا
ہندی بات چیت
لکشمی کانت ورما

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
کشوری پاریکھ : گائن

بدھ ۹ فروری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
کھیل کی دنیا
تبصرہ : ریاست حسین
کلام میر

۹-۱۰ بیگم اختر : ٹھمری

دوپہر

۱-۱۰، رات ۳۰-۱۰
جی۔این۔گوسوامی
وائلن وادن

رات

۱۰-۰۰ دسنگتی : ڈرامہ
مصنف : نندکار اتریتی
پیشکش : جے دلو شرما کمل

جمعرات ۱۰ فروری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
شعری نشست
شرکاء : امیر بہرائچی
کیف اکرمی، سردار ضیا
شمس فرخ آبادی

۹-۱۰، شام ۳۰-۴
گوری شنکر : کلارینٹ

رات

۱۰-۳۰ امیر خاں : خیال

جمعہ ۱۱ فروری

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام

۱۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

رات

۱۰-۰۰ قوالیاں

۱۰-۳۰ مہا شیوراتری
خصوصی پروگرام

ہفتہ ۱۲ فروری

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
یوم چکبست
پنڈت برج نرائن چکبست
کے یوم وفات پر فیچر پروگرام
تحریر اور پیشکش
شفاعت علی

رات

۸-۰۰ یاترا کتھا
ڈاکٹر شیو منگل سنگھ 'سمن'

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل
پروگرام
پربھا اترے : گائن

اتوار ۱۳ فروری

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

رامپور

۳۳۶.۷ میٹر (۸۹۱ کلو ہرٹز)

خبریں

عندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی) ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵ سماچار پتر ہندی: صبح ۹-۰۰
ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم: آربھک دھن گورشنا منگل دھونی
۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا
۶-۴۰ سنو کسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ: کاویہ سوربھ
اتوار: آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱۰ تا ۱۰-۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سور سنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پٹھان راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتیکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲-۲۰ چتر پٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ علاقائی سوچنائیں
۶-۳۰ یووانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ پریوار کلیان پرشن وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپنے لکھا ہے (دوسرے اور چوتھے بدھ کو)
شرتاؤں کے سنگ (پانچویں بدھ کو)
آپکی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
پیچھے پھر سنئے! (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)
۸-۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار: جوئے بار
منگل: سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ وادیہ ورند (ہر منگل کو)
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳۰ چہار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)
۱۰-۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

منگل یکم فروری

صبح

۷-۴۵ کملا جھریا: غزلیں
۱-۳۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر
خیال

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
خطوط کے جوابات
۸-۰۰ کے۔ ایل۔ سہگل
مکیش: گیت

بدھ ۲ فروری

صبح

۷-۴۵ ادشا ٹنڈن: گیت

۱-۱۰ آنچل
کھیلوں سے بچوں کا وکاس
۱-۴۰ پنڈت روی شنکر
ستار وادن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
مریضوں کے روگ اور انکی روک تھام
۸-۰۰ شیام موہن: گیت
۸-۱۰ مالویکا کانن: خیال

جمعرات ۳ فروری

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا

سنسکرت پروگرام
ڈاکٹر کرشن کانت شکلا
۱-۴۰ مانک ورما: خیال

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
جراثیم کش دوائیں اور انکے استعمال میں احتیاط
۸-۰۰ جوئے بار
شوبھا ماتھر: غزلیں
۸-۱۰ سودیپ کمار مصرا
گٹار وادن

جمعہ ۴ فروری

صبح

۷-۳۰ واتاین
دماغی الجھنیں اور عام آدمی
تقریر: بھارت کی سماجی رسمیں: تقریر
۱-۴۰ علی اکبر خاں: سرود وادن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جوابات
۸-۰۰ ساوتری سکسینہ: گیت
۸-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں
ٹھمری

ہفتہ ۵ فروری

صبح

۷-۳۰ نثار حسین خاں
طبلہ وادن
۷-۴۵ سنتوش کمار: غزلیں

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
گنے کی پیڑی سے زیادہ پیداوار لیں
۷-۴۵ اگر پھر سے جینا ہو تو: تقریر
۸-۰۰ غلام علی: غزلیں
۸-۱۰ ہمانشو وشواش
سنتور وادن

اتوار ۶ فروری

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لئے

شام

۶-۳۰ یووا وانی: پری چرچا

اردو پروگرام
بچوں کے لئے: لوک کہانی
معلوماتی بات چیت
محمد اسحاق صدیقی
بچوں کا نغمہ
آج اتوار ہے: بیچ بازار
جھلکی: مصنف: وشوناتھ سنگھ

سنگیت رس
سنگیت برتیجے پروگرام

پیر ۱۴ فروری

سگم سنگیت
اردو پروگرام
ہماری نفسیاتی الجھنیں
اسباب اور احتیاط
مذاکرہ: شرکاء: حکیم شکیل احمد شمسی، ڈاکٹر ظفر جمیل
اختر یونس قدوائی

دیش ودیش
کملیش بہاری ماتھر
ضلع کوی گوشٹھی

منگل ۱۵ فروری

سگم سنگیت
اردو پروگرام
یوم غالب
غالب ایک تہذیبی قوت
پروفیسر نور الحسن ہاشمی کی بات چیت
نذر غالب: جگر مراد آبادی کی نظم: غالب کی غزل
شاستریہ سنگیت

بڑھتی سمردھی بکھرتی سنسکرتی
ہندی میں بات چیت
ڈاکٹر ودیا نواس مصرا
منگل شب کی محفل موسیقی
شیو ناتھ بھٹا چاریہ
گٹار

۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جوابات
۸-۰۰ بملا بھنڈاری
سگم سنگیت
۹-۳۰ ببو خاں اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۷ فروری

صبح
۷-۴۵ مکیش: غزلیں
رگھوناتھ سیٹھ: بانسری
۱-۴۰
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
گنے کی کامیاب کھیتی
۸-۰۰ لتا منگیشکر: غزلیں

منگل ۸ فروری

صبح
۷-۴۵ جگدیش سنگھ ٹھاکر
دل راج کور: گیت
۸-۲۰ دوپہر ۲-۲۰
پرتبھا-پی-دیو
لوک گیت
۱-۴۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت
خیال
شام
۸-۰۰ چندر شیکھر چکرورتی: گیت

بدھ ۹ فروری

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
ریکھا شاہ: سگم سنگیت
۱-۱۰ آنچل
۱-۴۰ پنا لال گھوش
بانسری وادن
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
آم کے باغات
۸-۱۰ لکشمی شنکر: خیال

جمعرات ۱۰ فروری

صبح
۷-۴۰ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
تقریر: راجیش بھاردواج

۱-۴۰ پنڈت جسراج: خیال
شام
۶-۲۰ یووادانی
باری پر گئی ایک وچار
۷-۰۰ کرشی جگت
تمباکو کی کھیتی
۸-۰۰ جوئے بار
موتی بیگم: غزلیں
۸-۱۰ بدھ دیو داس گپتا
سرود

جمعہ ۱۱ فروری

دوپہر
۱-۴۰ بسم اللہ خاں: شہنائی
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ سی-ایچ-آتما گیت
۸-۱۰ استاد رجب علی خاں
خیال

ہفتہ ۱۲ فروری

صبح
۷-۴۰ بنی جان خاں
کلارینٹ وادن
۷-۴۵ راجکمار رضوی: غزلیں
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ نئے پرکاش (نئی مطبوعات)
کتابوں پر تبصرہ
ڈاکٹر کانتا کملیش
۸-۰۰ سریش واڈیکر: غزلیں
۸-۱۰ وی-جی-جوگ
وائلن وادن

گورکھپور

میڈیم ویو ۳۳۰.۰ کلو ہرٹز ۹۰۹

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۰۵ وندنا
۶-۲۵ کھیتی کی باتیں
۶-۳۵ سنگیت پربھا
۷-۰۵ مانس گان
۷-۱۵ مقامی اعلانات اور
شدہ لاؤکاسٹ، شدہ لاؤٹرائب
امیدواروں کے لیے
روزگار سماچار
۷-۲۰ پرادیشک سماچار
۷-۴۵ دھرتی گائے (بھوجپوری گیت)
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ فلم سنگیت
دوپہر
۱۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۱۰ اوکاش کے کشن (اتوار)
آپ کی پسند (ہفتہ)
سواستھ چنتن (جمعرات)
مہلا سبھا (منگل، جمعہ)
۱-۴۰ فلم سنگیت
۲-۳۰ لوک رنگ
(لوک گیتوں کا پروگرام)
شام
۵-۱۵ چترپٹ سے
۵-۳۰ گرام جگت (اتوار، منگل)
آنگن (پیر، جمعرات)
گاؤں کی اور (بدھ، جمعہ)
باواڑی (ہفتہ)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور
پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ روزگار سماچار
۶-۱۵ پرادیشک سنگیت
۶-۲۰ گمشدہ لوگوں کے بارے میں
سماچار
۶-۳۰ کھیتی باڑی (کسانوں کے لیے)
۷-۰۰ کھیل سماچار
۷-۳۰ یووادانی
۸-۰۰ ہندی پروگرام (پیر، جمعرات، اتوار)
سنسکرت پروگرام (منگل)
انگریزی میں تقریر (بدھ)
گاؤں کے گھوسے (جمعہ)
بیم لتا (ہفتہ)
۹-۰۶ نئی کرن (اتوار)
کھیل کھلاڑی (منگل)
ہفتے کی جھانکی (جمعرات)
۹-۳۰ پترلیکھا (اتوار)
چرچا کا وشے ہے (بدھ)
پرادیشک اور لوک سنگیت کا
نیشنل پروگرام (جمعرات)
نیشنل پروگرام: ناٹک
روپک (دوسرے اور چوتھے جمعرات)
من بھاون
رنگ ترنگ (جمعہ)
۹-۴۵ اور ۱۰-۰۰
اندر دھنش (فلم سنگیت)
جن پد کی جھانکی (جمعرات)
ناٹک (جمعہ)
ہندی پری چرچا (بدھ)
اردو پروگرام (پیر)
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں
۱۱-۰۵ ہندی میں خبریں
۱۱-۱۰ اختتام

انوار ۱۳ فروری

صبح
۸-۲۱ لوک گیت
۱۲-۳۴ آپ کے لئے
شام
۸-۰۰ مردولا شرما
سگم سنگیت
۹-۳۰ نظام الدین و ساتھی
چہار بیت

پیر ۱۴ فروری

صبح
۷-۴۵ اوشا ٹنڈن، راحت
غزلیں
۱-۴۰ بھیم سین جوشی: خیال
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
زائد میں بھنڈی کی کھیتی
۸-۰۰ طلعت محمود: غزلیں

منگل ۱۵ فروری

صبح
۷-۴۵ جگ موہن: گیت
۸-۲۱، ۲-۲۰
روبی رستوگی
لوک گیت
۱-۴۰ استاد علاء الدین خاں
سرود وادن
شام
۸-۰۰ شیلا گل باڑی: گیت

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ: ۳۸۳.۹۱ میٹر، ۷۲۱ کلو ہرٹز بھاگلپور: ۲۰۵.۱۷ میٹر، ۱۴۵۸ کلو ہرٹز
دربھنگہ: ۲۳۱.۴۳ میٹر، ۱۲۹۶ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)
اردو: صبح ۸-۵۰، رات ۹-۱۵ انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، رات ۱۱-۰۰ (۹-۰۰ صرف منگل کو)

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۴۴۳ء۳۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۳۲۷ء۴ میٹر ۹۰۲ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹ء۶ میٹر ۱۴۴۰ کلو ہرٹز (شام ۶-۱۰ تا ۶-۳۰ تک)

خبریں

ھندی : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۵-۰۵، ۶-۰۰، ۶-۲۰ (پرادیشک سماچار) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
پنجابی : صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک سماچار) شام ۷-۳۰
انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
اردو : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ تبصرہ
روزگار سماچار : شام ۷-۴۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

جالندھر 'الف'

صبح
۶-۲ بندے ماترم اور منگل دھونی
۶-۱ آرادھنا : بھگتی سنگیت
۶-۵ موسم اور کھیتی باڑی
۷-۰۰ امرت بودھ
۷- پریچے : پروگراموں کا خلاصہ
۷-۰ آساوی وار (صرف اتوار)
۹-۰ سامائیکی
دوپہر
۱- فوجی بھائیوں کے لیے
۲- موسم اور انت کھیتی
۲- سگم سنگیت
شام
۵-۲ گوروانی وچار
۶-۰۰ صوبائی خبریں اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک خبریں (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک خبریں (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۴۰ روزگار خبریں
۹-۱۵ اردو میں تبصرہ

جالندھر 'ب'

صبح
۱۰-۱۰ اسکول براڈکاسٹ
شام
۶-۰۰ یووانی پروگرام
۶-۴۵ یونیورسٹی پروگرام
۷-۰۰ پنجابی میں رنگارنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

منگل یکم فروری

صبح
۷-۱ وی این پٹوردھن : خیال
۸-۱ جگموہن کور : لوک گیت
۹- مزاحیہ پروگرام
دوپہر
۱۲- نالے گلاں نالے گیت
۱۲- دیہی خواتین کیلئے
۲-۲ جسویر سنگھ کشل : لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ لال چند یملا جٹ اور ساتھی : لوک گیت
شام
۷-۴۵ شوبھا گرتو : ٹھمری، دادرا
۹-۳۰ کھیڈ سنسار
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ فروری

صبح
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
شیام لال : شہنائی وادن
۸-۲۰، شام ۷-۴۵
چرن داس سفری : ہندی گیت اور غزلیں
۸-۵۰ کلدیپ مانک : لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی درشن سنگھ ساتھی : لوک گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ لکشمن سنگھ : طبلہ
۱۲-۳۰ چنگی صحت
۲-۳۰ کرنیل سنگھ سنگھا : لوک گیت
۵-۰۵ ننھے منوں کیلئے
رات
۹-۳۰ فرمائشی فلمی گانے

جمعرات ۳ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
مالبیکا کانن : خیال اور ٹھمری
۸-۲۰ ہربھجن سنگھ ناہل اور ساتھی : لوک گیت
۸-۵۰، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، رات ۷-۵۰
اجیت کور : شبد، گیت، غزلیں
دوپہر
۱۲-۳۰ مہلاؤں کیلئے
۵-۰۵ منموہن کور : لوک گیت
رات
۸-۰۰ پنجابی ادبی پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : علاقائی موسیقی گجرات کی موسیقی
۱۰-۴۵ شوکمار شرما : مشر کافی

جمعہ ۴ فروری

صبح
۷-۱۵ نعتیں
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
ایل ایس پنڈت : خیال
۸-۲۰ برہم سنگھ : شبد
۸-۵۰، رات ۱۲-۱۵
برکت سدھو : صوفیانہ کلام
۹-۱۵ بھجن
دوپہر
۱۲-۳۰ پشپا ہنس اور چندر کانت گیت اور غزل
۱۲-۴۵ پریوار کلیان پروگرام
۲-۳۰ بھان سنگھ ماہی : لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ جگجیت سنگھ زیروی : لوک گیت
شام
۷-۴۵ جمیل احمد : غزلیں
۸-۰۰ شری سرتیش سیٹھ کے ساتھ ریتا شرما کا انٹرویو
۹-۳۰ ہندی ناٹک

ھفتہ ۵ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
ڈی کے مترا : ستار
۷-۴۵ اجیت سنگھ پینٹل : سدھ سنگیت
۸-۲۰، شام ۷-۴۵
گوربچن سنگھ : شبد اور گیت
۸-۵۰، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
سیتا کوہلی : بھجن، گیت، غزل
دوپہر
۱۲-۳۰ لوک سنگیت کا پروگرام
۲-۲۰ ساڈے آس پاس
۵-۱۵ جیون سنگھ چندن اور ساتھی
رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۶ فروری

صبح
۷-۳۰ بھجن
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۱۵ بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ ہفتہ وار زرعی پروگرام
۱۰-۳۰ فرمائشی فلمی گانے
دوپہر
۱۲-۰۰ ملک ارجن منصور : کلاسیکی موسیقی
۱۲-۱۵ کمل ہنس پال : پنجابی گیت
۱۲-۳۰ خواتین کیلئے
۲-۳۰ لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری : لوک گیت
شام
۷-۴۵ جاگرت
۸-۰۰ تبدگائن
۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں : خیال

پیر ۷ فروری

صبح
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
رتناکرویاس : سرود
۸-۲۰ پنجابی گیت
۹-۱۵، رات ۸-۱۵
بھیم سین : گیت، غزل
دوپہر
۱۲-۰۰ فرمائشی پنجابی فلمی نغمے
۱۲-۳۰ راجندر مہتہ اور نینا شاہ : گیت اور غزل
۲-۳۰ ملکھی رام : لوک گیت
بیلی رام : الغوزہ پر سنگت
۵-۰۵ دیہی بچوں کیلئے
رات
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ نوراں : لوک گیت

منگل ۸ فروری

صبح
۷-۳۰ تیج پال سریندر سنگھ : خیال
۸-۲۰ امریک سنگھ ہرگوبندپوری : لوک گیت
۸-۵۰، سہ پہر ۵-۰۵ پنجابی گیت
۹-۱۵ جاگرت
۱۲-۰۰ نالے گلاں نالے گیت
۱۲-۰۰ دیہی خواتین کیلئے
۲-۳۰ امرجیت کور پروانہ : لوک گیت
۵-۱۵ پیارا سنگھ پنچھی : لوک گیت
شام
۷-۴۵ شریوکالیکر : سبدھ سنگیت
۹-۳۰ پنجابی میں مباحثہ
۱۰-۰۰ کشوری امونکر : گائن

بدھ ۹ فروری

صبح
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
جوگندر تکھی : کلارنٹ
۸-۵۰ چندر کانتا کپور : لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۴۵
بھائی دیویندر سنگھ راگی : شبد
دوپہر
۲-۳۰ مول چند بھٹی : لوک گیت
۵-۰۵ ننھے منوں کیلئے
رات
۹-۳۰ فرمائشی فلمی گانے

جمعرات ۱۰ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، اور رات ۱۰-۳۰
شری گریش : خیال
۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
پریم پاٹھک : بھجن، غزلیں
۸-۵۰ رجنی دیوی : لوک گیت
۹-۱۵، شام ۷-۵۰
بھائی بلدیو سنگھ راگی و ساتھی : شبد
دوپہر
۲-۳۰ بھاگ سنگھ : لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ کرتار سنگھ چانن ڈھاڈی و ساتھی لوک گیت
رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

جمعہ ۱۱ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
سیارام تیواری : الاپ اور دھرپد
۸-۲۰، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ جاگیر محمد : صوفیانہ کلام
۹-۱۵ شبد
دوپہر
۱۲-۳۰، شام ۷-۴۵
دبیندر کور : لوک گیت
۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری : لوک گیت
۵-۰۵ شنکرداس و ساتھی : بھینٹاں
رات
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۰۰ پورن شاہکوٹی : لوک گیت

امرچند قیس جالندھری

اُس قاتلِ بے درد کو کیا روزِ جزا یاد ... آیا نہ جسے خواب میں بھی نامِ خدا یاد
سر اُس نے جھکایا نہ کبھی غیر کے در پر ... ابلیس کو ہے آج بھی فرمانِ خدا یاد
یہ ترکِ محبت ہے کہ تکمیلِ محبت ... اب اپنی وفا یاد نہ اب اُن کی جفا یاد
لکھا ہے پسِ مرگ مجھے نامۂ الفت ... حیرت ہے کہ اُس شوخ نے کس وقت کیا یاد
ہے یاد سرِ راہ نگاہیں تو لڑیں تھیں ... باقی مجھے کچھ اور نہیں اس کے سوا یاد
میری شبِ غم ہو گئی رشکِ شبِ مہتاب ... جب آ گیا وہ زہرہ جبیں، ماہ لقا یاد
جب پھول اُڑے ساقیِ رعنا کی نظر سے ... آتا ہے کسے جامِ مے و ہوش رُبا یاد
کہتے تھے جو، جپتے ہیں ترے نام کی مالا ... کیا نام ہے میرا، انھیں یہ بھی نہ رہا یاد
آیا ہے دل اپنا اُسی بے درد پہ اے قیس
آیا ہے نہ آئے جسے پیمانِ وفا یاد
(جالندھر سے نشر)

ہفتہ ۱۲ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
برج نارائن : سرود
۷-۴۵ اونکارناتھ ٹھاکر : بھیروی
۸-۵۰، سہ پہر ۵-۰۵
انجنا چٹرجی : بھجن
دوپہر
۱۲-۱۵ گوردیپ سنگھ ساجن : گیت
۱۲-۳۰ ہنسراج ہنس : لوک گیت
۲-۳۰ ساڈے آس پاس
۵-۰۵ بلکار سنگھ ماہی : غزلیں
شام
۷-۴۵ سمنارائے : غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
پربھا اترے : گائن

اتوار ۱۳ فروری

صبح
۷-۳۰ بھجن
۷-۴۵ پرتی بمب
۹-۱۵ بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ ہفتہ وار زرعی پروگرام
۱۰-۳۰ سامعین کی فرمائش پر فلمی گانے
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
استاد بڑے غلام علی خاں : ٹھمری
۱۲-۳۰ خواتین کیلئے
۲-۳۰ پرو سیلا نمی : لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ گوردیو سنگھ کوٹل : لوک گیت
شام ۷-۴۵ جاگرت
۱۰-۳۰ تبدگائن

پیر ۱۴ فروری

صبح
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
ایرن رائے چودھری : خیال
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵۰، رات ۱۰-۱۵
گورمیت کور باوا و ساتھی : لوک گیت
۹-۱۵ مزاحیہ پروگرام
دوپہر
۱۲-۰۰ فرمائشی فلمی گیت
۱۲-۴۵ پریوار کلیان پروگرام
۲-۳۰ ارجن دیوامر : لوک گیت
۵-۰۵ دیہی بچوں کیلئے
رات
۹-۳۰ پنجابی ناٹک

منگل ۱۵ فروری

صبح
۷-۳۰، شام ۷-۴۵
سوبیتا دیوی : خیال
۸-۲۰ پریتی بالا : لوک گیت
۸-۵۰، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ نالے گلاں نالے گیت
۱۲-۳۰ دیہی خواتین کیلئے
۲-۳۰ منشی خان : لوک گیت
۵-۱۵ الیس الیس رتن : لوک گیت
رات
۹-۳۰ وگیان جگت
۱۰-۰۰ شونا تھ بھٹاچاریہ : گٹار وادن

روھتک

میڈیم ویو ۴/۲۲۶ میٹر ۱۳۲۳ کلو ہرٹز

خبریں

ندی: صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱ شام ۰۵-۶ رات ۴۵-۸
نگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ شام ۰۰-۶ رات ۰۰-۹

انہ نشر ہونیوالے پروگرام

اور ۰۵-۷ شام
بھگتی سنگیت
کھیتی باڑی
پروگراموں کا خلاصہ
ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
لوک سنگیت
(اتوار کو بچوں کیلئے)
سب رس

فلمی سنگیت

منگل یکم فروری

، شام ۴۵-۷
آشا اگروال ، سگم سنگیت
سرسہ ضلع کی چٹھی
کلاسیکی موسیقی
آشالتا اور مین پال سنگھ :
لوک سنگیت

لائبریری سے انتخاب
ورندگان
طلبا کیلئے

یووا سنسار
میری پسند
پراداینگ گیت
کرشی جگت
گرامین سنسار
پنگھٹ - لوک گیت

۴۰-۱ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲۰-۲ لوک سنگیت

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ علاقائی لوک سنگیت
(بدھ کو ننھے منے)
۳۰-۶ گرامین سنسار
۳۰-۷ روزگار سماچار
۱۵-۹ ایک فلم سے

۰۰-۸ نردوش حصاری، ہندی کویتا پاٹھ
۱۶-۹ ایک فلم سے 'بھورانی'
۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲ فروری

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
پشپا ہنس اور چندر کانت :
سگم سنگیت
۲۵-۷ فرید آباد ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸، دوپہر ۲۰-۲
منشی رام سانگی اور دیپا ماتھر
لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ دھرتی کے گیت
۰۰-۱ گیت رنیں
۴۰-۱ طلبا کیلئے
شام
۳۰-۵ یووا سنسار

۱۰-۶ ننھے منے، گیت، کہانی
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
سوال جواب - لوک گیت
۰۰-۸ ہندی تقریر
۱۶-۹ ایک فلم سے
۳۰-۹ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۳ فروری

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
سورج پرکاش گروور، سگم سنگیت
۲۵-۷ روہتک ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ چلتے چلتے
۲۱-۸ ریتا وساتھی اور چمن لال :
لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ ساز اور آواز
۰۰-۱ ورندگان
۴۰-۱ طلبا کیلئے
شام
۳۰-۵ یووا سنسار
سرگم
۱۰-۶ پراداینگ گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۰۰-۸ گھر آنگن
۱۶-۹ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۴ فروری

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
پشپا رانی : سگم سنگیت
۲۵-۷ حصار ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸ ظہور میر ، لوک سنگیت
۳۰-۸ گاندھی چرچا

دوپہر
۳۰-۱۲ گاتی پنکتی
۰۰-۱ ورندگان
۴۰-۱ طلبا کیلئے
شام
۳۰-۵ یووا سنسار

۱۰-۶ پراداینگ گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
لوک گیت
۰۰-۸ کھیل جگت
۱۶-۹ ایک فلم سے

۰۰-۱۰ کلاسیکی موسیقی

ہفتہ ۵ فروری

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
کاجل بنرجی: سگم سنگیت
۲۵-۷ انبالہ ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸، دوپہر ۲۱-۲
جگورام بالمیکی اور رام مہر سنگھ
لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ پھر سنیئے
۰۰-۱ ورندگان
۴۰-۱ اساتذہ کیلئے
شام
۳۰-۵ یووا سنسار
سوال جواب
۱۰-۶ پراداینگ گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
۰۰-۸ ہریانہ درشن
۱۶-۹ ایک فلم سے
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۶ فروری

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
بابو رام ، سگم سنگیت
۲۵-۷ بھوانی ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸، دوپہر ۲۰-۲
کرشن چندر اور منھول میر
لوک سنگیت
۳۰-۸ بال کنج
۰۵-۹ اس ماہ کا گیت
دوپہر
۳۰-۱۲ ناری جگت

۶۱۹

۱ - ۰۰ کھلا آکاش
۱ - ۳۰ پستر آپ کے گیت ہمارے
شام
۵ - ۳۰ یووا اسنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶ - ۱۰ پرادیشک گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸ - ۰۰ آج اتوار ہے
۹ - ۱۶ ایک فلم سے
۹ - ۳۰ 'پانچواں کتا' ، جھلکی

پیر ۷ فروری

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۵ - ۴۵
معین الدین خاں ؛ سگم سنگیت
۷ - ۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ ، رات ۱۰ - ۰۰
مہیش واجپائی ، کلاسیکی موسیقی
۸ - ۲۱ بکرم سنگھ آریہ اور عابد حسین ؛ لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ملے جلے گانے
۱ - ۰۰ ورندگان
۱ - ۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵ - ۳۰ یووا اسنسار (انگریزی)
۶ - ۱۰ پرادیشک گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
لوک گیت
۸ - ۰۰ انگریزی تقریر
۹ - ۱۵ ایک فلم سے

منگل ۸ فروری

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۵ - ۴۵
این کے شرما ؛ سگم سنگیت
۷ - ۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸ - ۲۱ پریم لتا ڈاگر اور لیلا سانگی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲ - ۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱ - ۰۰ ورندگان
۱ - ۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵ - ۳۰ یووا اسنسار
میری پسند
۶ - ۱۰ پرادیشک گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
پنگھٹ - لوک گیت
۸ - ۰۰ ہندی کویتا پاٹھ
۹ - ۱۶ ایک فلم سے
۱۰ - ۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۹ فروری

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۵ - ۴۵
نیلم ساہنی ؛ سگم سنگیت
۷ - ۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ ، رات ۱۰ - ۰۰
کلاسیکی موسیقی
۸ - ۲۱ ، دوپہر ۲ - ۲۰
اصغر حسین اور دریاؤ سنگھ ملک
لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ دھرتی کے گیت
۱ - ۰۰ کترنیں
۱ - ۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵ - ۳۰ یووا اسنسار
۶ - ۱۰ ننھے منے : گیت، کہانی
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
سوال وجواب، لوک گیت
۸ - ۰۰ ہندی تقریر
۹ - ۱۶ ایک فلم سے

جمعرات ۱۰ فروری

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۵ - ۴۵
منجو بترہ ، وجے شرما ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ چلتے چلتے

۸ - ۲۱ ، دوپہر ۲ - ۲۰
نعیب سنگھ اور جیتین پرکاش ؛
لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ساز اور آواز
۱ - ۰۰ ورندگان
۱ - ۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵ - ۳۰ یووا اسنسار
سرگم
۶ - ۱۰ پرادیشک گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸ - ۰۰ گھر آنگن
۹ - ۱۶ ایک فلم سے
۱۰ - ۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۱ فروری

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۵ - ۴۵
جگدیش سنگھ ٹھاکر ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ مہندر گڈھ ضلع کی چٹھی
۸ - ۲۱ بھیم سنگھ وساتھی اور
رامیشور کوشک ، لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ گاتی پنکتی
۱ - ۰۰ ورندگان
۱ - ۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵ - ۳۰ یووا اسنسار
۶ - ۱۰ پرادیشک گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
۸ - ۰۰ سائنس کلب
۹ - ۱۶ ایک فلم سے

ہفتہ ۱۲ فروری

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۵ - ۴۵
بھیم سین شرما ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۸ - ۲۱ شری پال سنگھ ، بلونت سنگھ
اور امید سنگھ ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲ - ۳۰ پھرنیے
۱ - ۰۰ ورندگان
۱ - ۴۰ اساتذہ کیلئے
شام
۵ - ۳۰ یووا اسنسار
سوال وجواب
۶ - ۱۰ پرادیشک گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
۸ - ۰۰ ہریانہ درشن
۹ - ۱۶ ایک فلم سے
۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۱۳ فروری

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۵ - ۴۵
وینو راجہ جین ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸ - ۲۱ رام چند اور رگھبیر سنگھ سند
لوک سنگ
۸ - ۳۰ بال کنج
۹ - ۰۵ اس ماہ کا گیت
۱۲ - ۳۰ ناری جگت
۱ - ۰۰ کھلا آکاش
۱ - ۱۰ پستر آپ کے گیت ہمارے
شام
۵ - ۳۰ یووا اسنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶ - ۱۰ پرادیشک گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸ - ۰۰ آج اتوار ہے
۹ - ۱۶ ایک فلم سے
۱۰ - ۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۴ فروری

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۵ - ۴۵
نریندر پنڈت ، سگم سنگ
۷ - ۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی
(آگے ص ۴۶

شملہ

...ویو ۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
...ویو ۹۳٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
...۵-۰۰ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵
اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

...ی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ اور رات ۸-۴۵
...یزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۰ اور رات ۹-۰۰
...کرت: صبح ۷-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰

...وزانہ نشر ہونے والے پروگرام

... گیان، ندوا در وندنا
... کھیتی باڑی
... پروگراموں کا خلاصہ
... کلاسیکی موسیقی
... سامائیکی
... پہاڑی سنگیت
... راجیہ کی چٹھی، موسم کا حال
... اختتام

... اسکول براڈکاسٹ
... اختتام
... فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
... سنہری کرنیں
... سب رنگ
... اختتام

... ہماچل پروگرام: لاہول سپتی)
(اتوار، منگل، جمعہ)

کنرنی پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبا پانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵-۳۰ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل ہفتہ)
چنو منو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت/ دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یووان کے لیے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۱۱-۰۵ بجے)

منگل یکم فروری

... باسودیو دیش پانڈے
کلاسیکی گائن
... سنگیت
... سمے کی بات
... سگم سنگیت
... سیاحوں کے لئے
۹-۰۵ راگ چھایا
شام
۸-۱۵ جوالا پرساد شرما
سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۶ شکشا سنسار
۹-۳۰ انگریزی تقریروں کا
نیشنل پروگرام
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ فروری

صبح
۷-۱۰ وستا کماری
کرناٹک گائن
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ نرملا اروڑہ: ٹھمری
۸-۳۵ امر بھارتی
بھارتیہ درشن میں موکشی
کا سروپ
ڈاکٹر بلدیو سنگھ
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ مہندر چوپڑا: سگم سنگیت
۸-۳۵ ساز سنگیت
۹-۱۶ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۳ فروری

صبح
۷-۱۰ استاد علاءالدین خاں
سرود
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ سورن لتا: پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار
شام
۸-۱۵ پریتی چاولہ: غزلیں
۸-۲۵ پریوار کلیان پروگرام
۸-۳۰ بھگتی سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۴ فروری

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ: کلام شاعر
۸-۳۵ گرجا دیوی: کلاسیکی گائن
۹-۰۵ محفل
شام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ احمد حسین محمد حسین
سگم سنگیت
۸-۳۵ ساز سنگیت
۹-۱۶ شرم سنسار
۹-۳۰ شعلوں میں نیا گیت
ہندی ناٹک
تحریر: کھیم راج گپت
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۵ فروری

صبح
۷-۱۰ پنڈت جسراج
کلاسیکی گائن
۷-۴۰ گیت
۸-۲۱ ناگپوری گیت
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا
شام
۸-۱۵ اجیت کور: غزلیں
۸-۲۵ فلمی سنگیت
۸-۳۵ ساز سنگیت
۹-۱۶ جھلکی
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۶ فروری

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
ساز: وائلن
۷-۴۰ دیش بھگت
۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ مانس گان
۹-۴۵ دگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ڈرامہ
پریوار کلیان پر مبنی پروگرام
دوپہر
۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل
خواتین کے لئے پروگرام

شام

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ نارائن راؤ ویاس
کلاسیکی گائن

۸-۳۵ ساز سنگیت

۹-۱۶ من منتھن

۹-۳۰ گیت پہاڑ ارے
فرمائشی پہاڑی گیتوں
کا پروگرام

پیر ۷ فروری

صبح

۷-۱۰ بھیم سین شرما
کلاسیکی گائن

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۱ پرمیندر سنگھ : شبد

۸-۲۵ ادبی پروگرام : کلام شاعر
ڈاکٹر اوم پرکاش سارسوت

۹-۰۵ پرانی فلموں سے

شام

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۲۵ دلیش گان

۸-۳۵ ساز سنگیت

۹-۱۶ وشو پنج سے

۹-۳۰ ہندی تقریروں کا
نیشنل پروگرام

۱۰-۰۰ بھیم سین شرما
کلاسیکی گائن

منگل ۸ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی گائن

۷-۴۰ سنگیت

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۱ سوم دت بٹو : سگم سنگیت

۸-۳۵ کھیل سمکشا

۹-۰۵ راگ چھایا

شام

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۲۵ سب رس

۸-۳۵ ساز سنگیت

۹-۱۶ وگیان جگت

۹-۳۰ انگریزی تقریروں کا
نیشنل پروگرام

۹-۱۵ سوم دت بٹو : سگم سنگیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ فروری

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۱ نینا دیوی : ٹھمری ، دادرا

۸-۳۵ امر بھارتی
کالی داس کا شکشا درشن
ڈاکٹر نیل منی اپادھیائے

۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ جگجیت سنگھ : سگم سنگیت

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۶ گھر آنگن

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۱۰ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی گائن

۷-۴۰ اس ماس کا گیت

۸-۲۱ پنجابی گیت

۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت

۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۸-۱۵ محمد حیات قوال اور ساتھی
غزلیں

۸-۲۵ پریوار کلیان پروگرام

۸-۳۵ بھگتی سنگیت

۹-۱۶ آپ کا پتر ملا

۱۰-۰۰ کلاسیکی ساز سنگیت

جمعہ ۱۱ فروری

صبح

۷-۱۰ برارتھنا سبھا

۷-۴۰ ترنگ : کلام شاعر

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۱ ، شام ۸-۲۵
سگم سنگیت

۸-۳۵ کلاسیکی گائن
محفل

۹-۰۵

شام

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۳۵ ساز سنگیت

۹-۱۶ ہندی تقریر

۹-۳۰ ہندی ڈرامہ

۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۱۲ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی گائن

۷-۴۰ گیت

۸-۲۱ علاقائی سنگیت

۸-۳۵ انگریزی سبق

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۲۵ فلمی سنگیت

۹-۱۶ من منتھن

۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۳ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی گائن

۷-۴۰ دلیش گیت

۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپکی فرمائش

۹-۱۰ لوک روچی سماچار

۹-۱۵ ان دلنوں
انٹرویوز پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ مانس گان

۱۰-۰۰ یووا وانی

۱۱-۰۰ ڈرامہ

۱۲-۰۰ پٹاری
رنگا رنگ پروگرام

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۰۰ ونیتا منڈل
خواتین کے لئے پروگرام

شام

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سارنگی پر کلاسیکی موسیقی

۹-۱۶ پستک سمکشا

۹-۳۰ گیت پہاڑ ارے
فرمائشی پہاڑی گیتوں
کا پروگرام

پیر ۱۴ فروری

صبح

۷-۱۰ ، رات ۱۰-۰۰
کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۱ بھائی دیویندر سنگھ : شبد

۸-۳۵ ادبی پروگرام

۹-۰۵ پرانی فلموں سے

شام

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۳۰ دلیش گان

۹-۱۶ جگیاسا

۹-۳۰ ہندی تقریروں کا نیشنل
پروگرام

۹-۴۵ شیلا دھر : سگم سنگیت

منگل ۱۵ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ سنگیت

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۱ سگم سنگیت

۸-۳۵ کھیل سمکشا

۹-۰۵ راگ چھایا

شام

۸-۱۵ ودیا ساگر رام پال
سگم سنگیت

۸-۲۵ سب رس

۹-۱۶ ہماری وکاس یاترا : تق

۹-۳۰ انگریزی تقریروں کا
نیشنل پروگرام

۹-۴۵ مینا کپور : سگم سنگیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

قلم کار حضرات !
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں
"آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی
جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈ
اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

بھارت بھارتی
بہادر شاہ ظفر
تقریر از: ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ
لطیفے ہی لطیفے: غزلیں

کہانی: سازی موسیقی
نظم مزدور
از جیلانی بیگم صادق
ڈھولک کے گیت

حیدرآباد

د الف ۴۰۶،۵ میٹر (۷۳۰ کلوہرٹز) حیدرآباد ب ۲۱۷،۸ میٹر (۱۳۸۰ کلوہرٹز) حیدرآباد ج ۲۵۶،۴ (۱۱۷۰ کلوہرٹز)

منگل یکم فروری

صبح

۸- یووا وانی
اردو پروگرام: فلمی گانے

۵- ترنگ
ادبی میگزین پروگرام
فلمی گانے

۹- نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی
نظم مزدور
از سرور ہاشمی
ڈھولک کے گیت

بدھ ۲ فروری

صبح

۸- یووا وانی
شہرنامہ: فلمی گانے
۲- اسکول طلباء کے لئے

شام

۵- ترنگ
اردو پروگرام

۹- نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی
شگوفے: ہفتہ وار مزاحیہ
پروگرام: خطوں کے جواب
افسانہ: از جیلانی بانو
غزلیں

جمعرات ۳ فروری

صبح

۸- یووا وانی
کلام شاعر: فلمی گانے
۲- اسکول طلباء کے لئے

شام

۵- ترنگ
ورائٹی پروگرام: فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی
دیہات کی تصویر
عادل آباد: از جلیل امرت
نیوکلیر پولوشن: تقریر
از۔ سولیف مڑکی
گیت اور غزلیں

جمعہ ۴ فروری

صبح

۸-۴۰ الیشور اللہ
قرأت کلام پاک
از۔ عبداللہ کلیمی
نعت شریف
از۔ عثمان علی قریشی

۸-۴۰ یووا وانی
تقریر: فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ
میری پسند

۹-۳۰ نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی
کلچرل ڈائری
از۔ ناقد رزاقی
ان سے ملئے
ڈاکٹر حیدر خاں
قوالیاں

ہفتہ ۵ فروری

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
تقریر: فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ
ڈرامہ: فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی

اتوار ۶ فروری

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
گلدستہ: نوجوانوں پر
مبنی پروگرام: فلمی گانے
۹-۳۰ بچوں کے لئے پروگرام
۲-۳۰ بہنوں کے لئے پروگرام

شام

۵-۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
ڈرامہ اور غزلیں

پیر ۷ فروری

صبح

۸-۴۰ یووا وانی
نغموں کی دنیا: فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ
کھیلوں پر تبصرہ
خطوں کے جواب
فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی
کلام شاعر
از حسام الدین سلیم
اور علی الدین نوید
افسانہ: از قادر جاوید
غزلیں

منگل ۸ فروری

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
اردو پروگرام: فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین پروگرام
فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ

بدھ ۹ فروری

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
شہرنامہ: فلمی گانے
۲-۳۰ اسکول طلباء کے لئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
اردو پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی
شگوفے: ہفتہ وار مزاحیہ
پروگرام: خطوں کے جواب
افسانہ: از اکرام جاوید
غزلیں

جمعرات ۱۰ فروری

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
کلام شاعر: فلمی گانے
۲-۳۰ اسکول طلباء کے لئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام: فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی
اس دور میں زندگی
تقریر: از ابو نعیم
دیہات کی تصویر: کریم نگر
تقریر
گیت اور غزلیں

جمعہ ۱۱ فروری

صبح

۶-۳۰ الیشور اللہ
قرأت کلام پاک
از قاری محمد غوث ندوی
نعت شریف
از مرزا غوث بیگ رائچوری

۸-۴۰ یووا وانی
تقریر اور فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ
میری پسند
۹-۳۰ نیرنگ
کہانی : سازی موسیقی
کلچرل ڈائری
از مجتبیٰ حسین
ان سے ملئے
ڈاکٹر وی این واگھوے
قوالیاں

ھفتہ ۱۲ فروری

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
تقریر اور فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ
ڈرامہ : فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
کہانی : سازی موسیقی
بھارت بھارتی
حیدرآباد کے قدیم شاعر
تقریر از رشید انصاری

لطیفے ہی لطیفے : غزلیں

اتوار ۱۳ فروری

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
گلدستہ : نوجوانوں پر
مبنی پروگرام : فلمی گانے
۹-۳۰ بچوں کے لئے پروگرام

شام

۵-۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام : فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
ڈرامہ : غزلیں

پیر ۱۴ فروری

صبح

۸-۴۰ یوواوانی
نغموں کی دنیا : فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ
کھیلوں پر تبصرہ
خطوں کے جواب

(آگے ص ۴۸ پر)

بقیہ - روھتک

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
نواب خاں : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱، دوپہر ۲-۲۰
لیاقت حسین اور محبوب سنگھ
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ یوواسنسار (انگریزی)
۶-۱۰ پرادیشک سنگیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۹-۱۶ ایک فلم سے

منگل ۱۵ فروری

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
نند کشور : سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ رام بھائی اور ساتھی : لوک سنگیت
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ پرادیشک سنگیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ کلام شاعر
۹-۱۶ ایک فلم سے
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) ۳۱۲-۲۰ میٹر ۹۶۰ کلو ہرٹز جے پور (ب) ۳۹۱-۲۲ میٹر ۷۶۹ کلو ہرٹز
اجمیر ۲۹۷-۵۰ میٹر ۳۰۰ کلو ہرٹز

خبریں

ھندی : صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۵-۱۱ بجے) انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)
صوبائی (ہندی) : صبح ۹-۰۵ شام ۷-۰۵ (راجستھانی) شام ۷-۱۵
سندھی : صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵ سنسکرت : صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰
سماچار پتر (ہندی) : صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ منگل دھونی : وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
۷-۱۰ گرساں ری بات : بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ سامائیکی
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سور گنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰، ۱۱-۰۰)

دوپہر

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام

۵-۰۵ یوواوانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے (کسانوں کے لیے پروگرام)

رات

۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

منگل یکم فروری

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۵۰ مدن لال شرما : گیت
۱۰-۱ سہیلیوں کی باڑی
دیہاتی عورتوں کے لئے پروگرام

شام

۶-۲۵ مدن لال شرما : بھجن
۶-۴۵ مباحثوں پر مبنی پروگرام
ڈاکٹر اود ھیش کمار
۸-۰۰ پرتھوی راج داسو
۹-۳۰ سندھی پروگرام

بدھ ۲ فروری

صبح

۷-۱۰ گرساں ری بات
۸-۲۱ راجستھلی
راجستھانی میں تقریر
۱-۳۰، رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

شام

۵-۰۵ یوواوانی
۷-۱۵ ضلع کی چھٹی
۸-۰۰ انکی درشٹی میں
کرشن گوپال سنہا
۸-۲۵ نرجھارنی
۹-۱۶ کھلا آکاش

جمعرات ۳ فروری

صبح

ارن یہ مدھومہ دلیش ہمارا
پرساد جی کے راشٹریہ وچاروں
پر مبنی روپک
آلیکھ: ڈاکٹر سریندر اپادھیائے
سنسکرت ایکتا کے سوتر
پرووں اور تیوہاروں میں
ہندی تقریر: امرت لال ناگر
لوک گیت
مہیلا جگت
یہ محنتی ہاتھ: روپک
پیش کش: کماری ارونا گوڑ

۶، رات ۸-۱۰
وبھا پاریکھ: بھجن
نرمان کے سور
راجستھلی

جو بغاوتی کویتا لکھی
گنیش لال ویاس استاد
تقریر: منوہر پربھاکر
شاستریہ سنگیت

جمعہ ۴ فروری

صبح

شاستریہ سنگیت
پرارتھنا سبھا
کاویہ کنج
ہیم لتا ورما
خیال جون پوری

شام

یووا وانی: نئے شنج
پروفیسر اودھیش کمار
نجھوانی: راجستھانی پروگرام
خوررے ہاتھا کیوں دکھ پاؤ
چھوا چھات میں وشواس
راکھ رے
راجستھانی تقریر
شریمتی پرمیلا پاریکھ
ہندی میں مزاحیہ تقریر
آنگن کٹی چھوایہ: شبھ چنتک
ڈاکٹر رام کرشن اگروال
راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام
۱۰-۳۰ ہیم لتا ورما: خیال کیدار

ہفتہ ۵ فروری

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ سماج کلیان
انیواریہ تائیں اور سمبھاونائیں
ہندی تقریر
۱-۱۰ لوک گیت

شام

۵-۱۵ یووا وانی
۸-۰۰ کہکشاں: افسانہ
مختار الرحمٰن راہی
۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام
بھونیشور مشر: وائلن

اتوار ۶ فروری

صبح

۷-۳۰ پی۔ وی۔ رگے
خیال رام کلی
۹-۱۵ مکل: کہانی
"بڑا آدمی"
تحریر: دلیو شر بھٹ
۱۲-۰۰ مہیلا جگت
پری چرچا: ہری کو بھج
سو ہری کو ہوئی
شرکار: پربھا پرساد،
پرتما سسودیا، سلوچنا
راگیہ رادھو اور شانتا گپتا
۱۲-۳۰ جھلکی
۱۲-۴۵ پتر ملا
۲-۳۰ پریرڑاں: کویتا پاٹھ
پورن شرما

شام

۶-۲۵ راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ مرودھر
پتریکا پروگرام
۱۰-۳۰ پی۔ وی۔ رگے
خیال پوریا

پیر ۷ فروری

صبح

۷-۳۰ معین الدین خاں
سارنگی پر کومل رشبھ آساوری
۸-۲۱ چوتھ مل ماکھن
گیت اور بھجن
۱۲-۳۰ اندر دھنش

شام

۶-۳۰ ادھوگ جگت
ادھوگک شرمیکوں کے
لئے پروگرام
۸-۰۰ راجستھلی
راجستھانی کہانی
مہاویر سر برٹی
۹-۱۶ سماچار ترنگ
پرادیشک ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۰۰ سوامواریہ راتریکا
لین سنگیت سبھا
معین الدین خاں
سارنگی پر جوگ کونس

منگل ۸ فروری

صبح

۷-۳۰ جاتی پانتی پوچھے نہیں کوئی
گورو روی داس کے بھجنوں
پر مبنی روپک
۸-۲۱ منگلا چوہان
گیت اور بھجن

شام

۶-۴۵ سنگیت
پروفیسر اودھیش کمار
۷-۳۰ کرشکوں کے لئے
۸-۰۰ گوشٹھی: کویتائیں
سروشری ہیمنت شیش
ڈاکٹر پدما کر شرما اور
انل جیور سیا
۹-۱۶ کھلا آکاش
۹-۳۰ سندھی پروگرام

بدھ ۹ فروری

صبح

۸-۲۱ راجستھلی
پرگتی را پانوڑا
پریوار نیوجن ری سویدھاں وا
ہنومان سنگھ راٹھور

بیکانیر

۲۱۵/۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۶-۳۵ بھگتی سنگیت
۷-۰۵ پروگرام کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۷-۲۰ مانس گان

دوپہر

۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
۷-۳۰ موسم کا حال
کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

جودھپور

جودھپور ۵۶۳/۹ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز ۲۵۰۰/۶ میٹر ۱۱۹۰ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۹-۱۰ راجستھانی بھگتی گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱-۱۰ کلاسیکی موسیقی
(سوائے منگل، جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت
۱-۵۰ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)
۵-۰۵ یووا وانی
یووا ترنگ اور ودیارتھی پروگرام
(منگل تا جمعہ)
۵-۳۰ نو ترنگ
فلم سنگیت پر مبنی
(اتوار)
۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
نیو جنی سوچنائیں (پیر، بدھ)
لوک گنگا (منگل)
شاردا سنگم (بدھ)
گیان وردھان (جمعرات)
سائنس ڈائجسٹ (ہفتہ)
۶-۳۰ سرحدی علاقوں میں رہنے والے
سامعین کیلئے ملا جلا پروگرام
۸-۲۵ ایک کلاکار
۹-۱۵ تقریر (ہندی / انگریزی)
(منگل، جمعرات)
لے چلے گانے (بدھ اور جمعہ)
خطوں کے جواب (ہفتہ)
۱۰-۰۰ بہار گیت
(دوسری اور تیسری جمعرات)

۱-۳۰ ششتی ہیم کچھولیا
ستار پر جون پوری

شام

۵-۰۵ یووادانی
۶-۳۰ سندھی پروگرام
۸-۰۰ سواستھیہ شکشا
شوتاؤں کے سواستھیہ
سمبندھی پرشنوں کے اتر
۹-۳۰ آکاش وانی وچار گوشٹھی
بھارت کھیل کود میں اپنا
استر کیسے اونچا کرے
شرکار: گنیش سنگھ، ڈی۔این
کاک، کے۔کے بھٹناگر
محمد یاسین
۱۰-۳۰ ششتی ہیم کچھولیا
ستار پر راگ کیشوری

جمعرات ۱۰ فروری

صبح

۸-۲۱ سماجک ین نرمان اور ہم
جہیز کے خلاف: ہندی تقریر
ڈاکٹر شیل کانتا آسوپا
۸-۵۰ جی۔این۔اپادھیائے
مینڈولین پر دھنیں
۱-۱۰ مہلا جگت: روپک
اون ہمیہ شوابہ
لوک گیتوں پر مبنی
پیشکش: شرومنی گل گوشٹا

شام

۸-۰۰ راجستھلی
دھارا وا ہک روپک
بجھ گکڑ جی مہاراج
تحریر اور پیشکش: سلطان سنگھ
۸-۱۰ بجرنگ کمار: بھجن
۸-۳۰ نرجھرنی
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۱ فروری

صبح

۸-۵۰ صادق حسین: غزلیں
۱-۳۰ رفیق حسین: ٹھمری اور دادرا
۱-۵۰ کرشی لوک

شام

۵-۰۵ یووادانی
بڑھتی آبادی اور ریواچیتنا

۶-۲۵ مرووانی
راجستھانی پروگرام
مہا شوراتری: سوداترن
راجستھانی تقریر
گوردھن سنگھ
۶-۴۵ صادق حسین: غزلیں
۸-۰۰ کلا کے چرن: ہندی تقریر
وجے شرما
۱۰-۰۰ راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۱۲ فروری

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ راج میں ادشدھیا نینترن
پر یاس اور اُپلبدھیاں
تقریر
۱-۱۰ لوک گیت

شام

۶-۳۰ بال گوپال
دیہاتی بچوں کے لئے پروگرام
۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام
۹-۱۶ کھلا آکاش

اتوار ۱۳ فروری

صبح

۷-۱۰ دیش بھگتی گان
۹-۱۵ مکل: ناٹک "شوراتری"
از: ایس سہائے
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
۱۲-۰۰ مہیلا جگت: پری چرچا
ستن پان کی اہمیت
کتنی اور کیوں
شرکاء: لتا شرما، راجکماری
کھنڈیل وال، ڈاکٹر مکل رانی
ڈاکٹر کلپنا رگھو ونشی
۱۲-۳۰ جھلکی
۱۲-۴۵ خط ملا
۲-۳۰ ترکون: پتریکا پروگرام

شام

۶-۲۵ راجستھانی گیتوں کا
فرمائشی پروگرام
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۱۰-۰۰ قوالیاں

پیر ۱۴ فروری

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

اودے پور

اودے پور: ۲۶۶/۶۰ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۲۵ بھگتی سنگیت
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی
۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ سنگیت سریتا
۷-۴۰ فلمی سنگیت

۹-۱۰ سگم سنگیت (سوائے اتوار)

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۱-۵۰ لوک سنگیت
۵-۰۵ یووادانی

۶-۰۰ مقامی اطلاعات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)
۸-۲۵ فلمی گیت

لکشمن بھٹ تلنگ
راگ بھٹیار دھرو پد
پکھاوج پر سنگیت
شیام لال
۹-۱۰ لوک گیت
۱۲-۳۰ اندر دھنش

شام

۶-۳۰ ادھوگ جگت
مزدوروں کے لئے پروگرام
۸-۰۰ راجستھلی؛
راجستھانی کویتا پاٹھ
۹-۱۶ سماچار ترنگ
۱۰-۰۰ سومواریہ راتریکالین
سنگیت سبھا
لکشمن بھٹ تلنگ
راگ جے جے ونتی
پکھاوج پر سنگیت
شیام لال

منگل ۱۵ فروری

صبح

۷-۱۰ کرساں ری بات
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۱-۱۰ سہیلیوں کی باڑی
۱-۵۰ کرشی لوک

شام

۶-۴۵ سنگیت: اودھیش کمار
۷-۳۰ کرشکوں کے لئے
۸-۰۰ روپک
سورداس کا واشیشہ
۹-۱۶ کھلا آکاش
۹-۳۰ سندھی پروگرام

بقیہ حیدرآباد

فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی
کلام شاعر
از مولانا معزالدین ملتانی
اور اوج یعقوبی
افسانہ: از اعظم راہی
گیت اور غزلیں

منگل ۱۵ فروری

صبح

۸-۲۵ یووادانی
اردو پروگرام
فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین پروگرام
فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
کہانی: سازی موسیقی
صنعتی مزدوروں کے مسائل
تقریر از پی واسودیو
حیدرآباد کے پلوں کا
طرز تعمیر
تقریر از حامد لطیف ملتانی
ڈھولک کے گیت

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف' ۲۰۲/۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال 'ب' ۲۴۳/۳ میٹر ۱۲۳۳ کلو ہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۷-۴۵، ۴۹۹۰ کلو ہرٹز

صبح ۸-۳۰ سے ۹-۲۰/۹-۴۵ - ۹ } ۷۱۸۰ کلو ہرٹز
صبح ۹-۴۵ سے ۵-۱۵/۵-۴۵ شام }

شام ۵-۳۰ سے ۱۲-۰۰ رات، ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

رائے پور: ۳۰۵/۹ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز گوالیار: ۲۱۶/۴ میٹر ۱۳۸۶ کلو ہرٹز

جبلپور ۲۵۴/۲ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ی: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (پرادیشک) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)

ی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

منگل یکم فروری

۸ اردو پروگرام
بزم سخن، شرکاء جوہر باسودوی
رہبر جونپوری، قاسم نیازی،
صابر نیازی، یعقوب یاور اور
حسن فتحپوری

…ہر
۲ رودردت دوبے، لوک گیت

۹ بھولے بسرے گیت

بدھ ۲ فروری

۹ ترنگ
'بمبئی یاترا'، جھلکی
تحریر: مشرر مودنا موڑ
پیشکش: مقبول حسین

جمعرات ۳ فروری

…ح
۹ اسکول براڈ کاسٹ

…ہر
۱۲ آپ کی پسند
۲ رونا در ماو سکھیاں، لوک گیت

…ت
۹ نیشنل پروگرام، لوک و سگم سنگیت

گجراتی سنگیت

جمعہ ۴ فروری

صبح
۹-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ

دوپہر
۱۲-۳۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر: لوک گیت

رات
۸-۰۰ 'کہکشاں'، اردو پروگرام
(۱) اسپورٹس میگزین
'بھوپال میں شطرنج کے کھلاڑی'
(۲) 'بھوپال کے پہلوان'، فیچر

ہفتہ ۵ فروری

صبح
۹-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ

دوپہر
۲-۳۰ سرلیش تیواری:
لوک گیت

رات
۷-۴۵ کھلا آکاش
'پراتتو نے سامگر کی سرکشا'، تقریر
۸-۰۰ سوال جن سادھارن کے
جواب مکھیہ منتری کے
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۶ فروری

دوپہر
۲-۳۰ چترنجن گھوشال، لوک سنگیت

رات
۸-۳۰ یہ جیون ہے
۹-۳۰ ناٹک

پیر ۷ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
وندنا سکسینہ، لوک گیت

رات
۸-۱۵ اسپورٹس نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: تقریر

منگل ۸ فروری

صبح
۷-۳۰ گرجیش سریواستو، لوک گیت
۸-۳۰ 'آئینہ'، اردو پروگرام
'قدیم بھوپال کی کچھ یادیں'،
تقریر راز رام سہائے پردھان
۹-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ

دوپہر
۲-۳۰ گرجیش سریواستو، لوک گیت

بدھ ۹ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
کرونا راوت، لوک گیت
۹-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ

رات
۹-۳۰ ترنگ
'مکان کی تھکان'، جھلکی
تحریر: ورنیندر کمار
۹-۴۵ یونیورسٹی پروگرام

جمعرات ۱۰ فروری

صبح
۹-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ

دوپہر
۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۲-۳۰ رتن بائی گھوڈگ، لوک گیت

رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: فیچر

جمعہ ۱۱ فروری

رات
۸-۰۰ 'کہکشاں'، اردو پروگرام
(۱) 'شاعری اور شراب'، گفتگو
(۲) 'عورت آج بھی مظلوم ہے'،
تقریر راز نصرت بالو روحی

ہفتہ ۱۲ فروری

صبح
۹-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ

دوپہر
۲-۳۰ برج کشور ناٹیک: لوک گیت

رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۳ فروری

دوپہر
۲-۳۰ رادھے شیام مالوی اور ساتھی:
لوک گیت

رات
۹-۳۰ 'ایک کھڑکی کھلی ہوئی'، ناٹک
تحریر: ہری مہتہ

پیر ۱۴ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
منورما شریواستو، لوک گیت
۹-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ

منگل ۱۵ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
اساوری گارگو و سکھیاں:
لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
'غالب کے غزل سرا'، فیچر
تحریر: متین سید
۹-۱۰ اسکول براڈ کاسٹ

رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ۱۰۲۷ ۔ ۱۵۲۱ کلو ہرٹز ۔ پربھنی ۲۲۹۰۸ ۔ ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی ۸-۰۰ صبح ۶-۰۵ شام ۸-۴۵ رات – انگریزی ۸-۱۰ صبح ۸-۰۰، ۹-۰۰ رات
اردو ۱-۵۰ دوپہر ۹-۱۵ رات – مراٹھی (علاقائی) ۷-۰۵ صبح اورنگ آباد
۷-۰۰ شام (بمبئی) مراٹھی (مرکزی خبریں) ۸-۳۰ صبح ۱-۳۰ دوپہر ۸-۰۵ رات

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم
۶-۳۵ امرت دھارا
۶-۴۰ پروگرام کا خلاصہ (بزبان مراٹھی)
۶-۴۵ کسانوں کے لیے پروگرام
۶-۵۰ سورانجلی
۸-۲۵ ضلع کی چھٹی
۹-۰۵ اختتام

شام

۵-۳۰ یوواوانی
نوجوانوں کے لیے پروگرام
۵-۵۰ پریس کی رائے
۵-۵۵ روزگار سماچار
۶-۰۰ مقامی اعلانات
۶-۱۰ پروگرام کی تفصیل (بزبان مراٹھی)
۶-۳۰ کسانوں کے لیے پروگرام (بزبان مراٹھی)
۷-۳۰ آپچے گھر آپچے شیوار
۸-۳۰ مدھوگندھ
۱۰-۳۰ اختتام

<><<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<<>

منگل یکم فروری

صبح

۷-۱۵ پرتیما مشرا : خیال
۷-۲۰ سب رنگ
اردو پروگرام (روزانہ)
۸-۲۰ سگم سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواوانی
مراٹھی میں نوجوانوں کے لیے پروگرام (روزانہ)
۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ فروری

صبح

۷-۱۵ رمیش تاگڑے : وائلن
۸-۴۰ برکت علی خاں
ٹھمری اور دادرا
۱-۰۰ لیشونت بی جوشی : خیال

شام

۹-۳۰ مراٹھی میں ادبی پروگرام
۱۰-۰۰ سامعین کی فرمائش پر

جمعرات ۳ فروری

صبح

۷-۱۵ ٹی۔ڈی جانتو ریکر
سبدھ سنگیت
۸-۴۰ اسٹیج گیت

شام

۸-۴۰ ہفتہ وار نیوز ریل
۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۴ فروری

صبح

۸-۴۰ پروین سلطانہ : خیال
۱-۰۰ استاد امیر خاں : خیال

رات

۹-۳۰ مراٹھی میں ڈرامہ

ہفتہ ۵ فروری

صبح

۷-۱۵ لوک سنگیت
۸-۴۰ سور شلپ
۱۲-۳۰ سیما شرما، یونس ملک
غزلیں
۱-۰۰ سارنگ راگ کی قسمیں

رات

۸-۱۵ اون ہاؤس
فیملی سیریل (مراٹھی میں)
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۶ فروری

صبح

۸-۴۰ سگم سنگیت
۹-۰۵ مراٹھی میں بچوں کے لیے پروگرام
۱-۰۰ بزم خواتین (مراٹھی)

رات

۹-۳۰ میوزیکل فیچر
۱۰-۰۰ منور علی خاں : خیال

پیر ۷ فروری

صبح

۷-۱۵ رتنا کر گوکھلے : وائلن
۸-۴۰ اسٹیج گیت
۱-۰۰، رات ۱۰-۰۰
پدماوتی گوکھلے : خیال

رات

۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

منگل ۸ فروری

صبح

۷-۱۵ شوبھا جوشی : خیال
۱-۰۰ حافظ احمد خاں : خیال

رات

۷-۲۰ مراٹھی میں تقریر
۹-۳۰ سائنس میگزین پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ فروری

صبح

۷-۱۵ دلال رائے اور ہیما شولبوس
سنطور اور بانسری
۸-۴۰ سدلیشوری دیوی
ٹھمری اور دادرا

رات

۹-۳۰ مراٹھی میں مباحثہ
۱۰-۰۰ سامعین کی فرمائش

جمعرات ۱۰ فروری

صبح

۷-۱۵ سبدھ سنگیت
۸-۴۰ اسٹیج گیت
۱-۰۰ اللہ رکھا خاں : طبلہ

رات

۸-۱۵ نیوز ریل
۹-۳۰ فیچر کا نیشنل پروگرام
۱۰-۰۰ بھیم سین جوشی : خیال

جمعہ ۱۱ فروری

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا
۸-۴۰، ۱-۰۰
مالیکارجن منصور : خیال

رات

۷-۲۰ مراٹھی میں تقریر
۹-۳۰ مراٹھی میں فیچر
۱۰-۰۰ میرا پرانچے : خیال

ہفتہ ۱۲ فروری

صبح

۷-۱۵ لوک سنگیت
۸-۴۰ سور سلپ
۱-۰۰ ہری پرساد چورسیا
بانسری

رات

۸-۱۵ اون ہاؤس
فیملی سیریل
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۳ فروری

صبح

۷-۱۵ خیال
۸-۴۰ بھاؤ گیت
۱-۰۰ بھگتی سنڈل
عورتوں کے لیے مراٹھی میں پروگرام
۱-۴۰ سموہ گان

اسٹیشن ڈائریکٹر آل انڈیا ریڈیو اورنگ آباد کو

زریڈر-کم-ٹرانسلیٹر (اردو) کے تقرر کے لیے

درخواستیں مطلوب ہیں

اسامیوں کی تعداد : ایک . غیر مخصوص

ی نوعیت

امیدوار کے فرائض میں عمومی طور پر انگریزی سے اردو اور اس کے برعکس
رنے (جب اور جہاں ضرورت ہو ریہرسل کرنا) نیوز کمنٹری اور خبروں سے متعلق
ر مائیکروفون پر پڑھنا۔ اور وقتاً فوقتاً سپرد کردہ دیگر فرائض کی انجام دہی
ل ہیں۔

ت، عمر اور فیس اسکیل وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں:

تیں لازمی :

۱۔ کسی مسلمہ یونیورسٹی کی ڈگری یا اس کے مساوی۔
۲۔ نشریات کے لیے موزوں بہترین آواز۔
۳۔ درست تلفظ اور لب ولہجہ۔
۴۔ اردو زبان میں مہارت۔
۵۔ درست اور تیز رفتاری کے ساتھ انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرنے کی مہارت۔
۶۔ قومی اور بین الاقوامی حالاتِ حاضرہ کا علم۔
۷۔ درون ملک اور بیرون ملک کی نمایاں شخصیات کے ناموں کا علم۔

سندیدہ :

(ا) کسی ایک دیگر ہندوستانی زبان کی واقفیت۔
(ب) دیوناگری رسم الخط سے واقفیت۔
(ج) ریڈیو، رسالوں اور کتابوں کے لیے لکھنے کا تجربہ۔

مر : یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ۲۱ اور ۳۵ برس کے درمیان، آل انڈیا ریڈیو کے
ف آرٹسٹوں، شیڈول کاسٹ اور شیڈول ٹرائب امیدواروں کو قواعد کے مطابق
ت دی جائے گی۔

س اسکیل : ۶۵۰-۳۰-۷۴۰-۳۵-۸۱۰-ای بی-۳۵-۸۸۰-۴۰-۱۰۰۰-
بی ۴۰-۱۲۰۰ روپے ساتھ میں وہ بھتے جو اسٹاف آرٹسٹوں کو وقتاً فوقتاً دیے جاتے ہیں۔

امیدواروں کو اپنے اخراجات پر ٹسٹ اور انٹرویو کے لیے آل انڈیا ریڈیو، جالنا روڈ اورنگ آباد پہنچنا ہوگا۔

سرکاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔

منتخب امیدوار کا تبادلہ آل انڈیا ریڈیو کے کسی بھی اسٹیشن پر کیا جاسکتا ہے۔

تمام ضروری کارروائیوں کی تکمیل سے قبل منتخب امیدوار کا تقرر ابتدا میں ماہ با ماہ نہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان کو مقررہ فیس اسکیل میں تین سالہ معاہدے پر اسٹاف آرٹسٹ کی حیثیت سے رکھا جائے گا جس میں سے دو سال کی مدت آزمائشی شمار کی جائے گی۔ آزمائشی مدت کی کامیاب تکمیل پر اس کے ساتھ طویل المدت معاہدہ کیا جائے گا جو کہ امیدوار کی ۵۸ سال کی عمر تک چلے گا۔

درخواست فارم کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ یہ درخواست فارم ایک روپیہ ادائیگی (نقد یا بذریعہ منی آرڈر) پر اسٹیشن ڈائرکٹر آل انڈیا ریڈیو، جالنا روڈ اورنگ آباد سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ درخواست کے ساتھ امیدوار کو مبلغ پانچ روپے درخواست فیس کے طور پر کراس انڈین پوسٹل آرڈر کی صورت میں ادا کرنے ہونگے۔ ہر لحاظ سے مکمل درخواست فارم اسٹیشن ڈائریکٹر آل انڈیا ریڈیو، جالنا روڈ پوسٹ بیگ ۵، اورنگ آباد ۴۳۱۰۰۱ کے پتے پر زیادہ سے زیادہ ۳۱ر مارچ ۱۹۸۳ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ درخواست فیس کے بغیر آنے والی درخواستیں قابل غور نہیں سمجھی جائیں گی۔ درخواست فیس کے پانچ روپے کسی بھی حالت میں واپس نہیں کیے جائیں گے۔

مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستیں کسی بھی حالت میں قابل قبول نہیں ہوں گی۔ ٹسٹ / انٹرویو کے لیے بلاتے وقت زیادہ قابلیت اور زیادہ تجربہ رکھنے والے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔

یکم مارچ ۱۹۸۳ء کے بعد درخواست فارم فروخت نہیں کیے جائیں گے۔

کسی بھی قسم کے اثر ورسوخ کا استعمال امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ہوگا۔

ت
۸- مدھوگند
۹- ناٹیہ راگ

پیر ۱۴ر فروری

صبح
۱۵-۷ کے۔ ایل سود: جلترنگ
۴۰-۸ سبدھ گند

۰۰-۱ غلام مصطفی خاں: خیال

رات
۳۰-۹ نیشنل پروگرام:
ہندی تقریر

منگل ۱۵ر فروری

صبح
۴۰-۸ سگم سنگیت
۳۰-۹ سائنس ویک

سرینگر

میڈیم ویو: سرینگر الف: ۸/ ۲۶۸ میٹر سرینگر ب: ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز
شارٹ ویو: ۱۰/ ۴۹ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۵۶/ ۹۱ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۳۰-۶ سے صبح ۰۰-۱۰ تک دوسری مجلس، صبح ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک (اتوار کو صبح ۳۰-۶ سے رات ۰۵-۱۱ تک مسلسل)

خبریں

کشمیری: صبح ۴۵-۷ شام ۲۵-۶ اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹
ھندی: صبح ۰۰-۹ سنسکرت: صبح ۰۰-۷ انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۲
شام ۰۰-۶ رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱

علاقائی خبریں

صبح ۰۵-۹ دلچسپ خبریں ۲۰-۹ اردو ۲۵-۹ کشمیری دوپہر ۱۰-۲ لداخی
شام ۳۰-۷ کشمیری ۴۵-۷ اردو

صبح

۰۵-۷ صبح گاہی
بھکتی سنگیت پروگرام (روزانہ)
۳۰-۷ بجائی ہندستر
گاندھی کتھا (سوائے جمعہ)
۵۵-۷ آج کی بات (روزانہ)
۰۰-۸ اس ہفتے
ہفتے کے پروگراموں کی جھلک
(ہر اتوار کو)
ڈوگری سنگیت (ہر منگل کو)
پوسٹ کارڈ افسانہ (ہر جمعرات کو)
پیپے کانفر (ہر ہفتہ کو)
۲۱-۸ گھرانوں کے لیے (اردو)
(ہر اتوار کو)
زعفران زار
(طنز و مزاح پروگرام)
(I اور III پیر کو)
ذات تجربات (II' IV پیر کو)
رسالو منزہ
(میگزینوں سے انتخاب' I منگل)
سنگیت میگزین (II منگل)
ثقافت (کلچرل میگزین)
(III منگل)
فلم میگزین (IV منگل)
شش رنگ (ریڈیو ڈائجسٹ)
(ہر بدھ کو)
اشش تہ گاشش
(دیہاتی سامعین کے لیے)
(ہر جمعرات کو)
گھرہ بارہ خاطرہ
(گھرانوں کے لیے کشمیری میں پروگرام)
(ہر جمعہ کو)
نوی تخلیق (کشمیری)
(I' III اور V ہفتہ کو)
تخلیق نو (اردو) (II ہفتہ)
نو تکیمن (ہندی) (IV ہفتہ)
۳۵-۸ بات چیت (ہندی)
(ہر پیر کو)
سنطور پروگرام
(صوفیانہ موسیقی پر مبنی)
(I منگل)
حرف حرف (I ہفتہ کو)
موئل شعار
(I' II' IV اور V ہفتہ کو)
پراگ (III ہفتہ کو)
۰۵-۹ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)
(روزانہ سوائے ہفتہ)
کاشری ناویل (ہفتہ کو)
۳۰-۹ توہنز فرمائش
(سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے)
(روزانہ)
۰۰-۱۰ ریڈیو نیوز ریل (ہر اتوار کو)
۱۵-۱۰ ہونہار
(اردو میں بچوں کے لیے پروگرام)
(ہر اتوار کو)
۰۰-۱۱ نوبہ نو
یووا وانی سے انتخاب (کشمیری)
(I اور III اتوار کو)
کہکشاں (یووا وانی سے انتخاب
(اردو، II اتوار کو)
ابھرتے فن کار (IV اتوار کو)

دوپہر

۰۰-۱۲ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے اتوار اور تعطیلات کے روزانہ)
۰۰-۱ ویسٹرن میوزک (ہر اتوار کو)
۳۰-۱ اور ۰۰-۳
فوجی بھائیوں کے لیے (روزانہ)
۰۰-۴ پھولہ دینی ژوری (کشمیری)
(ہر اتوار کو) بچوں کے لیے
پروگرام (کشمیری)
۳۰-۴ پنجابی پروگرام
(منگل، جمعہ اور اتوار کو)
خوشحال گھر (ہوم سائنس
پروگرام، ہر ہفتہ کو)
پہاڑی پروگرام (ہر جمعرات کو)
۰۰-۵ گوجری پروگرام (جموں سے)
(روزانہ)
۳۵-۵ گوجری پروگرام (سرینگر سے)
(روزانہ)
۱۰-۶ ضلع نامہ (ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر)
(ہر پیر کو)

شام

۵۵-۷ روزگار سماچار (روزانہ)
۰۰-۸ وادی کی آواز: پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر کے سننے والوں کے لیے پروگرام (روزانہ)
۳۰-۸ پراگاشش (کشمیری)
غیر نصابی تعلیمی پروگرام
(سوائے پیر اور جمعہ)
اسپورٹس راؤنڈ اپ
(ہر پیر کو)
۴۵-۸ توہنز چیٹھی واٹھ
(کشمیری میں خطوں کے جواب)
(ہر اتوار کو)
بات چیت' اردو' (ہر پیر کو)
بات چیت' کشمیری' (ہر منگل کو)
خط کے لیے شکریہ
(اردو میں خطوں کے جواب)
(ہر بدھ کو)
سیلتھ فورم (ہر جمعرات کو)
بات چیت انگریزی میں (ہر ہفتہ کو)
۳۰-۹ سلسلہ وار ڈرامہ (ہر اتوار کو)
اردو اور کشمیری میں ڈرامہ
(ہر پیر کو)
و دوھا (ہندی میں ادبی پروگرام)
(I منگل کو)
سنگر مال (کشمیری میں ادبی پروگرام)
(II اور IV منگل)
ہم قلم (اردو میں ادبی پروگرام)
(III منگل کو)
سام (جیس نکاتی پروگرام کی عمل آوری' I اور III بدھ کو)
سائنس میگزین (II' IV بدھ کو)
تصویر
(ترقیاتی پروگراموں پر مبنی پروگرام)
(V بدھ کو)
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام
(I جمعرات کو)
فیچر کا نیشنل پروگرام
(II جمعرات کو)
میانی پسند (III جمعرات کو)
ڈراموں کا نیشنل پروگرام
(IV جمعرات کو)
محفل: برگزیدہ شخصیتوں سے گفتگو
(V جمعرات کو)
گفتگو (I جمعہ کو)
بزم شعر: کشمیری میں محفل مشاعرہ
(III جمعہ کو)
اپنی دھرتی اپنا دیش (کشمیری)
(IV جمعہ کو)
مشاعرہ (اردو) (V جمعہ کو)
میانی زندگی میون کار (کشمیری)
(I ہفتہ کو)
بزم سامعین (اردو)
سامعین کے سوالوں کے جواب
(II اور IV ہفتہ کو)
محفل موسیقی (III ہفتہ)
پتریکا: ہندی پروگرام
(V ہفتہ)
آپ کی فرمائش

سامعین کی فرمائش پر فلمی گانے
(ہر اتوار اور بدھ کو)
توہنز فرمائش
سامعین کی فرمائش پر کشمیری...
(ہر منگل کو)
داستان (ہر جمعہ کو)
بادِ صبا: تخلیقی پروگرام
(II ہفتہ)
گاشہ تارکھ (شہور شاعر...)
(IV ہفتہ)
بزم قوالی (V ہفتہ)
۳۰-۱۰ جنہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
پرانی فلموں کے گانے
(I' III' V ہفتہ)
شہر صدا: غیر فلمی گانوں کا
(II' IV ہفتہ)

منگل یکم فروری

صبح

۳۰-۷ بجائی ھندستر
۰۰-۸ ڈوگری موسیقی
۲۱-۸ رسالو منزہ
۳۵-۸ 'سنطور'
۰۵-۹ زونہ ڈب
۳۰-۹ توہنز فرمائش
۳۰-۱۱ صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۰۰-۱۲ اسکول براڈکاسٹ (اردو)
'متوازن غذا' شششی رینا سے گفتگو
۳۰-۱۲ بھجن
۳۰-۲ صوفیانہ موسیقی
۳۰-۴ پنجابی پروگرام

شام

۱۰-۶ غزلیں
۱۵-۶ گھاسی بھائن ہندہ خاطرہ پروگرام
۳۰-۸ پراگاشش
۰۰-۱۰ توہنز فرمائش

بدھ ۲ فروری

صبح

۳۰-۷ بجائی ہندستر
۰۰-۸ غزلیں
۲۱-۸ 'شش رنگ' ریڈیو ڈائجسٹ
۰۵-۹ زونہ ڈب
۳۰-۹ توہنز فرمائش
۳۰-۱۱ چھکری اور روف

سہ پہر

۳۰-۴ غزلیں
۱۵-۶ گاتی بھاین ہندہ خاطرہ

رات

۰۰-۸ وادی کی آواز
۳۰-۸ پراگاشش
۴۵-۸ خط کیلئے شکریہ
۰۰-۱۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۳ فرور...

صبح

۰۰-۸ پوسٹ کارڈ افسانہ
۲۱-۸ اشش تہ گاشش
۰۵-۹ زونہ ڈب
۳۰-۹ توہنز فرمائش
۳۰-۱۱ صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۰-۲ شاستریہ سنگیت
۰۰-۳ فوجی بھائیوں کیلئے
۰۰-۴ 'گیاری'
جموں و کشمیر اور لداخ کی موسی...
۳۰-۴ پہاڑی پروگرام

شام

۱۰-۶ غزلیں
۱۵-۶ گاتی بھائن ہندہ خاطرہ
۳۰-۸ پراگاشش
۴۵-۸ ہیلتھ فورم
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، علاقائی سن...
گجراتی سنگیت

جمعہ ۴ فرور...

صبح

۳۰-۷ 'پیزر گارن'
گاندھی جی کی آپ بیتی سے سلسـ...
۲۱-۸ گھر بارہ خاطرہ
۰۵-۹ زونہ ڈب
۳۰-۹ توہنز فرمائش
۳۰-۱۱ چھکری اور روف

دوپہر

۰۰-۱۲ اسکول براڈکاسٹ

دوردرشن بمبئی

بمبئی چینل : ۴ تصویر ۶۲٫۲۵ میگھا ہرٹز بینڈ : ۱ آواز ۶۷٫۷۵ میگھا ہرٹز
پونہ چینل : ۵ تصویر ۱۷۵٫۲۵ میگھا ہرٹز بینڈ : آواز ۱۸۵٫۷۵ میگھا ہرٹز

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام ۷-۳۰ مراٹھی میں خبریں
۸-۳۰ نیشنل پروگرام (دلی دوردرشن سے براہ راست ریلے) ۱۰-۰۰ کل کے پروگرام ۱۰-۴۷ اختتام

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

اتوار
صبح ۹-۰۰ انگریزی میں سلسلے وار فلم ۹-۳۰ پرتیبھا آنی پرتیما ۱۰-۳۰ ساپتاہکی : ہفتے بھر کے پروگرام کی ہندی میں جھلک ۱۱-۰۵ اختتام
شام ۵-۰۰ اور ۷-۴۰ ہندی میں فیچر فلم
۱۰-۰۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ

پیر
صبح ۱۰-۴۰ سے ۱۱-۰۰ اور ۲-۰۰ سے ۲-۲۰ تک
شالے چتروانی (طلبا کے لیے) پانچویں جماعت کے لیے
انگریزی کا سبق
شام ۶-۳۰ بلبل (مراٹھی میں بچوں کا پروگرام)
۷-۱۰ آپلی ماتی آپلی مانس ۷-۴۰ دنین دن وگیان / دستاویزی فلم ۸-۰۰ یوا درشن (گجراتی / ہندی) ۱۰-۰۰ کل کے پروگراموں کا اعلان ۱۰-۰۲ گجرا

منگل
شام ۶-۳۰ وندن وار / گھیر بیٹھاں ۷-۰۰ فلم ۷-۱۰ کامگار وشو ۷-۴۰ گیان دیپ ۸-۰۰ سائنس رپورٹ / وائبریشنز ۱۰-۰۲ اچھایا گیت ۱۰-۳۰ ہوشیار

بدھ
صبح ۱۰-۴۰ سے ۱۱-۰۰ اور دوپہر ۲-۰۰ سے ۲-۲۰
شالے چتروانی (طلبا کے لیے) چھٹی جماعت کے لیے
انگریزی کا سبق
شام ۶-۳۰ کھیل کھلونے (ہندی میں بچوں کا پروگرام)
میجک لیمپ (انگریزی میں بچوں کا پروگرام) ۷-۱۰ ملکی سنگیت ۷-۱۰ آپلی ماتی آپلی مانس ۷-۴۰ پریورتن ایک چنوتی ۸-۰۰ یوا درشن (مراٹھی) ۱۰-۰۰ کل کے پروگراموں کا اعلان ۱۰-۰۲ چترگیت (گجراتی) / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن

جمعرات
شام ۶-۳۰ سندر ماڑے گھر ۷-۰۰ فلم ۷-۱۰ کامگار وشو ۷-۴۰ کورٹا چی پایری / پریورتن : ایک چنوتی ۸-۰۰ امرت منتھن / واٹس دی گڈ ورڈ ؟ ۱۰-۰۲ ڈراما (گجراتی / مراٹھی)

جمعہ
صبح ۱۰-۴۰ سے ۱۱-۰۰ اور دوپہر ۲-۰۰ سے ۲-۲۰
شالے چتروانی (طلبا کے لیے) آٹھویں جماعت کے لیے
سائنس کا سبق
شام ۶-۳۰ ستا کٹڑی : گجراتی میں بچوں کا پروگرام ۷-۰۰ ادب ۷-۱۰ آپلی ماتی آپلی مانس ۷-۴۰ گیان دیپ ۸-۰۰ ان دی فیلڈ ، آف دی فیلڈ / چکر دیوہ / شبو انچیلیٹی کیڈے ۱۰-۰۲ چھایا گیت ۱۰-۳۰ خصوصی اعلان

ہفتہ
صبح ۱۰-۴۰ سے ۱۱-۰۰ اور دوپہر ۲-۰۰ سے ۲-۲۰
شالے چتروانی (اسکولوں کے لیے)
استادان کے لیے پروگرام
شام ۶-۰۰ اور ۷-۴۰ مراٹھی میں فیچر فلم / رنگا رنگ پروگرام
۱۰-۰۰ چندریری جگ / انگریزی فلم / ہوکھوٹے آئی چہرے

انگلش بائی ریڈیو
فوجی بھائیوں کیلئے
شاستریہ سنگیت
پنجابی پروگرام

غزلیں
پراگاش
راٹے تراٹے

ہفتہ ۵ فروری

بجائی ہندستر
ماہانہ غزل
نو تخلیق
کاشہ ناول 'پن تہ پاپ'
تحریر : غلام نبی گوہر
آواز : ایم ایل بیکس
توہنز فرمائش

ٹیچرز فورم

اتوار ۶ فروری

بجائی ہندستر
گھرانوں کیلئے
ریڈیو نیوز ریل
'ہونہار' بچوں کیلئے اردو پروگرام

فلمی سنگیت
مغربی موسیقی
پنجابی پروگرام

رات
۸-۳۰ کھیلوں کی دنیا
۸-۴۵ اردو بات چیت
۹-۳۰ 'کون رہتا ہے یہاں' اردو کھیل
تحریر : آفاق احمد
'جغرافیہ پڑھنے کیلئے نقشوں کی ضرورت'
اردو تقریر از اے کے کول
۴-۳۰ خوشحال گھرہ
رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی بات چیت
۹-۳۰ میانی زندگی میون کار
نامور گائیک شیخ غلام محمد ڈار سے گفتگو

توہنز چیٹھی واژ
'لالہ جو اینڈ سنز' ، سلسلہ وار کھیل
تحریر : علی محمد لون

پیر ۷ فروری

صوفی / سنت شعرا کا کلام
ذات بترات
ہندی بات چیت
'تشنیہ کیا ہے' از سید ہاشمی احمد
مغربی موسیقی

منگل ۸ فروری

صبح
۷-۳۰ بجائی ہندستر
۸-۰۰ ڈوگری سنگیت
۸-۲۱ سنگیت میگزین
۸-۳۵ 'سنطور' صوفیانہ کلام
۹-۳۰ توہنز فرمائش
سہ پہر
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

۶-۱۵ گامی بہاین ہندہ خاطرہ
رات
۸-۴۵ ملاقات
شری بی این کوٹا کے ساتھ انٹرویو
۹-۳۰ 'سنگرمال' کشمیری میں ادبی پروگرام
از ٹی این در

بدھ ۹ فروری

صبح
۷-۳۰ بجائی ہندستر
۸-۰۰ غزلیں
۸-۲۱ شش رنگ ، ریڈیو ڈائجسٹ
دوپہر
۱۲-۴۰ غزلیں
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ کشمیری غزلیں
شام
۶-۱۵ گامی بہاین خاطرہ
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین

جمعرات ۱۰ فروری

صبح
۷-۳۰ بجائی ہندستر
۸-۰۰ پوسٹ کارڈ افسانہ
۸-۲۱ آش تہ گاش
۹-۳۰ توہنز فرمائش
دوپہر
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام
شام
۶-۱۵ گامی بہاین خاطرہ
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، فیچر

جمعہ ۱۱ فروری

صبح
۷-۳۰ پیزر گورم
گاندھی جی کی آپ بیتی پر مبنی کشمیری پروگرام
۸-۰۰ کورل غزلیں
۸-۲۱ گھر بارہ خاطرہ
۹-۳۵ توہنز فرمائش
سہ پہر
۴-۳۰ پنجابی پروگرام
رات
۸-۰۰ وادی کی آواز

۹-۳۰ میاں پسند
سامعین کی فرمائش پر کشمیری نغمے

ھفتہ ۱۲ فروری

صبح

۷-۳۰ بجائی ہندسنز
۸-۰۰ مہینے کا نغمہ
۸-۲۱ نوتخلیق
۹-۰۵ کاشرٔ ناول 'پن تہ پاپ'
۹-۳۰ توہنز فرمائش
۱-۱۰ - ۲ شاستریہ سنگیت
۳-۳۰ - ۴ غزلیں

شام

۶-۱۵ گامی بھاین ہندٕ خاطرٕ
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی بات چیت
۹-۳۰ بزم سامعین (کشمیری)
۱۰-۰۰ 'باوُتھ' تخلیقی پروگرام

اتوار ۱۳ فروری

صبح

۷-۳۰ بجائی ہندسنز
۸-۰۰ اسس ہفتے
۸-۲۱ گھرانوں کیلئے
۹-۳۵ توہنز فرمائش
۱۱-۳۰ اردو کھیل

دوپہر

۱۲-۴۰ فلمی سنگیت
۱-۱۰ - ۲ شاستریہ سنگیت

رات

۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ توہنز چِھٹھی واڑ
۹-۳۰ 'لالہ جوابنہٕ سنز'، سلسلہ وار کھیل
تحریر: علی محمد لون

پیر ۱۴ فروری

صبح

۷-۳۰ بجائی ہندسنز
۸-۰۰ صوفی/سنت شعرا کا کلام
۸-۲۱ ذات بترات
۸-۳۵ ہندی بات چیت
۱۲-۴۰، ۳۰-۴ غزلیں
۱-۱۰ - ۲ شاستریہ سنگیت

رات

۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ اردو بات چیت
۹-۳۰ 'حدہ بند'، کشمیری کھیل

منگل ۱۵ فروری

صبح

۷-۳۰ بجائی ہندسنز
۸-۰۰ ڈوگری سنگیت
۸-۳۵ 'سنطور'، صوفیانہ کلام
۹-۳۰ توہنز فرمائش

دوپہر

۱۲-۴۰ بھجن
۱-۱۰ - ۲ شاستریہ سنگیت

رات

۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ سائنٹیفک دنیاہ
۹-۳۰ سنچاریکا: ہندی پروگرام

لیہہ

میڈیم ویو ۲۸۴.۹ میٹر ۱۰۵۳ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۷-۲۰ بھگتی سنگیت
۸-۴۵ پروگراموں کا خلاصہ

دوپہر ۱ - ۱۰ اور رات ۸-۰۰
فوجی بھائیوں کے لیے

۲-۱۵ لداخی موسیقی

شام

۶-۱۵ ملا جلا پروگرام (لداخی میں)
۱۰-۰۰ وِوِدھ بھارتی پروگرام
(علاوہ ہفتہ)

دوردرشن سرینگر

[illegible]

ھفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

دوپہر ۰۰-۱ فیچر فلم ۳-۳۰ یونیورسٹی کے لیے ۴-۰۰ اختتام
شام ۶-۳۰ بچوں کے لیے ۷-۰۰ نوجوانوں کے لیے (کشمیری)
۷-۳۰ کشمیری میں خبریں ۸-۰۵ روزگار خبرنامہ
۸-۱۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۳۰ دلّی سے براہ راست ریلے
۱۰-۰۰ موسیقی ۱۰-۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

پیر

شام ۶-۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے ۷-۰۰ کشمیری لوک سنگیت ۷-۱۵ ٹی وی نیوز فیچر ۷-۳۰ کشمیری میں خبریں
۷-۴۲ نقش و نغمہ (فلمی گیتوں کا پروگرام) ۸-۳۰ دلّی سے براہ راست ریلے ۱۰-۰۰ انٹرویوز ۱۰-۳۰ اردو میں خبریں اختتام

منگل

شام ۶-۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے زرعی پروگرام
۷-۰۰ ہوم سائنس/گھرانوں کے لیے ۷-۳۰ کشمیری میں خبریں
۷-۴۲ آپ کی ڈاک (ناظرین کے خطوط کے جواب)
۸-۰۰ ہیلتھ میگزین ۸-۳۰ دلّی سے براہ راست ریلے
۱۰-۰۰ تعمیر و ترقی سے متعلق پروگرام/رنگا رنگ پروگرام/موسیقی ۱۰-۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

بدھ

شام ۶-۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے زرعی پروگرام
۷-۰۰ ٹیلی کلبوں سے/فیملی ویلفیئر ۷-۳۰ کشمیری میں خبریں
۷-۴۲ ڈوگری پروگرام ۸-۰۰ سلسلہ وار کشمیری فیچر
۸-۳۰ دلّی سے براہ راست ریلے ۱۰-۰۰ مزاحیہ پروگرام/کلاسیکی موسیقی/صوفی سنتوں کے بارے میں
۱۰-۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

جمعرات

شام ۶-۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے زرعی پروگرام
۷-۰۰ کشمیری لوک سنگیت ۷-۱۵ فن اور فن کار/کشمیری موسیقی/ہمارا ثقافتی ورثہ ۷-۳۰ کشمیری میں خبریں
۷-۴۲ نقش و نغمہ (فلمی گیتوں پر مبنی پروگرام)
۸-۳۰ دلّی سے براہ راست ریلے ۱۰-۰۰ حالات حا[ضرہ]
۱۰-۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

جمعہ

شام ۶-۳۰ گوجر بھائیوں کے لیے/کشمیری لوک داس[تان]
کشمیری لوک سنگیت ۷-۰۰ ہلکی پھلکی موسیقی/نظم کی عک[س] بندی/ہمارے فرائض/ہمارا گاؤں ۷-۲۰ دستاوی[زی] فلم ۷-۳۰ کشمیری میں خبریں ۷-۴۲ کشمیری لوک سنگ[یت]
۸-۰۰ انگریزی سلسلہ وار فلم/ڈرامہ ۸-۰۰ دلّی سے برا[ہ] راست ریلے ۱۰-۰۰ ادبی میگزین پروگرام (اردو)/انگریزی میں سلسلہ وار فیچر ۱۰-۳۰ اردو میں خبریں اور اختت[ام]

ھفتہ

شام ۶-۳۰ بچوں کے لیے (کشمیری/اردو)
۷-۰۰ کھیل اور کھلاڑی: اسپورٹس میگزین
۷-۳۰ کشمیری میں خبریں ۷-۴۲ کشمیری لوک سنگیت
۸-۰۰ انگریزی میں سلسلہ وار پروگرام/ڈرامہ
۸-۳۰ دلّی سے براہ راست ریلے ۱۰-۰۰ ادبی میگز[ین] پروگرام ۱۰-۳۰ اردو میں خبریں اور اختتام

MGIPLP(FBD)-233/AIR(ND)/82-3350

جرات کالوک وعلاقائی سنگیت

۳ر فروری کو رات ساڑھے نو بجے لوک وعلاقائی
یت کے نیشنل پروگرام میں گجرات کا
یت نشر کیا جائے گا۔
زیر نظر صفحے پر ہم اس پروگرام کے فنکاروں
ماویر پیش کر رہے ہیں۔

راس بہاری ڈیسائی اور مدھوسدن شاستری ۔ گجراتی غزل ۔

امرناتھ ناتھاجی ــــ روایتی بھکتی سنگیت ۔

ہمانشو چھایا ۔ گجراتی سگم سنگیت

بابو کانا جی بروت ــــ لوک گیت

پرافل دوے ــــ روایتی بھجن

شنکر لال اور ساتھی ــــ بھاؤ گیت

ہرشدا راول ــــ گجراتی گیت

Regd. No. D-(C) 39 Regd. No. RN 14253

AWAZ
1st. February 1983

Licenced (U-23) to post without prepayment at CPSO, New Delhi.

لکشمی شنکر —
اردو سروس کی جانب سے منعقد
بزم موسیقی میں
اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔

آکاشوانی پٹنہ کے
یووا وانی پروگرام میں
نامور ماہرِ چشم پروفیسر ڈاکٹر دکھن رام
(بائیں سے دوسرے)
کے ساتھ محوِ گفتگو
کماری منجری کشور، شمیم فاروقی
امجد احمد، نابینا طالب علم بھکاری سنگھ

مسز گلوریا کوٹس —
جرمن ڈیموکریٹک ریپبلک کی میوزک کمپوزر —
ان کے ساتھ دویا ریا کا انٹرویو
بیرونی ممالک کے لیے نشریات میں پیش کیا گیا۔

Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, PTI Building, IIfloor Sansad Marg, New Delhi 110001. Printed by the Manager, Government of India Photo Litho Press, Faridabad.